

عمران سیریز

ٹرینج فائز

منظہر کلیم

پاکستانی پوائنٹ

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون۔ نیا ناول ٹرپچ فائر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس بار ایک نادر ناول کے حصول کے لئے دنیا کی تین بین الاقوامی مجرم تنظیموں نے عمران کے خاکہ پر دھاوا بول دیا۔ ان میں ایک تنظیم مافیا تھی اور جب ان تنظیموں کے مقابلے میں سوپر فیاض ہو تو نتیجہ نظر ہے۔ اس بار عمران، فیاض کی اہلو کے چکر میں مری طرح محض گیا اور پھر عمران اور سوپر فیاض دونوں ہی اغوا ہو کر مافیا جیسی خوفناک تنظیم کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔ اس ہیڈ کوارٹر میں جہاں سترہ زخمہ انسان تو ایک طرف اس کی مدد بھی باہر نہ نکلی سکتی تھی یہ ٹرپچ فائر کیا تھا؟ اور عمران، سیکرٹ سروس کے ارکان اور سوپر فیاض کا کیا حشر ہوا؟ ان سب کی تفصیلات تو آپ کو ناول پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہوں گی۔ البتہ آنا ضرور کہوں گا کہ ٹرپچ فائر ایک ایسا ناول ہے جو ہر لحاظ سے آپ کو پسند آئے گا۔

محترم قارئین! آپ کے خطوط تو برابر میرے پاس پہنچتے رہتے ہیں اور ہر خط میں اصلاح ہوتا ہے کہ ہمارے خطوط کا جواب پیش لفظ میں دیا جائے۔ لیکن آپ تو خود جانتے ہیں کہ سارے تو ایک طرف، اگر ایک ہفتے میں تینے والے خطوط کے قارئین کے صرف نام ہی پیش لفظ میں لکھ دوں تو یہ پیش لفظ تقریباً آدھے ناول تک اتنی جھیل جلائے گا۔ اور اس طرح یہ پیش لفظ تو بہر حال نہ رہے گا۔ البتہ اسے پیش داستان تو کہا جاسکتا ہے۔ اس لئے میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ ہر بار ایک قاری کے خط کا جواب پیش لفظ میں دیا جائے۔

آج جو خط پیش ہے وہ ہمیں محترم گل محمد چٹان نے گورنمنٹ لٹری سکول

سلطان کوٹ نفع شکار پور (سندھ) سے کھا ہے۔ انہوں نے اپنے خط میں
 ادول کی سنے پناہ پسندیدگی کا ذکر کرنے کے بعد دو فرمائشیں کی ہیں کہ عمران
 اب بوڑھا ہو گیا ہے اس لئے اب اس کی شادی ہوئی چاہیے اور وہ اور اس
 کے دوست عمران کی شادی کا بے چوٹی سے انتظار کر رہے ہیں اور دوسری
 فرمائش یہ ہے کہ تنویر کو اب قصہ ضرورت سے زیادہ آنے لگ گیا ہے اس
 لئے اس کی اور بائنگ کرا دی جائے۔

تو جناب گل محمد پٹان صاحب کی خدمت میں جواباً عرض ہے کہ اگر واقعی
 عمران بوڑھا ہو گیا ہے تو پھر آپ اس کی شادی کے چوبیس کھانے کے انتظار
 کرنے کی بجائے بلا اسے خرید کر خود ہی کھالیں۔ عمران جیسے بوڑھے سے
 شادی کرنے پر کون تیار ہوگا۔ جو بے چارہ بیروزگار بھی ہے اور مانگے کے
 فیلڈ میں رہ رہتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں صرف دو لقمہ پڑھوں کی ہی
 شادی ہوتی ہے اور اسی دولت کے نہ ہونے کا رونا دھونے دیتے تو عمران
 بوڑھا ہو گیا ہے۔

جہاں تک تنویر کی اور بائنگ کا تعلق ہے تو اور بائنگ کے بندو باندھنا
 نیز ملتی ہیں۔ سب رنگ و فیر دھور ہو جائے اس لئے اور بائنگ کے بند
 نویر کے غصے کی پسند اور زیادہ بڑھ جائے گی۔ اس لئے اتنی پیسہ پڑی گزارہ
 کر لیجئے۔ اسی میں سب کا فائدہ ہے۔

والسلام

منظر کلیم ایم اے

اور یکا بار کے بہترین انداز میں جگے ہوئے ہال میں زندگی اپنے چر
 عروج پر تھی۔ ہال کی تمام میز پر چھتیں اور دار الحکومت کا تقریباً تمام اعلیٰ طبقہ
 ہال کی میزوں پر پراچھا تھا۔ انتہائی قیمتی اور بہترین تراش فراش کے
 سوٹوں میں بیٹوں مرد اور دلکش اور نفاذ فرزند بچپن لباسوں میں نیم برہنہ
 خواتین ہال میں ہر طرف بکھری ہوئی نظر آرہی تھیں۔ وہ بے چوٹی ہوں
 کی جانے والی سرگوشیاں اور سکے سروں میں مترنم قبضوں کی ملی جلی آوازوں
 سے ہال کی فضا زندہ تھی سے پر نظر آرہی تھی۔

شگفت اور بے داغ سفید یونیفارم میں سمارٹ اور مستعد وٹر ہاتھوں
 میں منقش ٹریے اٹھائے ہوئے ہال میں ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔
 میزوں پر مختلف اقسام کے مشروب نظر آرہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے
 دنیا کے تمام آرام و مصائب اور یکا بار سے باہر رہ گئے ہوں اور ان کا
 واقعہ بار ہال میں منحوس ہو۔ ہر چہرہ مستی کی روشنی سے چمک رہا تھا۔

اہم پرچہ سے فراغت اور خوشحالی ہو چکی تھی۔

اور ایک بار کا آفس تیار اسی حال ہی میں ہوا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پیر پور سے شہر کے اعلیٰ ترین طبقے کی پسندیدہ بار بن گئی تھی۔ اور ہال میں کرسی کا حیرانما انداز اور خوش حالی کی نشانی بن گیا تھا اور اب تو یہ حال ہو گیا تھا کہ کئی روز پہلے سے ریزرویشن کر کے بغیر ہال میں ایک خالی کرسی بھی میسر نہ آتی تھی۔

ہال کے شمالی کونے میں ایک میز کے گرد ایک خوبصورت مقامی لڑکی ایک سمارٹ سے نوجوان کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی، لائٹ بوس کے تقریباً آدھے حصے پر بوسے گلاس ان کے سامنے پڑے ہوئے تھے دو کرسیاں خالی تھیں اور دونوں لائٹ بوس کی چکیاں لینے کے ساتھ ساتھ بار بار پروٹی گیسٹ کی طرف انتظار بھرے انداز میں دیکھتے اور پھر واپس اپنے مطلوبہ فرد کو نہ پا کر دوبارہ چکیاں لینا شروع کر دیتے۔

”باس کراب تک آج آنا چاہیے تھا۔“ لڑکی نے کلائی پر سندھی ہوئی انتہائی قیمتی ریشم اور پیرزفرین دوڑاٹے ہوئے قدرے تشویش بھرے ہلچل میں اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ وقت کا بے حد پابند ہے۔ اور اسی دو منٹ باقی رہتے ہیں۔“ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور لڑکی نے سر ہلکا دیا۔

اور پھر ٹھیک دو منٹ بعد جیسے ہی ان کی نظریں پیر ونی دروازے پر پڑیں، دونوں بیک وقت چونک پڑے۔ دروازے پر دو بے پرونگے افراد کھڑے نظر آ رہے تھے۔ دونوں ہلکے نیلے رنگ کے سوٹوں میں ملبوس تھے۔ البتہ ایک کا سوٹ لائٹنگ میں تھا جب کہ دوسرا چمک سوٹ

میں ملبوس تھا۔ ان دونوں کے چروں پر گہری سنجیدگی نمایاں تھی۔

جیسے ہی وہ دروازے پر نظر آئے، لڑکی نے بے اختیار اپنا ہاتھ اونچا کیا اور پھر وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے ان کی میز کی طرف بڑھتے چلے آئے۔ لائٹنگ سوٹ والا غیر ملکی تھا جب کہ چمک سوٹ والا مقامی تھا۔ وہیل کم ہاں۔ ان دونوں کے قریب آتے ہی لڑکی اور نوجوان نے احترام کر رہیں سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”بیٹھے۔“ چمک سوٹ والے نے ساٹھ ہلچے میں کہا اور وہ دونوں واپس اچھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ لائٹنگ سوٹ والا بھی خاموشی سے چوتھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”لائٹ بوس۔“ ان کے بیٹھے ہی نمودار ہونے والے دیڑھے لڑکی نے مخاطب ہو کر کہا اور دیڑھ سر جھکا کر ہوا واپس مر گیا۔

”کیا پورٹ ہے میں نا کوٹ۔“ چمک سوٹ والے نے لڑکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے سر دھجے میں پوچھا۔

”میں نے مکمل چیکنگ کی ہے۔“ ”نگو اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔“ نامکمل نے دھجے بچے میں جواب دیا۔

”کوئی خفیہ تجویز ہی یا خفیہ دروازہ۔“ اس نے کہا۔

”نوسر۔“ میں نے مکمل چیکنگ کی ہے۔“ نامکمل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تھراڈ کی لار پورٹ ہے۔“ ہاس نے اب نوجوان کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

”کوئی شکوک آدمی اس سے نہیں ملا باس۔“ نوجوان نے دوبارہ

پہلے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس قسم کے افراد سے اس کی ملاقات ہے؟“ — ”باس نے پوچھا۔

”مختلف کاروباری افراد۔ لیکن زیادہ تر ملاقاتیں فون پر ہوتی ہیں فون کالیں بھی ٹیپ کی گئی ہیں لیکن سوائے بزنس ملاک کے اور کچھ نہیں ہے۔“ — رفیق نے جواب دیا۔

اسی لمحے دوشیزے لائٹ جوس کے دو گلاس لاکر ان کے سامنے رکھ دیتے اور وہ خاموش ہو گئے۔ جب دیگر واپس چلا گیا تو باس اپنے ساتھی سے مخاطب ہوا۔

”لاگ بین! — اب تم کیا کہتے ہو؟“ — ”باسن کے لیے میں ہلکا سا طنز شامل تھا۔

”جاری رپورٹ غلط نہیں ہو سکتی؟“ — غیر ملکی نے زوردار پہلے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن تاہم اور رفیق کی رپورٹ میں بھی غلط نہیں ہو سکتی۔ یہ اپنے کاموں میں ماہر ہیں۔“ — باس نے کہا۔

”میر خیال ہے کہ اگر ہم اسے اعزاز کریں تو یقیناً اصل بات سامنے آجائے گی؟“ — لاگ بین نے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح معاملات افشا ہو جائیں گے۔ اور پھر ٹیپیں پڑیں اور سیکیٹ سروں حرکت میں آسکی ہے۔ ہمیں سب کام

انتہائی خفیہ طور پر منانے ہیں۔“ — باس نے سوجھ بوجھ میں جواب دیا۔ وہ سب اتنے دھیے پہلے میں گفتگو کر رہے تھے کہ اگر ساتھ والی میز پر

بیٹے ہوئے افراد کو شش میں کہتے، تب بھی کچھ سن پاتے۔

”باس! — میری ایک تجویز ہے۔“ — اپنا کھٹاٹ لے کر کہا۔
”اں ہورو۔“ — باس نے چونکے ہوئے پوچھا۔ باقی افراد بھی چونک کر ناگواری ظاہر کی۔

”اس کا اعلان کار کا ادارن سکول میں پڑھتا ہے اور وہیں ہوسٹل میں ہی رہتا ہے۔“ — اسے اعزاز کر لیا جائے تو۔“ — ناگ بین نے کہا۔

”نہیں۔ یہ اجتماع اہم ہے۔ وہ کیوں پڑھیں گے؟“ —

”کتاب ہے۔“ — اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”پھر اس کا کیا ہی حل ہو سکتا ہے کہ ہم گاگ بین کراس کے پاس جائیں۔ صرف اسی صورت میں وہ کھل سکتا ہے۔“ — اپناک رفیق نے کہا۔

”اوہ! — البتہ یہ قابلِ غور بات ہے۔ لاگ بین! — کیا تم یہ کام کر سکتے ہو؟“ — باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”جی آسانی سے۔“ — لاگ بین نے جواب دیا۔

”اور کسے؟“ — پھر تم یہ کام کرو۔ اور کل بدین اسی وقت رپورٹ دینا۔ اس ایک بات کا خیال رکھنا کہ وہ کسی صورت میں بھی مشکوک نہ ہونے پائے۔“ — باس نے کہا۔

”فہمیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔“ — لاگ بین نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”بنا کے کیا کچھ ہے باس؟“ — ناگ نے کہا۔
”تم دونوں کل تک فارغ ہو۔ کل لاگ بین کی رپورٹ کے بعد کسی

تمہارا کیا خیال ہے اس سے کیا چاہتا ہے؟۔ تاکہ اس بار
استہانی جہدہ بیچے میں کہا۔

بسیا چاہتا ہے۔۔۔ زید بی نامرولا چاہتا ہے۔۔۔ اور کیا چاہتا
ہے۔۔۔ ہاگ بین نے رپورٹ دی ہے کہ یہ نامرولا اس کے پاس
ہے۔۔۔ رفیق نے ساٹ بیچے میں کہا۔

پھر تم نے گاہک بن کر جانے والی بات کیوں کی تھی۔ کیا تم اپنے
آپ کو آشنا بنے بغیر بات کر کے مجھے ٹھوننا چاہتے ہو؟۔ تاکہ نے
قدے غصیلے بیچے میں کہا۔

اوہ!۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں میں تاکہ۔۔۔ جہاں تک میری معلومات
کا تعلق ہے۔۔۔ زید بی نامرولا اس کے کسی دوست نے اس کے پاس

امانتا رکھوایا اور اس کا وہ دوست ایک حادثے میں ہلاک ہو گیا۔ تب
سے وہ نامرولا اس کے پاس ہے۔۔۔ یہی لائسنس کی رپورٹ ہے۔

میرا گاہک بن کر جانے سے مطلب یہی تھا کہ اس سے اسی نامرولے کے
بارے میں سو دیا جائے۔۔۔ وہ کاروباری آدمی ہے ایک فضول سی چیز
نے عموں خطیر رقم پر آمادہ ہو جائے گا۔۔۔ رفیق نے جواب دیا۔

اوہ!۔۔۔ تو تم نے اس پس منظر پر یہ تجویز پیش کی تھی۔۔۔ حالانکہ
تمہاری تجویز کو ایک اور پس منظر میں دیکھا گیا۔ تاکہ نے مسکرا کر کہا۔

وہ کاپس منظر ہے۔۔۔ مجھے بھی تو پتہ چلے۔۔۔ رفیق نے کہا۔

سنو رفیق!۔۔۔ مسکراہٹیں نامرولے کا نہیں ہے۔ یہ تو کوکو
ہے۔۔۔ راکوش اور نایا کے درمیان ایک طے شدہ کوٹراس کا مطلب

ہے کہ نایا کسی بہت بڑے مشن کے لئے راکوش کی خدمات حاصل کرنا

مزید اقدام کا فیصلہ کیا جائے گا۔۔۔ ہاس نے کہا اور پھر ایک جھکے
سے اٹھ کھڑا ہوا۔ لائسنس میں بھی اس کے ساتھ یہی کھڑا ہوا اور پھر وہ
دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ہاس اس آدمی کو ضرورت سے زیادہ ٹوہیل دے رہا ہے۔۔۔
ان دونوں کے گیٹ سے باہر چلے جانے کے بعد رفیق نے تاکہ سے
مناطبات کو کر کہا۔

وہ استہانی ارجم پوسٹ پر ہے۔۔۔ اس نے ہاس مخاطب ہے۔
تاکہ نے سر جھلائے ہوئے جواب دیا۔

پوسٹ!۔۔۔ کیسی پوسٹ؟۔۔۔ وہ تو کاروباری آدمی ہے۔
رفیق نے چمکنے ہوئے پوچھا۔

اوہ!۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں اس کے بارے میں زیادہ
باتوں کا علم نہیں ہے۔ تاکہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیسی باتیں؟۔ اتنا تو معلوم ہے کہ وہ امپورٹ ایجنٹ کا کام
کرتا ہے اور نہیں۔۔۔ رفیق نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

بظاہر یہی بات ہے۔۔۔ لیکن دراصل وہ راکوش کا مقامی چیف
ہے۔ تاکہ نے لہجے کو اور زیادہ دھماکا کرتے ہوئے کہا۔

راکوش۔ کیا کہہ رہی ہو۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ راکوش تنظیم
تو صرف یورپ تک محدود ہے۔ اس کا یہاں ایلیا میں کیا کام۔ اور پھر

وہ بھی پاکیشیا جیسے چھوٹے ملک میں۔۔۔؟ رفیق نے حیرت سے
انہیں چوڑی کرتے ہوئے پوچھا۔

اوہ رفیق!۔۔۔ تمہاری یہ سبہ خبری استہانی تشویش کی بات ہے۔

پاسحتی ہے۔ اور بظاہر یہ ایک کمپیکل پروڈکٹ فارمولے کی ناکل ہے۔
 لیکن کوئرس اصل مشن میں درج ہوتا ہے۔ یہ ایسا کوڈ ہے جو
 صرف راکوش اور مافیا کے خاص افراد ہی سمجھ سکتے ہیں۔ یہ ناکل اس
 تک پہنچ چکی ہے۔ یعنی مافیا جو مشن راکوش کی مدد سے بڑے کار
 لانا چاہتی ہے۔ اس کی تفصیلات اس ناکل میں کوڈ ورد میں درج
 ہیں۔ اور چیف اس یہ فارمولا اس نے حاصل کرنا چاہا تھا۔ تاکہ اس
 مشن سے آگاہ ہو سکے۔ اور گاہک والی بات کا مطلب ہے کہ لوگ بین
 اب مافیا کا آدمی بن کر اس کے پاس پہنچے گا اور اس سے ناکل کے متعلق
 معلوم کرے گا۔ کوڈ میں گاہک مافیا کے خدو صی نمائندے کو کہتے ہیں
 "آؤ نے اسے تفصیل بتا دے گا اور رفیق یوں آنکھیں پھاڑے یہ
 سب کچھ سن رہا تھا جیسے کچھ کوئی دلچسپ الٹ تیلوی کہانی سنتے ہیں۔
 اوروہ! یہ تو انتہائی خوفناک گورکھ دھندہ ہے۔ لیکن ہماری
 تنظیم کا راکوش اور مافیا سے کیا تعلق ہے۔ جارا تو فیملی ہی دوسرا
 ہے۔ رفیق نے کہا۔

ہاں! بظاہر ایسا ہی ہے لیکن یہ صرف اسی ملک میں ہے۔
 ہماری تنظیم کی بڑے ملکوں میں ایسی شاخیں بھی ہیں جو راکوش اور مافیا
 کی حکمرانی کا ماتر کرتی ہیں۔ لاگ بین کو چیف باس نے بیان بھیجا ہے۔
 نامہ نے جواب دیا۔

چھانور یہ بات ہے۔ لیکن تمہیں یہ ساری معلومات کیسے مل گئیں؟
 میں نے کہا۔
 مجھے کبھی کبھی باس سے صحبت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ تم جانتے

ہو کہ باس مجھ پر کتنا اعتماد کرتا ہے۔ اور میں روز لاگ بین آیا ہے اسی
 بات میں ساتھ تھی۔ اور پھر لاگ بین سے پہلی ملاقات سونی تو میں نے
 اس سے اس بارے میں پوچھا اور باس نے یہ سب تفصیل بتا دی۔
 نامہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او تو یہ بات ہے۔ ویسے باس کو چاہیے تھا کہ مجھے بھی حالات
 سے آگاہ کر دیا۔ لیکن وہ باتیں اب بھی میری کچھ میں نہیں آئیں۔
 پہلی بات تو یہ ہے کہ راکوش ایسی تنظیم ہے جو ایک سنگٹ کا کام اپنے
 جانے پر کرتی ہے۔ اور مافیا کے متعلق تو ہر شخص جانتا ہے کہ
 وہ مافیات سے منسلک ہے جب کہ ہماری تنظیم جی ایم کا فیملی پیشہ ورانہ
 فعل ہے۔ ایسی صورت میں ان تین مقدمہ فیملی کے تعلق رکھنے
 والی تنظیموں کے درمیان آخر کا اشتراک عمل ہو سکتا ہے۔ پہلی بات
 تو یہ ہے کہ مافیا اس پس ماندہ ملک میں ایسا کون سا مشن برپے کا رہا
 پاسحتی ہے جس کے لئے اسے راکوش کی مدد حاصل کرنا پڑی۔
 دوسری بات یہ کہ جی ایم کا مافیا کے اس مشن سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔
 اور آخری بات یہ کہ راکوش آخر اس چھوٹے سے عزیز ام ملک میں
 کیا کرتی ہے؟" رفیق نے کہا۔

پہلی دو باتوں کا تو جواب میرے پاس نہیں ہے۔ کیونکہ اس وقت تک
 ہینک نڈر۔ جی فارمولا حاصل نہ ہو جائے۔ جہاں تک میری بات
 کا جواب ہے۔ میں نے تمہیں پہلے بتایا ہے کہ جی ایم کی کئی شاخیں
 ایسی ہیں جو مافیا اور راکوش کی طرف کا دھندہ کرتی ہیں۔ البتہ
 جی ایم کا میں فیملی ہی ہے جو ہمارا اس مقامی تنظیم کا ہے جہاں تک

آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ اور رفیق کی آنکھوں میں چمک
اُبھر آتی۔

”اوہ!۔۔۔ دیرنی لگتا!۔۔۔ اگر تم قبول کرو تو میں اپنی رہائش گاہ پر
اس جین کا بندوبست کروں۔ یقین کرو یادگار جین ہوگا۔ رفیق
نے کہا۔

”واقعی؟“ ناگ نے ہونٹ چھینچھے ہوئے کہا۔
”آؤ تجربہ شرط ہے۔“ رفیق نے کہا اور پھر اس نے
جیب سے بڑھ نکالی کہ ایک بڑا نوٹ پلیٹ میں رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔
”ناگ نے بھی سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے
کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔

میرا انداز مجھے، اُنیا کسی شکل میں چھن گئی ہے اور اس شکل کا تصور
اسی ملک سے ہوگا۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ اُنیا کا کوئی خاص راز اسرا
ملک میں منتقل ہوا ہو اور اُنیا نے اس راز کو واپس حاصل کر لے کر
راکوش کی مدد حاصل کی ہو۔ کیونکہ راکوش ایسے معاملات میں ماہر ہے
اور راکوش کے چیف باس نے یہ کام یہاں کی مقامی تنظیم کے سپرد
دیا ہو۔ اور وہ راز ایسا ہو کہ جی۔ ایم جی اس میں دلچسپی رکھتی ہو اور
جی۔ ایم نے اسے طور پر یہ راز حاصل کرنا چاہتی ہو۔ اور یہ کہ
راکوش کی مقامی تنظیم تو تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ پاکیشا غیب
ملک ہے۔ یہ دونوں سپر پاورز کے لئے یکساں اہمیت رکھتے ہیں
ناگ نے کہا۔

”گڈ آئیڈیا ناگ! تم واقعی انتہائی ذہین ہو۔ اب مجھے معلوم
ہو رہا ہے کہ آخر باس تم پر اتنا اعتماد کیوں کرتا ہے۔“ رفیق نے
بے اختیار توجہ دینے شروع کر دیے۔

”تعریف کا شکریہ اُن کیوں کیا ہم کل تک یہیں بیٹھے باتیں کر
کرتے رہیں گے۔“ ناگ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ واقعی۔ باتوں میں وقت کا ہی احساس نہیں رہا۔
اب تمہارا کیا پروگرام ہے؟“ بہ رفیق نے چونک کر کلائی کی ٹھٹھری
پر انہیں دوڑاتے ہوئے کہا۔

”میں چاہتی ہوں کہ آج کی رات اچھے سے جین میں گزرے۔
وہی جی۔ آئی پر کوئی غلطی نہ ہو۔ وہاں ہی منہ دیکھیں جائے۔ پرائیویٹ
وکیل کول کر پنی جائے لیکن کیسے نہیں؟“ ناگ نے مسکرا کر رفیق کی

ایک بڑے میاں باہر نکلے۔ وہ لباس اور وضع قطع سے ملازم لگس رہے تھے۔ لیکن عمران نے پہلے اسے سمجھ ہی نہ دیکھا تھا۔ شاید وہ نیا ملازم تھا۔ عمران نے اس کے باہر آنے کے باوجود کال بیل کے بٹن سے انگلی نہ جھٹائی۔

”ہاتھ مٹاؤ۔ یہ کیا بد تمیزی ہے؟“ بوڑھے ملازم نے آنکھیں چاٹ کر غصیلے انداز میں کہا اور ساتھ ہی عمران کا بازو ایک جھٹکے سے نیچے کر دیا۔

”اسے یہ بد تمیزی ہے۔ کمال ہے۔ میں تو آج تک اسے کال بیل کا بٹن سمجھا رہا تھا۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

”فرمائیے کس سے ملنا ہے؟“ بوڑھے ملازم نے یوں عمران کو سر سے پیروں تک دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے اس کی دماغی صحت سے تشویش ہو رہی ہو۔

عمران اپنے مخصوص ٹیکسی کلب لباس میں تھا اور ظاہر ہے چہرے پر حماقتوں کا آشہر پوری روایتی سے بہہ رہا تھا۔

”جمعہ راحا صاحب سے؟“ عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جمعہ راحا؟ کیا مطلب؟ کیا آپ پاگل ہیں؟“ ملازم کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ وہ شاید کچھ ضرورت سے زیادہ ہی دغا بازی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

”کیا جمعہ راحوں سے صرف پاگل ہمارے تھے ہیں؟ اگر ایسی بات ہے

عمران نے اپنی سپورٹس کار کو سٹی کے کینڈی گیٹ کے اندر موڑ دی اور پھر وہ اسے پورچ تک لے آیا۔ عمران آجکل فارغ تھا اور آج اسے ناشتہ کرتے ہوئے اپنا کلب سہولت نشہ فیاض کا خیال آ گیا تھا۔ کافی دنوں سے اس سے ملاقات نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ عمران نے فیاض کے دفتر فون کیا تو معلوم ہوا کہ فیاض بیمار ہونے کی وجہ سے چیمپی پر ہے۔ چنانچہ عمران نے اس کی کوششیں کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کا خیال ہوتا کہ واقعی فیاض بیمار ہے تو پھر اس کی سزائے پرسی ضرور دی ہے۔ آخر وہ اس کے ٹیڈٹ کا ٹانگہ سے اور اگر اس نے بلیڈ کی صرف بہاؤ کیا ہے تو پھر اس سے خاصی رقم لینی بھی جا سکتی ہے۔

عمران نے پورچ میں کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ برآمدے میں آیا اور اس نے کال بیل پر انگلی رکھی اور اسے مسلسل دبانے لگا۔ اندر دور گھنٹی کی آواز مسلسل سنائی دینے لگی۔ چند ہی لمحوں بعد دروازہ کھلا اور

تو پھر جعدہ کے پاس ملازمت کو نوٹا ہر ہے سقراط لبقراط تائپ کے ہی
نظام پر کرتے ہوں گے۔۔۔ عمران نے بڑا سامنے نہلتے ہوئے کہا۔
”یہاں کوئی جعدہ نہیں رہتا۔۔۔ جو نوبہ۔۔۔ خواجوا آجاتے ہیں
وقت ضائع کرنے۔“ ملازم کو شاہد عمران کے غصے کی سمجھ نہ آتی
تھی اس لئے اس نے جان چھلانے والے انداز میں کہا اور پھر واپس
مڑنے لگا۔
”کیا یہ فیاض صاحب کا گھر نہیں ہے؟۔۔۔“ عمران نے حیرت
بھرے پیچھے میں کہا۔

ہاں ہے۔ لیکن آپ تو جہاد کہہ رہے تھے؟ فیاض کا
 ہنسنے کی علامت تیزی سے مڑا۔
 "میرا خیال ہے کہ فیاض کو چاہیے کہ وہ ہمیں کچھ انگریزی بھی پڑھا دے
 تاکہ مجھے انگریزی کا ترجمہ کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔" عمران
 نے کہا۔

انگریزی کیسی انگریزی۔ آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟
فیاض صاحب نے اس کے ہیں تو وہ نہیں کہہ سکتے۔ وہ بہار
میں۔ آپ جاسکتے ہیں۔ ملازم نے کہا کہ وہ سبے انداز میں
جواب دیا۔

فیاض کی بیوی کی آواز نہ سنی دی۔ وہ شاید غلام کے باہر نکل جانے کی وجہ معلوم کر کے آتی تھی۔

ہیں۔ کبھی کہتے ہیں جمعدار صاحب سے ملنا ہے۔ کبھی فیاض صاحب کا نام لیتے ہیں۔ کبھی انگریزی پڑھنے کے لئے کہتے ہیں۔^۴ فضلو نے انہی آوازیں جواب دیتے ہوئے کہا:

اچھا تو جہدِ رانی صاحبہ بول رہی ہیں۔ آواز بڑی خوبصورت ہے۔ لہجہ خود بھی خوبصورت ہوں گی۔ عمران کے بچے خوش قسمت ہیں کہ ان کا تو فضلہ کا چہرہ غصے کی شدت سے سُرخ ہو گیا۔

تم۔ تم۔ بد معاش آدمی۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔
 بڑے فضلوں نے اچانک ہاتھ بڑھا کر عمران کا گریبان پکڑ لیا۔

اے ارے۔ ستیا ناس۔ میرا کار خراب کر دیا۔ عمران
نے بوجھلے ہوئے ملازمین کہا، لیکن اس نے فضلو کو ہاتھ بٹانے
کی کوششیں نہ کی تھیں اور فضلو کا غصہ بھی صرف گریبان پکڑنے تک ہی
محدود رہا تھا۔ شاید عمران کا جسم دیکھتے ہوئے اس سے زیادہ غصہ دکھانا
اس نے بھی مناسب نہ سمجھا تھا اور عمران شاید فاضل کی بیوی کو غیظ
دکھانا چاہتا تھا اس لئے اس نے گریبان پھیلانے کی کوشش ہی نہ کی۔
اُسی لمحے دروازہ کھلا اور فاضل کی بیوی باہر آ گئی۔

اے اے میرا کراہے ہو ففصلو۔ کیا تم باطل ہو گئے ہو۔
 فیاض کی بوی نے گھر کو ففصلو کا ہاتھ پکڑ کر تھیلے پھرتے کہا۔
 بیگ صاحبہ! یہ گندی باتیں کر رہا تھا۔ میں اس کا خون
 پی جاؤں گا۔ ففصلو نے اپنی مالک کو دیکھ کر اور زیادہ شیر زوتے
 مئے کہا۔

”ارے باپ ارے۔۔۔ بھابی!۔۔۔ یہ آپ نے خون پینے والے
پاکل کب سے ملازم رکھنے شروع کر دیئے ہیں؟۔۔۔؟“ عمران نے
خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”بیگ صاحب!۔۔۔ یہ صاحب کو جعبدار اور آپ کو جعبدار ہی کہہ رہے
ہیں۔“ فضلونے فریاد کرتے ہوئے کہا۔

”اے سوتیلے فیاض کا میں نے ترجمہ کر دیا جعبدار فیاض۔۔۔ تو کی
بڑا کیا۔۔۔ اور بھابی کا نکاح تو جعبدار صاحب سے میرے ملنے ہوا تھا
اس لئے یہ اصلی جعبدار ہی ہیں۔“ میں گواہ ہوں۔“ عمران نے
وضاحت کرتے ہوئے کہا اور فیاض کی بیوی تعجبہ مار کر ہنس پڑی۔

”تم نے سو کر کی خوب منی پلید کی ہے۔۔۔ سوتیلے۔۔۔ خوب بہت
اچھے۔“ فیاض نے بیوی کی ہنسی پر شرمک رہی تھی اور فضلوا ب اپنی
مالکہ گولیوں دیکھنے لگے جیسے اب اسے اس کی دماغی صحت پر بھی شبہ
ہونے لگ گیا ہو۔

”اللہ کا شکر ہے کہ میں نے اب تک شادی نہیں کی۔۔۔ ورنہ میں
جبار ہو جاتا تو میری بیوی بھی اسی طرح قبیحہ مارنا شروع کر دیتی۔“
عمران نے توبہ کے سے اعلازم کا کاذب کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

”جبار۔۔۔ اور فیاض۔۔۔ اے اس کی عیاری میری سمجھ میں تو نہیں
آ رہی۔۔۔ جس میں آنکھ کر شیو بناتے ہیں۔۔۔ سوٹ پہن کر عطر کی بوری
بوتل پسٹہ اوپر اٹھاتے ہیں۔۔۔ اور پھر سوٹ مار کر لستر پیر لیٹ کر باتے
ہاتے کرنا شروع کر دیتے ہیں۔“ فیاض کی بیوی نے ایک بار پھر
ہنستے ہوئے کہا اور اس بار عمران بھی ہنسنے پر مجبور ہو گیا۔ فیاض کی بیوی

نے بات ہی ایسی کی تھی۔

”اچھا۔۔۔ بڑی خوبصورت اور دلکش بیوی ہے۔۔۔ لیکن کیا
مجھے میں دروازے پر ہی کھڑا رکھیں گی۔“ یا اپنے شوہر ناہار رحمت
بیگ کی زبانتہ کا شرف بھی حاصل کرنے دیں گی۔“ عمران نے
بڑا سا منہ بکتے ہوئے کہا۔

”ادہ ہاں!۔۔۔ آؤ۔۔۔ فضلوا!۔۔۔ جاکر صاحب سے کہو کہ عمران
صاحب مزاج پر سی کے لئے آتے ہیں۔“ فیاض کی بیوی نے پاس
کھڑے ملازم سے کہا۔ اور پھر فضلونے کھڑکھار اندر چلے جانے کے بعد
اس نے عمران کو اندر لے کر لاشہ کیا اور عمران اس کے ساتھ چلتا ہوا کوٹھی
کے اندر بڑھ گیا۔

”بیگ صاحب!۔۔۔ بیگ صاحب!۔۔۔ غضب ہو گیا۔۔۔ صاحب تو
بیہوش پڑے ہیں۔“ اچانک فضلونے ایک دروازے سے دوڑ
کر اندر آتے ہوئے کہا۔ وہ بڑی طرح گھبرایا ہوا تھا۔

”بیہوش کیا۔۔۔ مطلب۔۔۔ ادہ۔۔۔“ فیاض کی بیوی کا رنگ اڑ گیا۔
اور وہ بے تماش اندر کمرے کی طرف جھگ پڑی۔

”میرا نام سن کر تو بیہوش نہیں ہو گیا۔“ عمران نے فضلونے
مخاطب ہو کر کہا۔ وہ خود بھی نیز خیز قدم اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھا۔
وہ تو پہلے سے بیہوش پڑے تھے۔۔۔ انکے منہ نے جھگ بھر دیا
ہے۔۔۔ فضلونے سمجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جھگ۔۔۔ اے ڈاکٹر کو بلاؤ۔۔۔ جلدی ٹون کرو۔“ عمران
جھگ کا سن کر خود بھی بوکھلا گیا۔ اور چہرہ وہ اندر دینی کمرے کی طرف جھگا۔

تو اس نے فیاض کی بیوی کے رومے کی آواز سنی۔ وہ تیزی سے اس کمرے میں داخل ہوا تو واقعی فیاض بستر پر بیٹھ کر سو رہا تھا۔ اور اس کے منہ سے جھگ کے جلیے نکل رہے تھے۔ جھگ سفید رنگ کی تھی۔ انہیں کیا ہو گیا ہے۔ اسے ڈاکٹر کو بلاؤ۔ فیاض کی بیوی نے عمران کو دیکھتے ہی بڑی طرح بڑھکلائے۔ بلکہ اس کا چہرہ لہری لہری کی طرح زرد ہو گیا تھا۔ اور آنکھوں سے خوف اور دہشت جیسے آبل رہی تھی۔

عمران تیزی سے فیاض پر جھگ گیا۔ اس نے اس کی بغل چپک کی۔ سینے پر ہاتھ رکھا اور دوسرے لمحے اس نے فیاض کا منہ زبردستی کھولا اور پھر اپنی انگلی اندر ڈال کر ٹوں اسے باہر کی طرف جھٹکا جیسے کوئی پیر نکال رہا ہو۔ اور واقعی اس کی انگلی کے جھٹکے سے ایک موٹی سی گولی منہ سے باہر اُگر گئی۔ گولی جھگ میں لپٹی ہوئی تھی۔

یہ کیا ہے۔ یہ کیا ہے؟ فیاض کی بیوی گولی کو دیکھتے ہی اور زیادہ گھبرا گئی۔

عمران نے فیاض کے منہ کے کنارے سے نکلی ہوئی جھگ میں انگلی ڈالی اور پھر اسے ناک سے لگا کر منگھٹنے لگا۔ دوسرے لمحے اس سے چہرے پر سکڑا ہٹ اُبھر آئی۔

اے جی جی! اس نے تو واقعی مچھلاؤں والا کام شروع کر دیا ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہو۔؟ یہ کیا مذاق ہے۔؟ فیاض کی بیوی نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

جی جی! یہ صابن کی گولی ہے۔ اور یہ جھگ جی صابن کی ہے۔ سو لٹک کر دیکھ لیجئے۔ میرے خیال میں سو پر فیاض صابن سے اپنا کھانا صاف کر رہے تھے کہ صابن گلے میں اکٹھا گیا اور حضرت بے ہوش ہو گئے۔ عمران نے بستر پر پڑی ہوئی گولی اٹھا کر فیاض کی بیوی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

صابن سے گلا صاف کر رہے تھے۔ یہ کیا حاققت ہے۔؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔؟ فیاض کی بیوی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے فیاض کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔ اب چونکائے صابن لینے میں تکلیف نہ ہو رہی تھی اس نے اس کی بیہوشی ختم ہو رہی تھی۔ اسی لمحے باہر سے نیز تنیز قدموں کی آواز سنائی دی اور پھر ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر پریشانی تھی۔ اسے دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ آئے والا ڈاکٹر ہے۔ مصلحتاً اس سے پیچھے ہٹا ہوا۔ اس سے اندر میں ڈاکٹر کا بگ بگ تھا۔

کیا ہوا۔ کیا ہوا۔؟ فضلو تار تارے کر فیاض صاعب بیہوش ہیں۔ ڈاکٹر نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔ اسی لمحے فیاض نے آنکھیں کھول دیں۔

اے انہیں تو ہر شس آگیا۔ ڈاکٹر نے فیاض پر جھٹکتے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے صفائی مکمل ہو گئی ہے۔ عمران نے نقد دیا۔ صفائی! کیسی صفائی۔؟ ڈاکٹر نے چونک کر کہا۔

اے ڈاکٹر! عمل آپ۔ اوہ عمران تم۔ یہ تم سب یہاں کیوں

اکٹھے ہو۔؟ فیاض نے ہڑلے سے کہنا۔

تم بیہوش ہو گئے تھے۔ اور تمہارے منہ سے جھگڑا نکل رہی تھی جس پر ہم نے تمہیں ڈاکٹر اجمل کو کال کیا۔ اسی لمحے عمران آگیا اور اس نے قبلا سے گئے۔ یہ صابن کی گولی نکال لی تو تم ہوش میں آ گئے یہ صابن کھانے کی کیا تکلف ہے۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ فیاض کی بیوی نے انتہائی تلخ لہجے میں فیاض سے مخی طلب ہو کر کہا۔ اُسے دراصل سخت شرمندگی سی محسوس ہو رہی تھی۔ فیاض نے بھلا حرکت نہ کی۔ اسی ایسی ہی تھی صابن کھانے والی۔ یہ کوئی خوشنمون والی بات تو نہ تھی۔ صابن! کیا مطلب۔؟ میں نے تو کبھی شرم کی گولی کھانی تھی۔ لیکن گولی میرے گلے میں نہ اٹک گئی۔ میں اس قدر پانی پینے لگا۔ لیکن پھر میرا سانس گھٹ گیا اور مجھے ہوش نہ رہا۔ اور تم کہہ رہی ہو کہ میں نے صابن کی گولی کھالی تھی۔ فیاض نے حیرت سے انھیں چارٹے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر اجمل جو حیرت سے یہ کہانی سن رہا تھا۔ اور اس کی نظر فیاض کی بیوی کی آنکھوں میں پڑی ہوئی سفید گولی پر پڑ گئی۔ یہی گولی ہے۔ خدا رکھائیے۔ ڈاکٹر اجمل نے کہا اور پھر اس نے فیاض کی بیوی کے ہاتھوں سے گولی لے کر اُسے خود سے دیکھا اور دوسرے ہاتھ سے وہ کھل کھٹ کر ہنس پڑا۔

بہت خوب!۔ انتہائی دلچسپ اتفاق ہے۔ یہ تو واقعی صابن کی گولی ہے۔ اور جہاں تک میرا آئیڈیا ہے یہ گولیاں وائٹک مشین میں استعمال کے لئے تیار کی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر اجمل نے کہا۔

اے تو تم نے کیشیم کا پرانا ڈبہ اٹھالیا۔ اور تو یہ سنا رہا ہوا۔ گولیاں واقعی میں نے وائٹک مشین کے لئے شوگرائی تھیں مضمون سے۔ اس کا پرانا ڈبہ چھٹ گیا تو میں نے یہ گولیاں کیشیم والے پرانے ڈبے میں ڈال دی تھیں۔ اس بار فیاض کی بیوی نے ہنسنے سے کہنا اور فیاض نے بے اختیار اپنا سر کھڑکیا۔

اگر ڈال ہی دی تھیں تو پھر اسے دواؤں والی الماری میں رکھنے کی کیا تکلف تھی۔ فیاض نے کہا۔

اور صاحب!۔ یہ ڈبہ تو میں نے الماری میں رکھا تھا۔ یہ ڈبہ غل خلع میں پڑا ہوا تھا۔ میں نے سمجھا کہ بیگم صاحبہ نے دوا کا ڈبہ غلطی سے یہاں رکھ دیا ہے۔ اس بار مضمون نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور اس کے اس فقرے کے ساتھ ہی سارا معاملہ صاف ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب!۔ آپ کو ناحق تکلیف ہوئی۔ معافی چاہتی ہوں۔ فیاض کی بیوی نے شرمندہ سے لہجے میں ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا جو کھڑے ہنس رہے تھے۔

اے بھابی!۔ یہ کیسی تکلیف ہے۔ میں آپ کا ہمایہ ہوں۔ آپ کا خیر برحق بننا ہے۔ میں کھینک جانے کے لئے گاڑی کا دروازہ کھول رہی رہا تھا کہ مضمون آگیا ہوا آیا اور میں ادھر چلا آگیا۔ ڈاکٹر اجمل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر صاحب!۔ ایک خوفناک بیماری کا پڑا چرچا ہے آج کل۔ آپ کا اس بار سے میں کیا خیال ہے۔؟ اچانک عمران نے ڈاکٹر اجمل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”خونفک بھاری۔ کوئی بیماری؟“ ڈاکٹر اجمل نے چونک کر ہوتے ہوئے پوچھا۔

”بھاری کا نام تو مجھے نہیں آیا۔ یا شاید ابھی تک اس بیماری کا نام رکھا ہی نہ گیا ہو۔ بہر حال علامات بتا دیتا ہوں۔“ عمران نے فیاض کی بڑی کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا اور فیاض کی بڑی دھڑ سے مسکرا دی۔

”مضروب بنائیے۔“ ڈاکٹر اجمل استہائی تجویز دیا۔

”مرض صبح اٹھتا ہے۔“ ڈاکٹر کو مشورے کرتا ہے۔ شیوناما کے اور دو بھی اُلٹی ہمارے ہاتھوں کی جڑیں تک غائب ہو جائیں۔ اس کے بعد غل کرتا ہے۔ نیا سوٹ پہننا ہے۔ غل کی لوری شیشی اپنے اوپر اُٹھنا ہے۔ چکر سی پر بیٹھ کر اخبار پڑھنا ہے۔ بڑے مزے سے ناشر کرتا ہے۔ اس کے بعد سوٹ اتارنا ہے اور بستر پر لیٹ کر لمبے لمبے کرنا شروع کر دیتا ہے۔“ عمران نے بیماری کی علامات بتاتے ہوئے کہا، اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا اور ڈاکٹر اجمل یوں آنکھیں میاڑے اُسے دیکھنے لگا جیسے اُسے یقین نہ کہ ہو کہ عمران واقعی سنجیدہ ہے یا۔

”یہ کیا بیماری ہوئی؟“ ڈاکٹر اجمل نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر آپسے ہیں۔ آپ کو پتہ نہ ہونا چاہیے۔ اور ہاں! جب مرض ثابت اختیار کر جائے تو صابن کی گولی حق میں ڈالتا ہے اور یہ دہی ہونا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”تم باز نہیں آؤ گے۔ خواہ ذائقہ اڑا رہے ہو۔ بس غلطی ہے

گولی کھال میں لے۔“ فیاض نے بستر سے اٹھتے ہوئے فیصلے کیے میں کہا۔

”ہاں تو ڈاکٹر صاحب!۔ پھر یہ کوئی بیماری ہے۔“ عمران نے فیاض کی بات سنی اُسی ٹک کہنے ہوئے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ غلطی کر رہے ہیں جناب!۔ بھلا یہ کوئی بیماری ہے۔“ اچھا بھلا سی۔ اب مجھے اعزازت دیجئے۔ او۔ کے فیاض صاحب؟

”ڈاکٹر اجمل نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیز تر قدم اٹھاتا کر کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”اچھا تو جناب سپرنٹنڈنٹ مسٹر ایشی جنس بدو آجکل بیمار ہیں۔“ عمران نے بستر کے پاس بڑی ہوشیاری سے گھسیٹ کر اس پر اطمینان سے بیٹھنے ہوئے کہا۔

”تمہیں کس نے بتایا ہے۔ جو تم یہاں آچکے ہو۔“ فیاض نے دوبارہ بستر پر بیٹھنے ہوئے کہا۔

”عمران! میں تمہارے لئے چائے بنا لاؤں۔ اور آپ بھی دوا گلا صاف کر لیجئے۔“ فیاض کی بڑی نے عمران کے ساتھ ساتھ فیاض سے بھی مخاطب ہو کر کہا۔

”اور فیاض بڑے بڑے منہ بنا ہوا ہاتھ دم کی طرف بڑھ گیا۔ فضلہ اور فیاض کی بڑی دونوں جا چکے تھے۔

”آخر یہ بیماری کا پتہ کیا ہے۔“ فیاض کے باہر آئے ہی عمران نے پوچھا۔ فیاض تو لیٹے سے منہ پونچھ رہا تھا۔

”چکر کچھ نہیں۔ تمہارے ڈیڑھی میرے جیسے پڑ گئے ہیں۔ کہتے

ہیں کہ۔“

”چکر کچھ نہیں۔ تمہارے ڈیڑھی میرے جیسے پڑ گئے ہیں۔ کہتے

ہیں کہ۔“

”اور تمہاری کڑی بھلاں بستر پر اگر کھلی۔۔۔ ارے تم عمران دی گریٹہ
کے دوست جو۔۔۔ تم مجھے خون کر دیتے۔ میں اس ارشد چودھری کی اکڑ
ایسی نکالنا کہ وہ مالہ نہ تو کیا۔ سالم بار ہی تمہارے حوالے کر کے چنگلیاں
بجائیں گے پر وہ نہ گئے۔“ عمران نے کہا۔

”چھوڑو۔ وہ راضی آدمی ہے۔ اور پھر تمہارے ڈیڑی کا دوست
ہے۔“ فیاض نے پہلو پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”دوست ہے تو کیا ہوا۔ میں اس کے لڑکے کو دوست بناؤں گا۔
لیکن وہ سو پر فیاض کے کڑے۔ یہ مجھ سے براشت نہیں ہو سکتا۔

چلو تیار ہو جاؤ۔ ہم ابھی اور گیا بار جائیں گے۔“ عمران نے سنجیدہ
ہجے میں کہا۔

”یاریکوں مجھے مارنے لگے ہو۔ میں تو نہیں جانتا۔“ فیاض نے
انکار کرتے ہوئے کہا۔

”تم تو کیا۔ تمہاری ہونے والی اولاد بھی جائے گی۔ سمجھے۔ میرا
نام عمران ہے۔ میں چاہوں تو تم یہیں بستر پر پڑے پڑے نہ صرف

ٹوکرے سے باہر ہو گئے۔ بلکہ گھر سے باہر اور شیل کے اندر ہو گئے۔
مجھے صحت ڈیڑی کو تمہارے مختلف جگہوں میں موجود خیر کا نڈل کے منہ

تسلے میں گئے۔“ عمران نے کہا اور فیاض یوں اچھلا جیسے اسے
بجلی کا شاک لگا ہو۔

”ارے ارے خدا کے لئے یہ غضب نہ کرنا۔“ فیاض نے مردہ
پڑتے ہوئے کہا۔

”غضب۔ کیا غضب۔“ اپنا ک فیاض کی جوی کی آواز
جھونکے کہا۔

”یہ اگر تو ہیں کسی ہوٹل میں دیکھا۔ کسی کیفے یا بار میں تم نظر آتے تو ملازمت
سے نکال دوں گا۔“ اور ایک کم بخت اس پکڑ شامہ میرا سخت دشمن
ہے۔ اسے میری جاسوسی پر لگا دیا ہے۔ اب تم خود سوچو کہ میں سارا

دن دفتر میں جھک جھک کر کھڑے کئے بعد کیا کروں۔“ چنانچہ میں بیمار
ہو گیا۔“ فیاض نے منہ نہاتے ہوئے جواب دیا۔

”اچھا تو یہ بات ہے۔ لیکن فیاض! میں تو تمہیں بہادر سمجھتا
تھا۔“ نگر تم کو جسے بزدل سمجھتے ہو۔ کیا تمہاری باقی عمر اسی بیماری

میں گذرے گی۔“ عمران نے سنجیدہ ہو کر کہا۔ اس کے پیچھے میں فیاض
کے لئے چند دی کے آثار موجود تھے۔

”اور تیار میں کیا کروں۔“ سر رحمان میں اسی قسم کے آدمی۔ وہ
واقعی مجھے ڈوگری سے نکال باہر کریں گے۔ اس لئے میں نے تو یہی

سوچا ہے کہ کچھ دن بیمار بن کر گھر پر رہوں۔ جب تک سر رحمان کسی لو
مٹے میں الجھ کر یہ بات قبول جائیں گے۔“ فیاض نے رو دینے والے

ہجے میں کہا۔
”لیکن ہوا کا آخر ڈیڑی کے اتنے غصے کی کوئی وجہ بھی تو نہ ہو

عمران نے راز دارانہ ہجے میں کہا۔
”وہ اور گیا بار کا پکڑ ہے۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ اس کا مالک

ارشد چودھری ہے۔ جو تمہارے ڈیڑی کا بہت گہرا دوست ہے۔
میں نے اس سے مالہ نہ لگا کہ وہ مجھ سے اکڑ پڑا۔ میں بھی اکڑ گیا اور

پھر رات سر رحمان تک پہنچ گئی۔“ فیاض نے بڑا سا منہ نہاتے
ہوئے کہا۔

سنا دی۔ وہ اسی لمحے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ اس کے چہچہے فضا
ٹوٹا اور دھکیلتا ہوا آ رہا تھا۔

”پھر تباؤں بجا بھی کو تمہاری بیماری کی اصل وجہ۔۔۔ عمران نے نہ
بنائے ہوئے کہا۔ اور فیاض یوں چونک کر عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے
بات سمجھ میں نہ آئی ہو۔

”کیا مطلب۔۔۔؟ میں بھی نہیں۔“ فیاض کی بیوی نے حیران
ہوتے ہوئے کہا۔

”جیسا بھی!۔ میں نے ان کی بیماری کی اصل وجہ تلاش کر لی ہے۔
اور میں نے جب کہا کہ میں بجا بھی کو تباؤں تو کہتے لگا کہ اسے یہ غضب
دکڑنا۔۔۔ عمران نے غضب کی نشتر بج کر ستم ہوتے کہا۔
کیا وجہ ہے۔۔۔؟ اس بار فیاض کی بیوی نے انتہائی جلد
ہوتے ہوئے کہا۔

”بھو اس کر رہا ہے۔ اس کی تو عادت ہی بھو اس کرنے کی ہے
فیاض نے پہلو بہکتے ہوئے کہا۔ وہ اپنی بیوی کے بدلتے ہوئے تیور
بجانب گیا تھا۔

”وجہ یہ ہے بجا بھی۔ کہ تم اب پہلے سے زیادہ سمارٹ اور خواہش
برگشتہ ہو۔ اس لئے حضرت بیماری کا بہانہ بنائے گھر میں بڑے ہیں۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض نے یوں اطمینان بھر اظہار
لیا جیسے اس کے سر سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔ جب کہ عمران کے
اس فقرے سے فیاض کی بیوی کا رنگ بدل گیا۔ وہ بڑے شرمیلے انداز
میں مسکرا دی۔

”ٹھیک سمارٹ ہو گئی ہوں۔ سارا دن گھر کے کام سے ہی فضا
بہن ملتی۔“ فیاض کی بیوی نے شرمیلے انداز میں کہا۔

”اسی لئے تو فیاض بیمار پڑا ہے۔۔۔ آپ کو گھر کے کاموں سے
صحت ملے تو وہ تندرست ہو۔۔۔ عمران نے بڑے مصمم سے بچے
بن گیا اور فیاض زندگی میں شاید پہلی بار عمران کی کسی بات پر بے اختیار
نقدیہ ملاحظہ کر رہی تھی۔

”اوہ!۔ تم بہت شریر ہو۔“ فیاض کی بیوی واقعی شرمگشتہ اور
دوسرے لمحے اٹھ کر اندرونی کمرے کی طرف بھاگ گئی۔

فضائل نے چائے پیالوں میں ڈال کر عمران اور فیاض کے سامنے
رکھ دی اور وہ دونوں چائے پینے میں مصروف ہو گئے۔

چائے سے فارغ ہو کر عمران کے زور دینے پر فیاض اور بیگم بار
پہنے پر آخر کار رضامند ہو گیا۔ لیکن اس نے عمران سے وعدہ لے لیا تھا
کہ وہ وہاں اس کی موجودگی میں کوئی جھگڑا نہیں کرے گا۔

کو گاہک بتاتے ہیں۔ میں نے انہیں ٹالنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ ملاقات پر مصر میں۔۔۔ آنے والے مائیکل نے میز کے قریب آکر احترام بھرے لہجے میں کہا۔

”گاہک!۔۔۔ اوہ کیا نام ہے۔۔۔“ ادھیڑ عمر شخص نے پوچھتے ہوئے پوچھا۔
 ”ہم پوچھا تو کہہ نہ گئے کہ میں گاہک کافی ہے۔۔۔ مائیکل نے جواب دیا۔

”اوہ شک ہے۔۔۔ بھیج دو۔“ ادھیڑ عمر نے کہا اور سامنے پڑی برقی نائل بند کر کے اسے میز کی دروازہ کھول کر اندر رکھ دیا۔

مائیکل تیزی سے واپس سر گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دوبارہ واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک مشکوں جسم کا ٹاکہ نوجوان تھا جس نے نیلے رنگ کا لائنگ سوٹ پہن رکھا تھا۔ مائیکل اسے کمرے میں چھوڑ کر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

مجھے لگتا ہے کہ یہ ہیں۔۔۔ اور میں گاہک ہوں۔۔۔ آنے والے نے مسکراتے ہوئے مصلحتیہ کے لئے ادھیڑ عمر کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

میرا ہم تو یقیناً آپ جانتے ہوں گے۔۔۔ ادھیڑ عمر نے کھڑے ہو کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں!۔۔۔ جانتا ہوں۔۔۔ آپ ڈی بی ہیں۔ راکوش کے متعلق چیف۔۔۔ لائنگ میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اور کے۔۔۔ تشریف رکھتے۔۔۔“ ادھیڑ عمر نے بخیر دلچسپی میں کہا اور

گھنٹن کی مترنم آواز سننے ہی تو ہی مائیکل جہم کے ٹاکہ اور ادھیڑ عمر نے چوک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ وہ اس وقت ایک بڑی سی میز کے پیچھے اونچا نشست کی کرسی پر بیٹھا کسی ضخیم نائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ دروازے کے اوپر نصب ایک چھوٹا سا ٹیلی ویژن سے جلاں بھر رہا تھا اور گھنٹی کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔

ادھیڑ عمر شخص نے میز کے کنارے پر گھا ہوا جٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ خود بخود کھل گیا تو ایک باہروی شخص بڑے احترام سے اندر میں اندر داخل ہوا۔ اس نے نیلے رنگ کی نو لب صورت سی یونیفارم پہن رکھی تھی۔

”کیا بات ہے مائیکل۔۔۔“ ادھیڑ عمر نے آنے والے سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں پوچھا۔

”ایک صاحب آپ سے ملنے آئے ہیں۔ غیر ملکی ہیں۔ اپنے آپ

میں کے سامنے پڑی ہوئی ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا اور لاگسین کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔

فرمائیے! کیا خدمت کروں؟ ڈربا نے سنجیدہ ہلچل میں کہا۔

مجھے اس لئے جیسا گیا ہے مگر نرڈ۔ بی کے متعلق آپ کے جواب سے اپنے بڑوں کو مطلع کر سکوں۔ لاگسین نے کہا۔

نرڈ۔ بی! میں سمجھا نہیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کھل کر بات کیجئے۔ ڈربا نے جھنجھوٹا چٹکتے ہوئے کہا۔

مشورہ ڈربا! لاگسین اور نرڈ۔ بی سے آپ سب کچھ سمجھ چکے ہیں۔ اس لئے چھپتے چھپتے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں جلدی ہے اس لئے بڑوں نے مجھے بھیجا ہے۔ لاگسین نے کہا۔

آنا تو میں جانا ہوں کہ لاگسین کا لفظ دیا والے نمائندے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اور مجھے آپ کی معلومات پر بھی حیرت ہے۔ لیکن میرا فانیہ کی تعلق۔؟ دوسری بات یہ کہ میں تو نرڈ۔ بی ٹائپ کے کوڑے واقف نہیں ہوں۔ ڈربا نے کہا۔

کیا مطلب۔؟ کیا آپ اب نرڈ۔ بی نامو سے بھی منکر ہو جائیں گے۔ مشورہ ڈربا! یہ معاملہ بے حد سیر قس ہے۔ اس بارے میں میں یا میرے بڑے کسی قسم کے خالق کے متعلق نہیں ہو سکتے۔ لاگسین نے اس بارہ قدر سے کشت ہلچل میں کہا۔

آپ کو یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں کسی نرڈ۔ بی نامو سے واقف نہیں ہوں۔ ڈربا نے بڑے طعنے ہلچل میں کہا۔

تو کیا آپ کو فانیہ نے نرڈ۔ بی نامو لا نہیں بھیجا۔ اس مشن کا نامو لا وہ آپ سے یہاں کل کرنا چاہتے ہیں۔ لاگسین کے چہرے پر بہت ہلچل تھی۔

میں نے اس سے پہلے کہا ہے کہ میرا فانیہ کے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور آپ کی دوسری بات تو بالکل جی مضحکہ خیز ہے۔

یا جیسی بین الاقوامی تنظیم کو کیا ضرورت ہے کہ وہ مجھ سے کوئی مشن کرے۔ ان کے اپنے وسائل اتنے زیادہ ہیں کہ انہیں کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈربا نے اس بارہا قاعدہ مضحکہ اڑانے

والے ہلچل میں کہا۔

ٹھیک ہے۔ اگر آپ کا یہی جواب ہے تو میں اپنے بڑوں کو جانکر یہی جواب دے دیتا ہوں۔ اس کے بعد آپ جا سیں اور وہ۔

لاگسین نے اٹھتے ہوئے کہا۔

تشریف رکھئے! اب آپ تشریف لے ہی آئے ہیں تو کچھ دیر بیٹھئے۔ آخر آپ ایک بہت بڑی تنظیم کے لاگسین ہیں۔ آپ کی خدمت ہمارے لئے فرض ہے۔ ڈربا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

میں کام کے سلسلے میں آیا تھا۔ جواب مل گیا اور میرا کام ختم ہو گیا۔ اب اجازت دیجئے۔ لاگسین نے بغیر ہلچل میں کہا۔

کوئی بات نہیں جناب! کام تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ بہر حال ایک گلاس مشروب تو پی لیجئے۔ اس کے بعد چلے تو جانامی ہے آپ نے۔ ڈربا نے اسرار کرتے ہوئے کہا۔

موری! میں ڈربا کے دوران کچھ نہیں پینا۔ یہ میرا اصول

ہے۔ باقی باقی۔ لاگت میں نے کہا اور پھر دروازے کی طرف
مڑ گیا۔ لیکن اس نے مڑ کر ابھی دو قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ چانک
چھت پر سے شرخ رنگ کی تیز روشنی نکلی اور لاگت میں اس سرخ روش
میں ایک لمحے کے لئے نہا سا گیا۔ دوسرے لمحے روشنی معدوم ہو گئی اور
کے ساتھ ہی لاگت میں کئے ہوئے شہتیر کی طرح فرش پر گر گیا۔
ڈربئی نے سکرانے ہوئے میز پر رکھے ہوئے ایک انوکھا کام سیٹ
زیر ملاحظہ لیا۔

”یہ سر۔۔۔ دوسری طرف سے ایک عجیبہ آواز سنائی دی۔
”بائیکل!۔۔۔ یہ شخص کس چیز پر آیا تھا۔۔۔“ ڈربئی نے پوچھا۔
”ٹیکسی پر آیا تھا سر۔۔۔“ بائیکل نے جواب دیا۔

”اور کس۔۔۔ میں نے اسے ریڈ فاؤن کر دیا ہے۔ اسے اٹھا
کر جہد خلع میں پہنچا دو۔ میں اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کرنا چاہتا
ہوں۔ اور ہیڈ کوارٹر کو الرٹ کر دو۔ شاید مجھے کسی اقدام کے لئے فوراً
ہدایت دینی پڑیں۔“ ڈربئی نے کہا۔

”یہ سر۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور ڈربئی نے رسیوں
رکھ دیا۔ اب وہ غور سے فرش پر پڑے ہوئے لاگت میں کو دیکھ رہا تھا
اس کے چہرے پر شک کنوں کا جال سا چھلپا ہوا تھا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھٹکا اور دونوں جوان اندر داخل ہوئے انہوں
نے بڑی بھرتی سے فرش پر پڑے ہوئے لاگت میں کو اٹھایا اور کمرے
سے باہر لے گئے۔

ان کے باہر جاتے ہی دروازہ بند ہوا، ڈربئی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

میز کے پیچھے سے نکل کر وہ شمالی سمت میں موجود ایک چھوٹے دروازے
داخل ہو گیا۔ دروازہ پائدر کے کمرے کے ایک چھوٹے کمرے میں پہنچا اس
دروازہ بند کیا اور پھر کمرے میں رکھی ہوئی ایک مین کی طرف بڑھ گیا۔ میز
سے بائیں طرف خالی تھی۔

ڈربئی نے میز کی دراز کھولی اور اس کے اندر اٹھ ڈال کر ایک بیٹن
بائیا تو مین کی سیٹ درمیان سے چھٹ کر دونوں اطراف میں سمٹ گئی اور
ایک جہد ساخت کا ڈھاسا ٹرانسپیر اوپر کو اٹھ کر آیا۔ ڈربئی نے بائیں
طرف کرسی کی گھسیٹ اور ٹرانسپیر کے سامنے بیٹھ کر اس کے اس کے مختلف
دبانے شروع کر دیئے۔ ٹرانسپیر میں زندگی کی لہری دور گئی اور مختلف
چھوٹے بڑے بلب تیزی سے بجنے بجھنے لگے۔ ٹرانسپیر سے ہلکی کی گونج
کی آواز نکلتی گئی۔

ڈربئی نے ایک سفید رنگ کا بیٹن پر لیس کیا اور سائڈ میں موجود ایک
لوکسنگ کمرے سے نکلا گیا۔

”ہیلو۔۔۔ ہیلو۔۔۔ آرتھری کس فیلڈ کانگ۔ اور۔۔۔ ڈربئی نے

بار بار پھر سے دہرانے شروع کر دیئے۔

”لیس آرتھری کو آرتھری کانگ۔ یو۔ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی ایک
مینیسی سی آواز ٹرانسپیر سے نکلی۔

”کلکٹ ٹو چیف بائیں پلیز۔ اور۔۔۔ ڈربئی نے کہا۔
”کوڈ پلیز۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے مینیسی سی آواز نکلی۔

”آر۔ آر۔ کس فیلڈ۔ کوڈ زیرو ون زیرو ٹو، ڈبل زیرو، اور۔۔۔
ڈربئی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

رہا ڈاؤن کر دیا ہے۔ میں نے کال اس لئے کی ہے کہ آپ فانی سے
معلوم کریں کہ کیا انہوں نے کوئی لگا بک جیو جیا ہے۔ اور؟ — ڈربانی

نے کہا۔ میں معلوم کروں۔ کیا تمہارا واضح غراب ہو گیا ہے۔ تمہیں اچھی
طرح معلوم ہے کہ ہمارا اس قسم کا براہ راست رابطہ قائم نہیں ہو سکتا۔
سب کام گینگ کے کے تھرو ہو رہے ہیں۔ ایسی صورت میں لگانا میں
یقیناً غلط آدمی ہے۔ اور یہ بہت سیریس مسئلہ ہے کہ اس قدر خفیہ
بیجیکٹ ایک غیر متعلق آدمی کو کیسے معلوم ہوا۔ تم اس سے متعلق پوچھ
کر اسے کل کو آف معلوم کرو اور مجھے کال کرو۔ میں انتظار کروں گا۔ اور؟
چیت باس نے انتہائی کثرت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

میں باس۔ اور؟ — ڈربانی نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے
اور رائیڈ آل کے الفاظ سنئے ہی اس نے ٹرانسپیرٹ کر دیا۔ ٹرانسپیرٹ کو
واپس میز کے اندر پہنچا کر جب میز کی سطح دوبارہ سپاٹ ہو گئی تو ڈربانی اس
کمرے سے نکل کر دوبارہ پہلے والے کمرے میں آیا اور دروازہ کھول کر باہر
راہداری میں آگیا۔ راہداری میں دوسرا شخص آؤ اور موجود تھے۔
ایک کون کہاں ہے؟ — ڈربانی نے ان میں سے ایک سے مخاطب

ہو کر پوچھا۔
وہ تہہ تختہ میں ہے جناب! — ایک شخص فزونی انتہائی موڈ باز
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور ڈربانی سر ہلایا ہوا اٹھ بڑھ گیا۔ اور
مختلف راہداریوں اور کمروں سے گزرنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے
کمرے میں پہنچا۔ اس کے کمرے کا دروازہ بند کر کے سوچ بچو کے نیچے

راگ کوٹھ سوری۔ اور رائیڈ آل؟ — دوسری طرف
کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی دوبارہ گونج کی آواز اچھٹنے لگی۔
ڈربانی نے ٹرانسپیرٹ بند کر دیا اور خاموشی سے بیٹھ گیا۔

تقریباً دس منٹ کے بعد ٹرانسپیرٹ غصہ بخود چل پڑا۔ اور اس میں سے
کی آواز ابھری۔ ڈربانی نے ہاتھ بڑھا کر دھری سفید من دبا دیا۔

پہلو فائل پلے۔ ہینو فائل پلے۔ اور؟ — دوسری طرف
ایک بھاری آواز سنائی دینے لگی۔

میں۔ فائل پلے رائیڈنگ۔ اور؟ — ڈربانی نے جواب
ہوئے کہا۔

کوڈ پلیر۔ اور؟ — دوسری طرف سے کہا گیا۔
آر مقرر کسی فیلڈ کوڈ زیر وین زیر و لب۔ ڈربانی زیر۔ اور
ڈربانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور کے۔ چیت باس رائیڈنگ تو۔ نام بتاؤ۔ اور؟ — وہی آواز
سنائی دی۔

ڈربانی باس۔ اور؟ — ڈربانی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔
اوس کے! — کیوں کال کی ہے۔ اور؟ — چیت باس!

پوچھا۔
باس! — ایک شخص جو اپنا نام لگانے میں بتا آئے۔ مجھے ملے آبا
ہے۔ وہ گاہک بن کر آیا ہے۔ — ڈربانی غار مولے کے متعلق جواب
دینگے آیا تھا۔ جب میں نے کوڈ کے مطابق غار مولے سے انکار کیا تو
بھائے شخص کوڈ دہرائے کے اٹھ کر جانے لگا۔ جس پر میں نے آٹ

لگا ہوا ایک بین باندھا۔

بیکل چونکا ہو کر سیدھا ہو گیا۔ دروازہ اس کی پشت پر بند ہو گیا تھا۔ اسے پوش میں لاؤ مائیکل۔ ڈربئی نے ڈاگ بین کی طرف دیکھتے ہوئے مائیکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

لیں سر۔ مائیکل نے جواب دیا اور دروازے کے ساتھ موجود ایک بڑی سی مٹین کا ایک بین دبا دیا۔ ششین کا ایک خانہ کھلا اور اس میں سے سرخ رنگ کی روشنی یوں نکل کر نکلتے ہوئے ڈاگ بین پر پڑی۔ جیسے کسی پرٹارچ کی روشنی ڈالی جاتی ہے۔ چند لمحوں بعد روشنی معدوم ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈاگ بین کے جسم میں الکی سی لرزش ہونے لگی۔ اور چند لمحوں بعد اس نے گر رہے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ وہ چند لمحے تو بے خیالی کے سے انداز میں سانس کھینچنے ڈربئی کو دیکھتا رہا پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھرتی چلی آئی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر شگفتگی کے آثار نمایاں ہوتے چلے گئے۔

تم خاصی تکلیف محسوس کر رہے ہو گے ڈاگ بین۔ اچانک ڈربئی نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

یہ کیا جکڑ ہے۔ کیا تم مانیا سے بھڑانا چاہتے ہو۔؟ چند لمحوں کے بعد ڈاگ بین نے جواب دی۔ وہ اب پوری طرح ماحول سے فانس دکھاتی ہے۔

میں نے کتنی کر لی ہے۔ تمہارا مانیا ہے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ڈربئی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کس نے کتنی کر لی ہے۔؟ سنو مشر ڈربئی۔ اب بھی وقت ہے مجھے چوڑو دو۔ میں اسے تمہاری غلط فہمی سمجھ کر مہربانوں گا۔ ورنہ

بین دبتے ہی کمرہ کسی نفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ جب اس کی حرکت ٹک گئی تو ڈربئی نے دروازہ کھولا اور ایک راہداری میں پہنچ گیا۔ راہداری کے اختتام پر لوہے کا ایک مضبوط دروازہ تھا۔ جس کے باہر دو مسلح افراد بڑے چوکھنے انداز میں کھڑے تھے۔ ڈربئی کے قریب پہنچتے ہی ان میں سے ایک نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی سی ڈیرہ نکالی اور اسے دروازے کے ایک مخصوص حصے پر رکھ کر دروازے سے دبا دیا تو ڈیرہ دروازے کے اندر غائب ہو گئی۔

چند لمحوں بعد کھٹاک کی آواز ابھری اور ڈیرہ واپس نکل آئی لیکن وہ ابھی تک دروازے کے ساتھ چپٹی ہوئی تھی۔ اسی مسلح شخص نے ڈیرہ کو ایک جھٹکے سے دروازے سے علیحدہ کیا اور واپس جیب میں ڈال لیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ خود بخود کھٹا چلا گیا۔ اور ڈربئی جو دروازے کے سامنے خاموش کھڑا تھا قدم بڑھاتا اندر چلا گیا۔

یہ ایک خاص وسیع کمرہ تھا۔ جس کے عین درمیان میں چھت سے لٹکنے والی دو مضبوط زنجیریں لٹک رہی تھیں۔ جن کے آخر میں لوہے کے حلقے تھے۔ ڈاگ بین کے دونوں ہاتھ ان حلقوں کے اندر تھے اور وہ فضا میں کافی اٹھا ہوا تھا۔ اس کے دونوں پیروں کو بھی اسی طرح لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا۔ اور ان زنجیروں کے سر سے فرش میں غائب ہو رہے تھے۔

ڈاگ بین کی آنکھیں نہ تھیں اور وہ بیوشی کے عالم میں لٹکا ہوا تھا۔ دروازے کے ساتھ ہی مائیکل کھڑا تھا۔ جیسے ہی ڈربئی اندر داخل ہوا،

یاد رکھو۔ مافیائے مکرانے والے عیبت و نابو ہو جاتے ہیں؟۔ لاگسا
نے انتہائی کرخت بیچے میں کہا۔

تم میری فکر چھوڑو لاگسا میں!۔ میں تم سے چند سوال پوچھنا چاہا
ہوں۔ اور تم نے نہ تحقیق پر ان کے جواب دیئے ہیں۔ یہ پہلی بات
تو یہ کہ تمہارا لائق کس شخص سے ہے۔ دوسرا یہ کہ تمہیں میرے متعلق
کیسے معلوم ہوگا میں راگوشس کا مقامی چیف ہوں۔ اور میری بات
یہ کہ تم نے مافیا اور راگوشس کے درمیان ہونے والے معاملے اور دیگر
غبار مولے کے متعلق معلومات کہاں سے حاصل کیں؟۔؟ ڈرٹی!۔
نرم بیچے میں کہا۔

مجھے میرے بڑوں نے بتایا ہے۔ لاگسا میں نے جواب دینے
ہوئے کہا۔

مائیکل!۔ اپناک ڈرٹی نے چیتے ہوئے کہا۔

میں باس!۔ میں نے اس کے پاس کھڑے ہوئے مائیکل نے فرما
ہی جواب دیا۔

اسے فرما کسو۔ یہ بہت ڈھیلا ہو رہا ہے۔ ڈرٹی نے کہا
اور مائیکل نے مین کے ساتھ گئے ہوئے ایک چوڑے سے پیچھے کودا جب
طرف گھٹنا شروع کر دیا۔
اس پیچھے کے گھومتے ہی فرش پر نصب زنجیریں مٹنا شروع ہو گئیں
اور اوپر چپٹے سے کھٹنے والی زنجیریں چپٹ کی طرف منتقلی چلی گئیں
لاگسا میں کا جسم دو طرف متضاد کھپاؤ کی زد میں آ گیا۔
لاگسا میں نے نہ ہوش ہوئے تھے۔ لیکن زنجیریں ہی طرح مٹتی گئیں

اب اس کا جسم اوپر سے اوپر کی طرف اور نیچے سے نیچے کی طرف کھینچنا
شروع ہو گیا۔

دوسرے لمحے لاگسا میں کے حلق سے بے اختیار ریش نکلی اور پھر
وہ چاہنے کے باوجود حلق سے نکلنے والی مسلسل چھتوں کو نہ روک سکا۔
جسم کو دونوں طرف سے کھپاؤ بڑھ رہا تھا اور اسے یوں محسوس ہو رہا
تھا جیسے اس کے اعصاب بچے دھکاؤ کی طرح ابھی ترش ترش کر کے
ٹوٹ جائیں گے۔ تکلیف اس قدر تیز تھی کہ اس کا ذہن موقوف سا
ہوئے لگ گیا۔

ب۔ ب۔ بتانا ہوں۔ بتانا ہوں!۔ اپناک لاگسا میں
نے چیتے ہوئے کہا اور مائیکل نے ہاتھ روک دیا۔

فرما ڈھیلا کر دو!۔ ڈرٹی نے کہا اور مائیکل نے اس پیچھے کہ
بائیں طرف گھٹنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی لاگسا میں کے جسم پر
دونوں اطراف سے پڑنے والا کھپاؤ آہستہ آہستہ جھم بھڑا شروع ہو گیا۔
جب اس کا جسم قدرے نارمل پوزیشن میں آیا تو مائیکل نے ہاتھ روک
لیا۔ لاگسا میں کی حالت بہت بری ہو چکی تھی۔ سرخ و سفید چہرہ تکلیف
کی شدت سے سیاہ پڑ چکا تھا، خشک زبان منہ سے فراسی یا ہنر کل آتی
تھی اور آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔

مجھے پانی دو!۔ لاگسا نے کہا۔

پینے کے سوالوں کے جواب دو۔ اور سنا۔ جھوٹ بولنے
کی ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ یہ پیکر نہیں رکے گا اور تم جانتے ہو
کہ تمہاری دت کس قدر عبرتناک ہوگی!۔ ڈرٹی نے کہا۔

”پہلے مجھے پانی دو۔۔۔ میرا داغ داؤت بھرا ہے۔“ لاگابین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھی جا رہی تھیں۔
 ”ہائیکل!۔۔۔ اس کے منہ میں پانی پانی ڈالو۔“ ڈربی نے کہا اور
 ہائیکل مرحلا ہوا ایک طرف بڑھا۔ اس نے سائیکل کی دیوار میں نصب
 ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک پلاسٹک کی بوتل نکالی۔ اس
 کا سرا اس نے چمکی سے پکڑ کر زور سے کھینچا تو بوتل کی گردن ایریل
 کی طرح اونچی مڑتی چلی گئی۔

کافی اور خفائی تک بوتل کے سرے کو لے کر ہائیکل نے اس کا منہ
 کھولا اور پھر بوتل ہاتھ میں اٹھائے وہ لاگابین کے قریب پہنچ گیا۔ اس
 نے بوتل کا ایریل ہمارا لاگابین کے منہ میں دیا اور پلاسٹک کی بوتل کو
 دبانا شروع کر دیا۔

لاگابین نے لمبے لمبے گھونٹ لینے شروع کر دیئے۔ بوتل کا آدھ
 پانی جب اس کے حلق سے نیچے اتر گیا تو لاگابین کے چہرے پر چھاتی
 ہوئی وحشت دھڑک اٹھی۔ اور وہ قدرے نارمل نظر آنے لگا۔ ہائیکل نے
 بوتل اٹھائی اور اس کے سرے کو ہاتھ سے دبا کر دوبارہ سمیٹ دیا اور
 برٹن واپس الماری میں رکھ دی۔

”اب تاتو۔۔۔ ورنہ اس بار ہائیکل کا ہاتھ نہیں رُکے گا۔“ ڈربی
 نے سخت نیچے میں کہا۔

”لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ میں اگر سب کچھ بتا دوں تو
 مجھے زندہ چھوڑ دو گے۔“ لاگابین نے کہا۔

”تم کیسی ضمانت چاہتے ہو؟“ ڈربی نے ہونٹ پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

”مجھے نیچے آنا۔۔۔ اور اس عمارت سے باہر لے چلو۔۔۔ وہاں
 جا کر میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔“ لاگابین نے کہا۔

”ہائیکل۔۔۔ ڈربی نے لاگابین کو جواب دینے کی بجائے مشین
 کے پاس کھڑے ہوئے ہائیکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیں اس۔“ ہائیکل نے موڈاٹر نیچے میں کہا۔

”شروع ہو جاؤ۔۔۔ اور اس وقت ہاتھ دوکنا جب اس کا جسم ٹوٹ
 کر دو ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے۔“ ڈربی نے انتہائی سخت دہلیجے
 میں کہا اور غولوں و دھند میں پیچھے ہٹ گیا جیسے اس نے لاگابین کی
 موت کا آخری فیصلہ کر لیا ہو۔

”سنو!۔۔۔ رُک جاؤ۔۔۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔۔۔ لیکن کم از کم
 ایک وعدہ کر دو کہ مجھے اس طرح کی عبرت ناک موت نہ مارو گے۔“

لاگابین نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”تم موت کی بات کرتے ہو۔۔۔ اگر تم مجھے سچ بتا دو تو جو سکتا
 ہے کہ میں توہین زندہ چھوڑ دوں۔۔۔ ہر حال یہ وعدہ دیا کرتے ہیں تمہاری
 مرضی کی موت کے انتخاب کا موقع دیا جائے گا۔“ ڈربی نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

”تو سنو!۔۔۔ میرا تعلق جی ایم سے ہے۔۔۔ میرا نام لاگابین ہے
 ہمارے ہیئر کورڈ کو رپورٹ ملی تھی کہ مائیا پائیکٹ یاہن کوئی ایہم مشن

مکمل کرنا چاہتی ہے۔۔۔ جس کے لئے اس نے راکوش سے معاہدہ کیا
 ہے۔۔۔ اور راکوش نے مشن کی۔۔۔ ڈربی نے غار موڑنے کی ناکل راکوش

کے مقامی چیف ڈربی کو مجبورادی ہے۔۔۔ جی ایم اس مشن کی تفصیلات

جاننا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں یہاں پہنچا اور میں نے پکیشیا میں جی ایم کی مقامی شاخ کے پاس راجہ کو ریورٹ دی۔ راجہ نے فوری طور پر اقدامات کئے اور تمہاری خواب گاہ میں ایک روکی بھیجی گئی۔ اس روکی نے تلاشی لی لیکن کچھ نہ ملا۔ اس کے آدمی نے تمہاری نگہبانی کی۔ فون ٹیپ کئے۔ لیکن کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ اس پر راجہ ہمارے اور گیارہ میں شکوک ہوئے۔ جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ میں گانگ بن کر نکلتا ہوں۔ اس جاؤں مہاراجات کھل کے۔ ہمارا خیال تھا کہ گانگ کے لفظ سے ترس کر کوئی ایسا اقدام نہ کرو گے۔ کیونکہ بہر حال افیا ایک بہت بڑی بظاہر ہے۔ گانگ میں نے واقعی پوری سچائی سے سب کچھ بتا دیا۔ لیکن جولائی کی رات میرے پاس نہ رہی۔ وہ تو مقامی تھی۔ نہ نے جنوں اچکاتے ہوئے کہا۔

تمہاری مقامی شاخ میں سوائے راجہ کے سب مقامی اذلوں نے۔ گانگ میں نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ تم نے واقعی سچ بتا دیا ہے۔ اور اگر وعدے کے مطابق تم سے پوچھتا ہوں کہ تم کیسے موت پسند کر سکتے ہو۔ ڈر ہی نہیں ہے۔ انٹار میں پوچھا جیسے دو شکاری مل کر کسی دزدے سے شکار کا پروگرام طے کر رہے ہوں۔

کیا یہ ضروری ہے کہ تم مجھے مار ڈالو۔ اس سے تمہیں کیا فائدہ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔ جب اپنی تنظیم کو یہی ریورٹ دوں گا کہ ایسا کوئی کسٹریکٹ نہیں ہوا۔ را غلط ہے۔ اور اگر تم مجھے مار دو گے تو بہر حال یہ بات طے ہو جائے گی۔

ایسا معاہدہ ہوا ہے۔ پھر اس معاہدے کو حاصل کرنے کے لئے فی اور شخص آجائے گا اور یقیناً وہ میری طرح احمق نہیں ہوگا کہ سیدھا میرے پاس پہنچ جائے۔ لاگ میں نے کہا۔

تمہاری بات درست ہے۔ مجھے تمہاری موت سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اور تمہیں چھوڑ دینے میں کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ اگر اور اس کی کارکردگی کا مجھے اچھی طرح علم ہے۔ وہ اٹا بھی دجائے تو وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ باقی رہی تمہاری تنظیم جی ایم۔ مجھے اس کی پروا نہیں۔ ڈر ہی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور

جان میں نے کہہ کر براہمدوں کے آثار اُبھر آئے۔

مائیکل۔ اچانک ڈر ہی نے سر کر مسخین سے پاس کھڑے ہوتے ہیں۔

اسے یہوش کر کے ٹینل پارک میں چھینکوا دو۔ اور فوراً لاگ میں! تم واقعی اپنی جان بچانا چاہتے ہو۔ تو وہی کرنا جو تم نے وعدہ کیا ہے۔ رندہ مارکوش کی بھیجی ہوئی مرست سے تم دنیا کے کسی جی بھی کو نہیں بچ سکتے۔ ڈر ہی نے کہا اور چہرہ مسخری سے سر کر دروازے کی طرف بھاگ گیا۔

مائیکل نے مختصری سے مشین کا ایک بن دیا اور بن دیتے ہی بند دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اور ڈر ہی تیز تیز قدم اٹھاتا کرے سے باہر رانداری آگیا۔ مشورہ دیر بعد وہ دوبارہ اپنے دفتر میں پہنچ گیا۔ اس نے

مرے پاس سے ہوتے انٹرکام کا سیدھا اٹھایا۔

”میں ہاس۔۔۔ دوسری طرف سے ایک گونجی۔“

”جیکب!۔۔۔ مائیکل سے کہ دو کر لاگت میں کی مکمل نگرانی ہونی چاہیے اور جن سے ملے ان کی بھی۔۔۔ اور جن وقت راجہ کے ساتھ شنگ کے مجھے فوری رپورٹ ملنی چاہیے۔“ ڈرنی نے تیز لہجے میں کہا۔

”نگرانی کس انداز کی ہاس۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے جیکب نے کہا۔“

”تم ایسا کرو کہ مائیکل سے کہو کہ اس کے ہاس میں مائیکرو ٹرانسمیٹر لگا دے۔ تاکہ یہاں ہیڈ کوارٹر میں بیٹھ کر ہی سب کچھ جیکب بتا رہے ڈرنی نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔“

”میں ہاس! حکم کی تعمیل ہو گی۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈرنی نے مزید رکھ دیا۔ اور پھر اٹھ کر وہ اس چوٹے کمرے کی طرف بڑھ گیا تاکہ چیف ہاس کو مکمل رپورٹ دے کہ مزید ہدایات دینا کر سکے۔

۴۹

اور گیارہ کی رونق عروسی پر تھی۔ تاکہ اور رفیق اپنی مخصوص میز پر موجود تھے۔ ان کی میز پر دو کرسیاں عمالی تھیں اور ان دونوں کو ہاس اور لاگت میں ناؤ کا اظہار تھا۔ تاکہ لاگت میں کی رپورٹ کے مطابق کام کو آگے بڑھایا جاسکے۔

”ٹائل کی نظروں بار بار ہر دو فی دو وارزے کی طرف اٹھ رہی تھیں اور وہ کچھ بے چین سی لگ رہی تھی۔“

”ابھی تو ہاس کے آنے کے وقت میں پندرہ منٹ رہتے ہیں۔ اور ابھی سے دو وارزے کی طرف دیکھ رہی ہو۔“ ٹائل کے ساتھ بیٹھے رفیق نے سکرات میں کہنا شروع کیا۔

”ان رہتے تو ہیں۔ لیکن نبھانے کی بات ہے کہ مجھے پریشانی سی ہو رہی ہے۔“ ٹائل نے جواب دیا۔

”جیکب اٹھ ایزی۔ ہاس ہم سے زیادہ ہوشیار آدمی ہے۔ رفیق

کہاں رکھوں۔ میز پر۔ یا کرسی پر؟۔ نوجوان نے چونک

دیڑھے پوچھا۔

میرا مطلب ہے کرسی پر اشریف رکھئے؟۔ دیڑھے مسکراتے
ہوئے کہا۔

اچھا اچھا۔ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ سپرنٹنڈنٹ
ایضاً خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ نوجوان نے بھی دوسری
رسی چن لیں۔

حکم سرا۔ کیا پیش کروں؟۔ دیڑھے دوبارہ بچے میں کہا۔

میں کو پیش کرو۔ اُسے کہو کہ پرنس آف ڈومپ کے دریاؤں کاٹھری
دے۔ نوجوان نے اس بار انتہائی بخند دیکھی۔

مجھے ہلکتے ہوئے؟۔ فیاض نے ایک کرسی پر غصے میں دیڑھے

اطیب کو کہہ کر کہا اور دیڑھے نے پرنس کی بات سن کر حیرت سے جھنجھکی
اٹھا۔ فیاض کی طرف متوجہ ہو گیا۔

میرا۔ آپ ہمارے معزز گاہک ہیں؟۔ دیڑھے جواب دیا۔

میرا نام فیاض ہے۔ اور میں سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ ہوں

مجھے۔ جاؤ اپنے فیچرے کہو کہ تم اس سے مل چلے تے ہیں؟۔ فیاض

بے محنت ہنسنے لگا۔

بہتر سر۔ میں ابھی پیغام پہنچا دیتا ہوں؟۔ دیڑھے سنٹرل انٹیلی جنس

سپرنٹنڈنٹ کا نام سن کر خاصا سرعوب نظر آ رہا تھا۔

لیکن چلے میرا پیغام پہنچا چاہیے؟۔ نوجوان نے کہا۔

ٹھیک ہے سر۔ میں دونوں پیغام پہنچا دیتا ہوں؟۔ دیڑھے

نے جواب دیا۔

اُسے یہ سپرنٹنڈنٹ فیاض؟۔ اچانک ناٹو کی چونکی ہوئی آواز
سنائی دی اور رفیق نے بھی چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔

دروازے پر کشتی رنگ کے سوٹ میں طبعوں ایک باوقار آدمی

تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ ایک مضبوط جسم اور احمقوں جیسے چہرے

مالک نوجوان کھڑا تھا جس نے ٹیگنی کھلے لباس پہنا ہوا تھا۔ اور وہ پورا

آنکھیں چلا چلا کر ہال کو دیکھ رہا تھا جیسے نرمی میں پہلی بار کسی بگڑے

مقام پر آیا ہو۔

سپرنٹنڈنٹ فیاض کیا مطلب؟۔ رفیق نے حیرت

ہوتے ہوئے پوچھا۔

یہ کشتی رنگ کے سوٹ والا سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض

ہے۔ ناگرتے کہا۔

انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ!۔ اوہ کوئی گھٹا تو نہیں۔ لیکن

اسے کیسے جانتی ہو؟۔ رفیق نے چونکے ہوئے کہا۔

یہ خود توں کا شکریہ ہے۔ ارے یہ تو ہماری طرف ہی آئے

ہیں۔ ناگرتے اور زیادہ پریشان ہوئے ہوئے کہا۔ اور رفیق بھی چونک

کر انہیں دیکھنے لگا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی رہنمائی میں چلتے ہوئے ان کی طرف ہی

رہے تھے۔ اور پھر وہ ان کے ساتھ دانی میز پر پہنچ کر گرگ گئے۔ یہ میز

پڑی ہوئی تھی اس پر ریزڈویش کادر موجود تھا۔ دیڑھے کاٹھا اٹھا لیا۔

اشریف دیکھتے جناب؟۔ دیڑھے دوبارہ بچے میں کہا۔

نہان چھڑانے کے سے انداز میں کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

اگر اس سے غاری تھا تو چھریاں اُگڑ بیٹھنے کا مطلب۔ یہ سب اس کے دفتر چلے جاتے۔ نوجوان نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا:

”تم اسے نہیں جانتے عمران!۔ وہ بے حد مظلوم آدمی ہے ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں دروازے پر ہی کھڑا رکھتا۔ ایٹھ چودھری کا وجہ سے وہ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتا ہے۔ کاش! اگر شہ جوجہز اس بار کا مالک نہ ہوتا۔ تو میں دیکھتا اس منیجر کے کچھ کو۔ وہ کتنے پالا میں ہے۔“

”نیاں بتا دیا ہوں۔ وہ چلو سبر پانی میں ہے۔“ عمران نے جو منہ بناتے ہوئے کہا:

”اے یہ تو خود آرہے۔“ اچانک فیاض کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس کے بچے میں حیرت تھی جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ منیجر خود مل کر بھی یہاں آ سکتا ہے۔

”تم پڑیں آٹ ڈھچک کے دبا کو کیا سمجھتے ہو۔“ ایسے لوگ تو اس دبا میں سر کے بل چل کر آتے ہیں۔ یہ تو چھریوں پر چل کر آرہے ہیں۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا:

”یہ لو عمران صاحب!۔ بے نصیب!۔ آپ ہماری باریں لٹو لٹے۔ مجھے ویٹرنے جیسے ہی بتایا میں بے حد حیران ہوا۔ میں نے سوچا کہ آپ جیسی شخصیت کی ہماری باریں آمد ہمارے لئے باعثِ فخر ہے۔“ بے تعد اور سخت چہرے والے منیجر نے مسکراتے کی گوشش کرتے ہوئے کہا: اس لئے فیاض کو رول نظر انداز کر دیا تھا جیسے اس کا سر سے

ہاں وجود ہی نہ ہو، اور فیاض کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑنے لگا گیا۔

”ارہ ٹوٹی!۔ تم یہاں کیسے؟“ عمران نے یوں چونک کر کہا جیسے وہ ٹوٹی کو مدت سے جانتا ہو۔

”میں یہاں منیجر ہوں عمران صاحب۔“ منیجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”اے اچھا!۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ آخر اس باریں اتنی روتی کیوں ہے۔ ان سے ملو۔ یہ پرنسٹنٹ فیاض ہیں۔“ عمران نے یوں فیاض کا تعارف کرایا جیسے ٹوٹی انہیں جانتا ہی نہ ہو۔

”میں جانتا ہوں انہیں۔“ یہی فیاض صاحب!۔ آپ بخیریت ہیں ناں۔“ ٹوٹی نے بڑے رسمی سے بچے میں کہا:

”میں تمہاری ہلکی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ سمجھے۔ میں کسی چھوٹی کو نہیں جانتا۔“ فیاض نے غصے سے بولتے ہوئے انداز میں کہا: اس کی آنکھیں شرج ہو گئی تھیں۔ منیجر نے اُسے نظر انداز کر کے اس کی جانِ جلاوی تھی اور وہ بھی عمران کے سامنے۔ اس نے وہ غصے کی شدت سے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

”مجھے کیا قصور ہوا ہے فیاض صاحب!۔؟ ٹوٹی نے معصوم سا چہرہ بناتے ہوئے کہا:

”عمران خاموش بیٹھا تھا۔“ شٹ آپ!۔ مجھے معلوم ہے کہ تم یہاں کیا کرتے رہتے ہو۔ مجھے فیاض نے غصے کی شدت سے پیر چٹختے ہوئے کہا:

”فیاض صاحب کو ٹھنڈا پانی پیش کرو۔ یہ بہت غصے میں ہیں۔“

ٹوٹی نے قریب کھڑے دیر سے بڑے طنز یہ انداز میں کہا تو معاملہ فہم
کی برواشت سے باہر ہو گیا۔ اس نے ٹوٹی کے چہرے پر ہنسی بھرا ہوا
لئے پوری طاقت سے ہاتھ گھمایا یہی تھا کہ عمران
اس نے فاض کا ہاتھ راستے میں ہی دھک لیا۔

”ارے ارے۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ ہمارا اپنا آدمی ہے جی۔
اس بے چارے سے کیا لڑنا۔“ عمران نے فاض کو روکنے جو کہ
”اس نے میری بے عزتی کی ہے۔ میں اسے جان سے مار دوں گا۔“
فاض کا غصہ عروج پر تھا۔

”ٹوٹی!۔ فاض صاحب سے معافی مانگو۔ ورنہ پرنس آف ڈوم
کو بھی غصہ آجائے گا۔“ عمران نے اس بار خاموش کھڑے ہوئے
ٹوٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں معافی چاہتا ہوں فاض صاحب!۔ فیذاقتہ آپ کی بے عزتی
نہ تھا۔“ ٹوٹی نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور چرتیزی سے واپس مرو گیا۔
فاض یا تو اتنے غصے میں تھا۔ یا دوسرے لئے حیرت سے عمران
کو دیکھنے لگا۔

”آخر تمہیں کونسا جادو آتا ہے کہ تمہارے کہنے پر اس نے اس طرح
معافی مانگ لی۔ ورنہ یہ شخص تو کسی کو پیچھے پر ہاتھ نہیں رکھنے دیتا۔“
فاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاتھ آہستہ رکھ دو رکھنے دیجے۔ تم تو یحیٰی صحت سخت ہاتھ رکھ دیتے
ہو۔ اس سے لڑنے کا فائدہ یہ تو لازم ہے۔ لڑنا ہی ہے تو
ارشہ چھری سے لڑنا۔“ عمران نے اس کے کنبہ سے پر ہاتھ رکھ کر جھلتے

دے کہا اور فاض نے کہا سوچ کر خاموش ہو گیا۔
دوسرے دن دیر سے لاٹم جس کے دو بڑے گلاس لاکر ان
دونوں کے سامنے رکھ دیتے۔

”مینج صاحب نے بھیجے ہیں۔“ دیر نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔
”اوہ اچھا!۔ ہم اس کی یہ دعوت قبول کرتے ہیں۔“ اور سوزا۔
”بہاری بابا کا مالک آجائے تو میں تیار ہوں۔“ ہم نے اس سے باز کا
دور کرنا ہے۔“ عمران نے دیر سے مخاطب ہو کر کہا۔
”مالک!۔ آئے ہی والے ہیں۔ وہ روزانہ اس وقت آجائے ہیں۔“

دیر نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے واپس مرو گیا۔
ناک اور رفیق خاموش بیٹھے یہ جھگڑا دیکھ رہے تھے۔ ان کی پوری
وجہ ان دونوں کی طرف ہی لگی ہوئی تھی۔ اس لئے انہیں معلوم ہی نہیں
ہو سکا کہ اب راجہ اور لالہ گنگا بین ان کی کیسیوں کے قریب پہنچ گئے۔
”بیٹو!۔ راجہ نے جو آج بھی کل والے چیک سوٹ میں بیٹوس تھا
ان کے قریب آکر کہا اور وہ دونوں نے اختیار اچھل پڑے۔“

”اوہ آکس آپ!۔ ہمیں تو معلوم ہی نہ ہوا۔“ ناک اور رفیق
دونوں نے نوکھلا کر کیسیوں سے اٹھتے ہوئے کہا۔ لالہ گنگا بین خاموش کھڑا
تھا اس کا منہ ہوا ہوا تھا۔

”بیٹو!۔ اس نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے لالہ گنگا بین
کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ سب کیسیوں پر بیٹھ گئے۔

”اس!۔ منشی!۔ ان کیس!۔“ لالہ گنگا بین نے فاض صاحب والی میز پر موجود
ہے۔“ ناک نے سرگوشی کے سے انداز میں راجہ سے مخاطب ہو کر کہا اور

راجہ اس کی بات سن کر بڑی طرح چونک پڑا۔ اس کی نظریں تیزی سے گھومیں اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں سوپر فیاض پر پڑیں اس نے اس سے منہ پھیر لیا۔

”یہ یہاں کیسے آیا ہے؟“ راجہ نے مشکوک لہجہ میں کہا۔
 ”معلوم نہیں باس!“ اس کے ساتھ کوئی پریش آف ٹو صاحب۔
 ”جیسے سوبر عمران کوہر رات آتا تھا۔“ نامہ نے کہا۔
 ”اوہ۔۔۔ پھر شینگ بنواست۔“ میں خون پر بات کروں گا۔
 باس نے جببے لہجہ میں کہا۔
 اسی لمحے دیشران کے قریب آگیا۔

”دوسلی۔“ اس بار راجہ نے اسے آرڈر دیتے ہوئے کہا اور سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

”اُسی لمحے انہوں نے سوپر فیاض کو چوہ پکٹے ہوئے دیکھا۔ اس کو بیرونی دروازے پر تعین جہاں ایک اوجیر عمر آؤمی اتہ میں غیشی بر پکڑے یوں کھڑا اور اوڑھ دیکھ رہا تھا جیسے سپر سالار اپنی فوج محلہ میں مصروف ہو۔

”ارشہ چوہدی۔“ یہی ارشد چوہدی ہے باد کا مالک۔
 لمحے سوپر فیاض کی سرگوشی سناتی دی۔ وہ عمران کو بتا رہا تھا۔
 دیشر ارشد چوہدی کے سامنے پیچھے چلے جا رہے تھے۔

ارد سے جناب چوہدی صاحب محمد۔ اپنا ملک عمران نے سے اُٹھ کر زور زور سے آوازیں دینا شروع کر دیں اور اس کی بلند آواز سننے ہی بال میں بیٹھے ہوئے دیگر افراد کے ساتھ ساتھ کاؤنٹر کی طرف

ہوا ارشد چوہدی بھی چونک پڑا۔ اس نے مڑ کر اس میز کی طرف دیکھا جہاں عمران کھڑا اتہ تار ہاتھا۔

”ارے صاحب!“ اردھر آجاتے۔ بڑی خوبصورت جگہ ہے۔
 عمران نے اس کے مڑ کر دیکھتے ہی زور سے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ارشد چوہدی چند لمحے عذر سے عمران کو دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر مصیبت والی مسکراہٹ دکھنے لگی۔ ”وہ شاید عمران کو پہچان گیا تھا اور دوسرے لمحے وہ مڑ کر تیزی سے عمران کی میز کی طرف بڑھ گیا۔

”نواب میں نے اُسے ملا لیا ہے۔ اب جی بھر کر اس سے لڑ لیتا۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے یوں فیاض سے مخاطب ہو کر کہا جیسے ڈرے میں اس کا کروازہ ختم ہو گیا ہو اور اب فیاض کا کام شروع ہونے والا ہو۔

”تمہارے ڈیڈی درمیان میں نہ ہوتے تو۔۔۔“ فیاض نے ٹوٹ بیٹھتے ہوئے کہا۔

”تم ڈیڈی کا فکر نہ کرو۔ وہ کباب میں بڑی بخنے والے کون ہوتے ہیں۔“ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

”عمران بیٹے!“ تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟“ اسی لمحے ارشد چوہدی کی آواز سنائی دی وہ ان کے قریب پہنچ گیا تھا۔

”گنگ گنگ کیوں کیا یہ بالی نا بالیوں کے تھے ہے؟“ عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بالیوں کے لئے نہیں۔“ بلکہ بالیوں کے تھے ہے۔“ ارشد

چوہدری نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔ اس نے اپنی طرف سے نظر کیا تھا۔

”اوہ! اسی لئے آپ کسی دوسری طرف جہاز رہتے“۔ عمار نے رنگا رنگی جواب دیا اور ارشد چوہدری کے حلق سے کھٹنے والے بے اختیار ہنسنے سے الگ کر دیا۔

”تم واقعی شیطان ہو“۔ ارشد چوہدری نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”ان سے جتنے“۔ شیطان کے سامنے پرنسڈنٹ فیاض سنسٹرا
 ”ایٹل جنس بیورو“۔ عمران نے فیاض کا ہاتھ تدارف کرتے ہوئے کہا۔

”میں جانتا ہوں انہیں“۔ فیاض صاحب خامی شہرہ شخصیت پر ارشد چوہدری نے بڑا سامنا کرتے ہوئے جواب دیا۔

”ویٹر کرسی لاف“۔ کیا تم اپنے ملک کو یوں ہی بھڑا کر دو گے؟
 اسی لمحے عمران نے قریب موجود ویٹر سے کہا اور ویٹر کو کھٹ کر ایک یہ کی طرف دوڑا جس کے پاس ایک خالی کرسی موجود تھی۔

”میں منجر کے دفتر میں جا رہا ہوں“۔ تم دیر، آجاؤ۔ اور اس دورہ فیاض صاحب یہاں بیٹھ کر جو کچھ بھی کہیں پتیں گے۔ وہ میری طرف سے ہوگا۔“ ارشد چوہدری نے کہا اور پھر بڑھنے لگا۔

”چوہدری صاحب! وہ بارہ نمبر۔“ پلاٹی پہنچ گئی ہے۔
 اچانک عمران نے کہا اور ارشد چوہدری اس کی بات سننے ہی میں تیز سے بڑھ گیا۔

”بلک۔ بلک۔“ کیا کچھ رہے ہو۔ مجھے کچھ رہے ہو۔“
 ”یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔“ میں سمجھا نہیں۔“ ارشد چوہدری نے اس بات پر توجہ نہیں کیا۔

”یہ چوہدری نے بھولے ہوئے انداز میں کہا۔ وہ اپنے آپ کو سمجھانے لگا۔“

”تو یہ دیکھتے۔“ اکڑم سے باتیں ہوں گی۔ فیاض تو باسیل
 ”یہ تمہارا ہوا تھا۔“ لیکن میں اسے بڑی شکل سے سمجھا بھجا کر لایا
 ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی بڑے انجوس

”یہ تمہارے فیاض کو آنکھ مار دی اور فیاض کا بے عزتی کی وجہ سے پچکا
 ہوا سینہ عمران کے آنکھ مار رہے ہیں اس عیار سے کی طرح چولنا پہلا گیا
 جس میں ہوا بھری جا رہی ہو۔“

”اوہ! اوہ!“ کیا تم دونوں منجر کے کمرے میں۔“ ارشد
 چوہدری نے اور زیادہ بھولے ہوئے کہا جیسے اسے
 ”فطوہ ہو کر عمران کی بات کسی اور سے نہ سن لی ہو۔“

”بلک آپ ہیں۔“ بات آپ سے ہو سکتی ہے۔ وہ بے چارہ تو
 لازم ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ارشد چوہدری چند لمحے
 بعد ہونٹ کاٹا، بار پھر ایک طویل سانس لے کر کرسی پر بیٹھ گیا جو ویٹر

نے ساتھ والی میز سے اٹھا کر وہاں لار کھی تھی۔
 ”راہ نے مٹی خیز نظروں سے رفیق اور نام کو دیکھا۔ سہلائی نمبر بارہ
 کا لفظ سن کر وہ چونک پڑا تھا اور پھر اس کا ارشد چوہدری پر ہونے والے
 ردعمل نے اسے مزید چونکا دیا تھا۔ اب وہ درستی کی چسکیاں لینے کے ساتھ

ساتھ پوری طرح ان کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔
 ”یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔“ میں سمجھا نہیں۔“ ارشد چوہدری نے

اس بات پر توجہ نہیں کیا۔ فوری ہونے والے ردعمل سے اب

وہ کافی مددک پہنچا تھا۔

مگر انسان کے دماغ کا سنگین گرین ہو تو اسے بہت جلد سمجھ آ جاتی ہے۔ کیوں تو یہ فیاض نے۔۔۔ عمران نے فیاض کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور فیاض نے سر ہلادیا۔ حالانکہ بات اس کے پتہ نہ پڑی تھی۔

ادھر!۔۔۔ میرے ساتھ آؤ پلیز۔ یہاں نہیں۔۔۔ میرے خال کے میں آؤ۔ اٹھو آؤ۔ فیاض صاحب آپ بھی پلیز۔ ارشد چوہدری کا سارا مانگنہ غور سوڈے کی جھاگ کی طرح میٹر چکا تھا اور اب وہ فیاض صاحب اور پلیز کے الفاظ بڑے لبا جت آمیز لہجے میں کہہ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر دلہنہ کے سے آئندہ اُبھر آتے تھے۔

آؤ سویرا!۔۔۔ اب تو چوہدری صاحب پلیز کہنا سیکھ گئے ہیں۔ عمران نے فیاض سے مخاطب ہو کر کہہ دیا۔

نہیں!۔۔۔ یہیں بات ہوگی۔ پہلے بھی یہ باتیں کر میں بلکہ شکایت کر چکے ہیں۔ اور میں صرف تمہاری وجہ سے۔۔۔ اور زیادہ جوڑا ہو گیا۔

پلیز فیاض صاحب!۔۔۔ مجھے واقعی غلطی ہوگئی تھی۔ میں مدد چاہتا ہوں۔ آئیے پلیز!۔۔۔ ارشد چوہدری کا لہجہ بالکل روٹا والا ہو گیا تھا۔

بس اب زیادہ بھی نہ کرو۔۔۔ ورنہ میں ٹوٹی کو بلا لوں گا۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور فیاض یوں اٹھ کھڑا ہوا جیسے کڑ

بیٹ میں موجود ہینرنگوں نے اسے اور اچھا لایا ہو۔ وہ عمران کے موڈ کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اب اگر وہ زیادہ اگڑا تو عمران کی ذہنی رو بدلی بھی سکتی ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ مینوں آگے تیر چھپے چلتے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

چوہدری صاحب!۔۔۔ آپ کی چھتری کا وزن کچھ زیادہ ہی دکھائی دیتا ہے۔ یہ آپ مجھے دے دیں۔ میں اٹھا لیتا ہوں۔ آخر آپ میرے ڈیڑی کے دوست ہیں!۔۔۔ عمران نے چھتری کو درمیان سے پکڑ لے ہوئے کہا۔

ہیں!۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ میرے پاس ہی ٹھیک ہے۔ ارشد چوہدری نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران یوں برا سامنے بناتے ہوئے آگے بڑھ گیا جیسے اسے ارشد چوہدری کے سخت سے خاصی تکلیف پہنچی ہو۔

جب وہ مینوں راجھاری میں غائب ہو گئے تو راجھرنے ایک طویل سانس لیا۔

ہاں تو لاگابین!۔۔۔ تمہاری رپورٹ یہ ہے کہ ڈیڑی کے پاس کوئی فائل نہیں پہنچی۔ اور ہیڈ کوارٹر کی رپورٹ غلط ہے۔ راجھرنے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد لاگابین سے مخاطب ہو کر کہا۔

ہاں!۔۔۔ میں ملے ہر طرح سے تسلی کر لی ہے۔ لاگابین نے بات لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے تم خود یقین دہانے کہ رپورٹ غلط نہیں ہو سکتی۔ راجھرنے برا سامنے بناتے ہوئے کہا۔

”رپورٹ ایک ایسے تجربے دی تھی جس پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ لیکن بہر حال غلطی ہر ایک سے ہو سکتی ہے۔ میں اب ہینک کو آڑہ جاکر اس بارے میں مزید چھان بین کروں گا۔ فی الحال یہ کام ختم سمجھو۔“ لاگب مین نے سپاٹ لیجے میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ لاگب مین انہی تم نے مجھے رپورٹ دی تھی تو میں نے ہینک کو آڑہ چیف باس سے بات کی تھی۔ چیف باس نے کہا کہ رپورٹ بالکل درست ہے۔ زیڈ فی فائل ڈھرنی کے پاس پہنچ چکی ہے۔ اور چیف اس نے بتایا ہے کہ مافیا، راکوش بے براہ راست رابطہ نہیں کرتے بلکہ تمام کام گینگ وے کے حضور ہو رہے ہیں۔ یہ فائل بھی ڈھرنی کے پاس گینگ وے نے پہنچائی ہے۔ اور اس کا جواب بھی گینگ وے کے مافیا کے ہاتھ میں پہنچائے گا۔ ایسی صورت میں تمہاری یہ بات مزید سمجھیں نہیں آ رہی کہ تم نے کیا تسلی کر لی ہے کہ فائل ڈھرنی کے پاس نہیں ہے۔“ راجرنے قدرے متحججہ ہو کر کہا۔

”جہاں تک میرا آئیڈیا ہے۔ فائل نہیں پہنچی۔ میں نے ڈھرنی کو اچھی طرح سنا ہے۔ باقی تم جانو اور تمہارا کام۔“ اگر تم اس فائل کو تلاش کر سکو تو بہت اچھا ہے۔ میں بہر حال واپس جا رہا ہوں تاکہ چیف باس کو اس مسئلے میں اپنی رپورٹ دے دوں۔“ لاگب نے سپاٹ لیجے میں کہا۔

”ہو نہ ہو ٹھیک ہے۔ میں اپنے طور پر کوشش کروں گا۔“ تو بہر حال میرا فرض ہے۔“ راجرنے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”اُدھے! پھر مجھے اجازت۔“ لاگب مین نے آٹھ کر

ہوتے ہوئے کہا اور راجر کے اثبات میں سر ہلاتے ہی وہ تیزی سے مڑا اور بدنی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”اس! لاگب مین اس کے کچھ مختلف نظریات ہیں۔“ لاگب مین نے جانتے ہی ناگہان کہا۔

”ہاں! کچھ دلا دلا سا مجھے بھی محسوس ہو رہا ہے۔ اس نے اس نے اُسے جلتے کی اجازت دی ہے۔ اب میرے آدمی اس کی نگرانی کریں گے۔ بہر حال اب میں اپنے طور پر اس فائل کا پتہ کرنا چاہتا ہوں۔“ راجرنے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں! یہ سو فیاض کا یہاں آکر بیٹھنا۔ اور پھر چلے جانا۔ مجھے گناہ ہے کہ سنٹرل انٹیلی جنس جاری طرف سے مشکوک ہو گئی ہے۔“ رفیق نے کہا۔

”پہلے میں بھی یہی سمجھا تھا۔ سو فیاض کی یہاں موجودگی نے مجھے چونکا دیا تھا۔ لیکن بعد کی گفتگو سے ثابت ہو گیا ہے کہ یہ اور پتہ تھا۔“ راجرنے کہا اور ناظر اور رفیق دونوں بے اطمینان جھجھک اٹھائے۔

”اب سر ہلا دیتے۔“

”سنا! اب تم دونوں نے ڈھرنی کی نگرانی کرنی ہے۔ اس کے فون ٹریپ کرو۔ اس سے ملنے والوں کو چیک کرو۔ اور مجھے رپورٹ دیتے رہو۔“ مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی کھیلو بہر حال لی جلتے گا۔“ راجرنے کہا۔

”ہاں! اگر آپ حکم دیں تو ایک اور کھیل کھیل جاتے۔“ رفیق نے کہا۔

کھیل سون کھیل؟ — ہا راجہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

”ڈیڈ لی کانٹریو مائیکل میرے توفیق کا ہے اور میرا واقف ہے۔ اگر آپ حکم کریں تو میں مائیکل کو اغوا کر کے اس کے میکسکپ میں ڈیڈ کے پاس پہنچ جاؤں۔ اس طرح شاید زیادہ آسانی سے پتہ چل جائے۔“ رفیق نے کہا۔

”اوہ ویری گڈ! — یہ بہت اچھی تجویز ہے۔ کیا تم ایسا آسانی سے کرو گے؟“ راجہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”بالکل ہاں! — میرے لئے یہ مشکل نہیں ہے۔“ رفیق نے

اعتقاد جبر سے بے جا میں کہا۔

”لیکن ہاں! — میرے خیال میں اس طرح ہم خطرے میں پھنس سکتے ہیں۔ اگر ڈیڈ کے اسٹیشن مائیکل کو اغوا کر کے اس معلومات حاصل کر لی جائیں تو میرے خیال میں زیادہ بہتر رہے گا۔“

”ناؤ نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ! — یہ بھی ٹھیک ہے۔ اگر مائیکل کو معلومات حاصل ہوں تو میں اس سے مل جائیں گے۔ ورنہ دوسری صورت میں رفیق،

کے میک آپ میں ڈیڈ کے پاس پہنچ کر از خود معلومات حاصل کر گا۔“ راجہ نے کہا اور اس بار دونوں نے سر ہلادیا۔

”اوہ! — پھر یہ طے رہا۔ مائیکل کے اغوا کے لئے تمہارے آؤں چاہئیں رفیق؟“ ہا راجہ نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ میں اکیلا ہی اُسے ہیک کوارٹر لے آؤں گا۔“

میرا واقف ہے۔ میں اسے آؤں گا۔“ رفیق نے جواب

”یہ تو اورو بھی اچھا ہے۔ ناؤ! — تم رفیق سے علیحدہ رہ کر اس

بغرائی کرو گے۔ اگر اسے ضرورت پڑے تو تم اس کی مدد کرنا

بغرائی بھی رکھنا کوئی اس کی بھگائی نہ کر رہا ہو۔“ راجہ نے ان

دونوں کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے ہاں! — دونوں نے اثبات میں سر ہلادیا اور راجہ

ناؤ اور رفیق دونوں بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر راجہ سر

ناؤ ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”اب کوئی پروگرام بنالیں؟“ رفیق نے راجہ کے جاتے ہی کرسی

پر دوبارہ بیٹھتے ہوئے کہا۔ لیکن ناؤ اسی طرح کھڑی رہی۔ اس کی

آنکھیں اس کرسی پر بھی جونی تھیں جس پر لاگابین بیٹھا ہوا تھا۔

”کیا ہوا؟“ ہا رفیق نے اُسے یوں کرسی کی طرف دیکھتے ہوئے

بیرت جبر سے بے جا میں پوچھا۔ اور ناؤ تیزی سے لاگابین والی کرسی

کی طرف جھپٹی اور اس نے بڑی تیزی سے اس کرسی کے نیچے پڑی

ہوئی کوئی چیز اٹھالی۔

یہ ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا شیٹن تھا جس کے عین درمیان میں ایک

چھوٹا سا لقطہ تیزی سے چل بھج رہا تھا۔

”اوہ! — یہ کون سا شیٹ؟“ رفیق نے بڑی طرح چونکتے ہوئے

کہا اور ناؤ نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر اس نے بین کی پشت کو

مقصود انداز میں دبایا تو نقطہ بھج گیا۔ اور ناؤ نے ایک ٹیبلو سالن لیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ کہیں قرعہ سب سے ہی جاری بات چیت رکھاؤ

کی جلد ہی سہے۔ ناطہ کے بچے میں شدید کٹھولیش تھی۔
 "ہیں فوراً باس سے رابطہ کر کے اسے صورت حال سے آگاہ کر
 چلائیے۔" رفیق نے کرسی سے رشتے ہوئے کہا۔
 "ہاں! اب تو یہ ضروری ہو گیا ہے۔" میرزا خیال سے کہہ رہا
 لاٹک من کی جیب سے گرا ہے۔ شاید اس کے ساتھ کوئی خاص
 کھیل کھیلایا ہے۔ سمجھی وہ بلا بلا سا نظر آ رہا تھا۔ کوئی خاص
 ہے۔" ناطہ نے کہا۔

"بہر حال اب باس کو اس بارے میں فوری کوئی اقدامات کرنے
 ہوں گے۔ آؤ۔" رفیق نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے
 جیب سے ایک نوٹ نکال کر الیش ٹرے کے نیچے رکھا اور پھر وہ دونوں
 نیز تیز قدم بردہنی گیٹ کی طرف بڑھتے گئے۔ ان دونوں کے
 چہرے سنے ہوئے تھے اور آنکھوں سے شدید پریشانی کے آثار
 جھلک رہے تھے۔

شیل فون کی گھنٹی بجتے ہی ڈربہ نے پونک کر سر اٹھایا اس وقت
 وہ اپنے کاروباری آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا یہ آفس شہر کے وسط
 میں ایک کمرشل عمارت کی چوتھی منزل پر تھا۔ چوتھی منزل پورے ہی پوری
 اس کی کچی کے دفاتر کے لئے ریزرو تھی۔
 "یس۔" بینک ڈائریکٹر ڈربہ پسیکینگ۔ ڈربہ نے ٹیلیفون
 کا ریسیور اٹھا کر کاروباری بچے میں کہا۔ یہ فون چونکہ براہ راست تھا اس
 لئے اس نے براہ راست اپنا تعارف کرنا ضروری سمجھا تھا۔ پرنسپل سیکرٹری
 کے ذریعے آنے والی کالوں کے لئے فون علیحدہ تھا۔ اس براہ راست
 فون کا مقصد اسے خاص خاص کاروباری افراد اور اپنے خاص افراد کو ہی
 دے رکھا تھا۔ اور دیکھتے ہی وہ کاروباری دفتر میں فون پر بے حد مہملا
 رہنے کا مادی تھا۔

میں کارپٹ ڈویژن کا انچارج مار تھریول رہا ہوں جناب۔ دوری

ظرف سے ایک نرم سی آواز ابھری۔
 "اوه مشر! تھر آپ!۔ کیسے فون کیا؟" ڈربی نے چونک کر

ہوئے کہ کیڈ کو کارپٹ ڈویژن اور مار تھر کو الفاظ ملتے اور یہ دونوں کو ڈاس کے پیش اس سٹنٹ مائیکل کے لئے مخصوص تھے۔

"سرا!۔ کارپٹ ڈویژن کے سولے کے دوران ایک غائب ہٹ
 سولے آتی ہے کہ لاگ بارن کو ایکسٹرا کاسپرینڈنٹ چیک کر رہا تھا

لاگ بارن کے ڈیویژن ہیکٹر ورنٹنیلٹرنے ساری کارروائی سے جس
 آگاہ کر دیا ہے۔ اور اس سلسلے میں تمام گفت و شنید اور نیگا بار
 کے ال میں جو رہی ہے۔" مائیکل نے خصوصی کاروباری کو ڈیویژن
 بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوه!۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایکسٹرا لاگ بارن سے کیا
 تعلق ہو سکتا ہے؟" ڈربی نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔ وہ
 سمجھ گیا تھا کہ ایکسٹرنل سے مطلب ایٹمی جنس سے ہے۔ یہ ان کا مخصوص
 کاروباری کوڈ تھا۔

"سوئیڈ کوئی تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ اور ایکسٹرنل کے یہ کارڈ
 ہمارے کارپٹ ڈویژن کے لئے خاصی اچھیں پیدا کر سکتی ہے۔"

مائیکل نے جواب دیا۔
 "پھر تمہارا کیا مشورہ ہے۔ ہم کوئی رسک نہیں لینا چاہتے۔"

ڈربی نے ہنستے ہوئے کہا۔
 "سرا!۔ یہ اخیال ہے کہ لاگ بارن کا بزنس کلوز کر دیا جائے تو
 زیادہ بہتر ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ جی۔ ایم گروپ بانٹا دے ہمارے

لاٹ کا کر رہا ہے۔ اور اس گروپ کی کارکردگی ہمارے بزنس کے
 لئے خاصی اچھیں پیدا کر سکتی ہے۔ اس لئے میری رائے تو یہی
 ہے کہ جی۔ ایم گروپ سے کاروباری تعلقات ختم کر دیتے جائیں تو زیادہ
 بہتر ہوگا۔ تاکہ ہم اعلیٰان سے اپنا بزنس آگے بڑھا سکیں۔" مائیکل
 نے کہا۔

گروپ کے پاس کتنے دفاتر ہیں؟" ڈربی نے کچھ سوچتے
 ہوئے پوچھا۔
 "چھوٹی اچھیں کی نو کوئی اہمیت نہیں ہے۔ البتہ ہمیں آفس
 راجر کا پوزیشن۔ سیکرٹریٹ انکریڈیکٹا۔ اور این آفس ٹرینٹ
 ایڈاپٹی رہی ہے۔ اور وہی اس گروپ کے فعال دفاتر ہیں اور اس
 وقت یہ اور نیگا بار میں بیٹے گفت و شنید کر رہے ہیں۔" مائیکل نے

جواب دیا۔
 "ان سے کاروباری تعلقات کا خاتمہ آسان ہی ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ
 وہ کوئی مقدور باری شروع کر دیں۔ لیگل ایڈوائزر سے بات چیت
 کرو۔" ڈربی نے کہا۔

"جناب!۔ میں نے لیگل ایڈوائزر سے بات کر لی ہے۔ حالات
 مکمل طور پر ہمارے حق میں ہیں۔ لیکن اس وقت۔ اور اگر یہ
 وقت ٹال دیا گیا تو پھر شاید کچھ کاروباری اچھیں پیدا ہو جائیں۔"

مائیکل نے کہا۔
 "اور کہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ لاگ بارن بزنس کلوز کر دو۔ اور
 جی۔ ایم گروپ کے ان دفاتر سے کاروباری تعلقات ختم کر دو۔ اور مجھے

اس بارے میں رپورٹ دو۔ ڈربی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”حمیک ہے ہاں! میں رپورٹ دے دوں گا۔“ ہائیکل نے جواب دیا اور ڈربی نے ”گڈ بائی“ کہہ کر سیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی اور الجھنوں کی نشانیوں نے بھی تعداد میں ابھرا آتی تھیں۔ ہائیکل نے جو حالات بتائے تھے وہ خاصے پریشان کن تھے۔ ایٹلی جن کے سر پر ڈھکے خائن کالنگٹھیں دلچسپی لینا یہ ثابت کر رہا تھا کہ لاگنگ پھلے سے ہی ان کی نظروں میں تھا۔ اور اس کا مطلب ہے کہ جب لاگنگ مین اس کی رہائش گاہ میں آیا تو یقیناً اس کی نگہانی کی گئی ہوگی۔ لیکن اسے ایک ورائٹ میسر سے چمک کر نا ہی امید کی کرن نظر آرہی تھی۔ کیونکہ اس طرح اس کا اپنا کوئی آدمی ملنے نہ آیا تھا۔ ایسی صورت میں ہائیکل کا یہ فیصلہ اُسے بے حد اچھا لگا تھا کہ لاگنگ مین کے ساتھ ساتھ جی ایم گروپ کے سرکردہ افراد جن کے نام وہ راجہ راناٹ اور فریق تبار ہاتھا اور جو اس کی رپورٹ کے مطابق اور یگانا بار میں موجود تھے، کا ایک وقت خاتمہ کر دینا زیادہ مناسب تھا۔ اس طرح وہ فردی طور پر سب خطرات کی زد سے نکل آتے تھے۔

ڈربی نے کاروباری طور پر اپنی پوزیشنز آہنی صاف رکھی جوئی تھی کہ آج تک کسی کو بھی اس کی خفیہ سرگرمیوں پر شکا شک بھی نہ ہوا تھا۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچا کہ راجہ پھراس نے میز پر پڑے ہوئے ایک اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”یہ سر۔۔۔ رسیور اٹھاتے ہی دوسری طرف سے اس کے پرنل

پڑی کی آواز سنائی دی۔

جان کارلس سے بات کراؤ۔ ڈربی نے ٹھکانا بھیجے میں کہا اور

بیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اسی تو ڈربی نے جھپٹ کر دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

”سر! جان کارلس لائن پر ہیں۔ بات کیجیے۔“ پرنل کی دہری کی آواز سنائی دی اور چھپکی سی گل کی آواز سنائی دی۔

”یہ جان کارلس پیگنگ۔“ دوسری طرف سے ایک جلدی آواز سنائی دی۔

”ڈربی بول رہا ہوں۔ سپیشل ایئر لائن والوں سے بات کر کے مجھے رپورٹ دو۔“ ڈربی نے ٹھکانا بھیجے میں کہا۔

”یہ ہاں! ابھی بات کرتا ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈربی نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے میز پر سب سے

نچلی دروازہ کھینچ کر باہر نکالی اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اس سے اوپر والی دروازہ کھینچ کر باہر نکالا اور اسے پھلی دروازے کے خالے میں ڈال کر بند کر دیا۔ اور پھلی دروازے کے خالے کو میسرے اٹھا کر اس نے اس سے اوپر والے خالے میں ڈال کر بند کر دیا۔

اس دروازے کے بند ہوتے ہی میسرے وائیں کوٹنے کی سطح کا ایک چوکور حصہ ایک طرف ہٹ گیا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا فرائیئر باہر نکلا۔ ڈربی نے اٹھ کر سوچ بول ڈیوڑھی لگا کر ایک کھینچ دیا اور اس میں سے دھتے ہی سر سرور کی تیز آوازیں ابھریں اور کمرے کی تمام دروازوں

اور وہ دواؤں پر چمکدار وحیات کی چادر میں سی چڑھ گئیں۔

اب یہ کمزور لڑکھ سے محفوظ ہو گیا تھا۔ اب اس کے اندر ہونے والی گفتگو کو کسی بھی طریقے سے نہ سنا جاسکتا تھا۔ اور جو ٹرانسپیرینٹ غلنے سے باہر نکلا تھا وہ خصوصی ٹرانسپیرینٹ تھا جس کا دوسرا سیٹ وہ جان کارلس کے پاس تھا۔ اور اس ٹرانسپیرینٹ پر ہونے والی گفتگو کو کسی پر آسے ہے چیک نہ کیا جاسکتا تھا۔ ڈربئی نے جان کارلس کو پیش اسٹارڈ کا جو حوالہ دیا تھا اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ اس سے نہ وہی ٹرانسپیرینٹ پر بات کرنا چاہتا ہے۔

چند لمحوں بعد ٹرانسپیرینٹ میں سے سیٹی کی تیز آواز نہ گئی اور ڈربئی نے اپنے بڑھاکہ ٹرانسپیرینٹ یا ٹیک آن کر دیا۔ سیٹی کی آواز انسانی آواز میں تبدیل ہو گئی۔

ہیلو۔ ہیلو جان کارلس کا گنگ باں آن سپیشل لائن۔ اور۔۔۔ جان کارلس کی آواز سنائی دی۔

ہیس۔ ڈربئی اسٹنگ ٹو آن سپیشل لائن۔ جان کارلس نے۔۔۔ بی فارموس کے متعلق کیا رپورٹ ہے۔ اور۔۔۔ ڈربئی نے کہا باں۔۔۔ فارمولا انتہائی اہم ہے۔ کو ڈورڈر مل کر رہے گئے ہیں۔ میں خود بھی اس کے متعلق رپورٹ دینا چاہتا تھا۔ اس

فارموس کے مطابق جہاں پاکیش میں ایک ایسے گروہ کا پتہ چلا ہے جو افغانیہ کے مقابلے میں منشیات کی اسمگلنگ میں ملوث ہو گیا ہے۔ پوری دنیا کے بڑے بڑے گھروں میں اس گروہ کے اڈے کھل گئے ہیں اور یہ ایک خاص قسم کی منشیات جسے ٹرینچ فائر یا ٹی۔ ایف کہتے ہیں

سپائی کر رہے ہیں۔ مافیا کی تحقیقاتی رپورٹ بمطابق ٹی۔ ایف کی خفیہ لیڈ ٹری پاکستان میں موجود ہے۔ اور گروپ کا ہیڈ کوارٹر بھی پاکستان میں ہے۔ اس گروپ کا کوڈ نام ڈا جہ ہے۔ اور۔۔۔ جان کارلس نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

ٹیکسی ہم نے اس گروپ کا فائر کرتا ہے۔ اور۔۔۔ ڈربئی نے پوچھا۔

نہیں۔۔۔ مافیا اس گروپ سے تعلق خوفزدہ نہیں ہے۔ وہ جس وقت بھی چاہے اس گروپ کا قلع قمع آسانی سے کر سکتی ہے۔ وہ دراصل یہ ٹی۔ ایف کا فارمولا حاصل کرنا چاہتی ہے تاکہ ٹی۔ ایف کو خود تیار کر کے مارکیٹ میں سپلائی کر سکے۔ اس طرح فاجر گروپ بھی اپنی موت آپ مر جائے گا۔ جان کارلس نے جواب دیا۔

تو کیا مافیا ٹی۔ ایف کی مقدار حاصل کر سکے اور کیمیائی تجزیہ کر سکے اس کا فارمولا حاصل نہیں کر سکتی۔ وہ اس کے پاس تو اس سلسلے میں انتہائی جدید لیسارٹریاں موجود ہیں۔ اور۔۔۔ ڈربئی نے پوچھا۔

سہرا۔۔۔ زید۔۔۔ بی فائل میں اس بات کا حوالہ بھی دیا گیا ہے کہ باوجود کوششوں کے اس ٹی۔ ایف کا کیمیائی تجزیہ نہیں کیا جاسکا۔ اس میں کوئی ایسا عنصر شامل کیا گیا ہے جسے چیک نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے مافیا اس کا اصل فارمولا حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اور چونکہ یہ کام اس کی لائن کا نہیں ہے اس لئے اس نے راکوشس کی مدد حاصل کی ہے۔ اور پھر یہ فارمولا پاکیش میں ہے اس لئے اس کام کے لئے ہماری شائع کو منتخب کیا گیا ہے۔ اور۔۔۔ جان کارلس نے جواب دیا۔

خانے میں ٹال کر بند کیا اور نیچے والی دروازہ دوبارہ اوپر ڈال کر بند
 یعنی شریخ خانہ کا دروازہ حاصل کر لیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم کالہ
 ریزین اور مارکوشس کی بین الاقوامی ساکھ کو نقصان پہنچے۔ اور۔۔۔ آسکتا تھا۔
 ڈیرہ جاسنے کہا۔

دریازں دوبارہ ایڈجسٹ کرنے کے بعد ڈیرہ نے بین واکر چاندیں
 دوبارہ غائب تھیں اور اب وہ عام سا ایک کمرہ تھا۔
 اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ڈیرہ نے رسیور اٹھا لیا۔
 "ہیں۔۔۔ ڈیرہ نے کہا۔

سر۔۔۔ کوئی صاحب اندر تھراپ سے بات کرنا چاہتے تھے۔ لیکن
 پکا لون انجینج تھا۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ کو پیغام دے دیا
 ہے کہ آپ ان سے خوربات کر لیں۔ پرسنل سیکرٹری نے کہا۔
 "ٹھیک ہے۔ میں بات کر لیتا ہوں۔" ڈیرہ نے کہا اور پھر
 بدرکھ کر اس نے براہ راست فون کارسیور اٹھا لیا اور تیزی سے فہر
 لمے شروع کر دیتے۔

چند لمحوں بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔
 "ہیں۔۔۔ مہر سہیلنگ فرام کاپرٹ ڈوئرن۔" رابطہ قائم ہوتے
 ہی آئیکل کی آواز سنائی دی۔

کیا رپورٹ ہے؟ ڈیرہ نے پوچھا۔
 "ہاں!۔۔۔ کام مکمل ہو گیا ہے۔" ہنگ یان کو کلاؤ کر دیا گیا ہے۔
 اس کے بعد راجہ کو رپورٹیشن سے رابطہ ختم کیا گیا۔ اس کے ساتھ کاروں کا
 مادہ کنٹینر لگایا گیا۔ اور جہاز آئیکل سے رقیق اینڈ کمپنی کو اکٹھا ہی
 لیکر گئی کا نظر بھیج دیا گیا جو انہیں ادھر لگا بار کے برآمدے میں ہی موصول

میں سمجھ گیا۔ لیکن کیا ہم یہ فی الفا۔
 "ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن کیا ہم یہ فی الفا۔
 "ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن کیا ہم یہ فی الفا۔

ابنی بات نہیں ہے جناب!۔۔۔ اگر ہمارا گروپ بنجیدگی سے کا
 شروع کر دے تو اس کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ اور۔۔۔ جان کالہ
 نے جواب دیا۔

تو ہمارا مطلب ہے کہ ہڈی کو مار ڈالیں گے دیا جاتے۔
 اور۔۔۔ ڈیرہ نے کہا۔

میں سر۔۔۔ میز خیالی یہی ہے کہ گرین گنل بہتر ہے گا۔
 جب ہم اس میں کامیاب ہو جائیں گے تو ہماری بین الاقوامی ساکھ
 زیادہ بڑھ جائے گی۔ اور پھر کام بھی چارے مطلب کہ ہے۔ اور
 جان کالہ نے جواب دیا۔

اور کے!۔۔۔ ٹھیک ہے۔ میں ہڈی کو مار ڈال کر لیتا ہوں۔
 اس سلسلے میں کوئی لاٹھو عمل طے کر لو۔ اس کے بعد ٹینگل کر لیں گے
 اور۔۔۔ ڈیرہ نے جواب دیا۔

اور کے!۔۔۔ اور اینڈ آئی۔۔۔ دوسری طرف سے کا
 اور ڈیرہ نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسپیرٹ کر دیا اور پھر ٹرانسپیرٹ کو بہتیلی
 نیچے کی طرف دبا دیا۔ اور ٹرانسپیرٹ کھٹاک کی آواز سے میز کے اندر غما
 ہو گیا اور میز کی سطح دوبارہ برابر ہو گئی۔ ڈیرہ نے جلدی سے پہلی در
 نکال کر باہر نکلی اور پھر اس سے اوپر والی دروازہ کھول کر دوبارہ پ

ہو گیا تھا۔ لاکھ بیلن مائیکرو ڈرائیو میں بار میں ہی گمرا آ گیا تھا جسے ناکہ نے اٹھا لیا تھا۔ اس کی لاش سے اُسے حاصل کر لیا گیا۔ اب پورٹین صاف ہو چکی ہے۔ مائیکل نے جواب دیا۔

”اوکے! ٹھیک ہے۔ اب مزید ہدایت سنیں لو۔ ایک ایسے مشن پر کام شروع کرنے والے ہیں جو ہمارے لئے انتہائی اہم ہے۔ اور ہم نے سرگرمی میں اس مشن کو مکمل کرنا ہے۔ اس لئے آج رات خصوصی ٹیمنگ طلب کر لو۔ تاکہ اس مشن کے متعلق تمام تفصیلات ملے کر لی جائیں اور اس پر باقاعدہ کام شروع کیا جاسکے۔“

ڈربلی نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔ ٹھیک ہے ہاں! خصوصی ٹیمنگ کے انتظامات کرتے جا گئے۔ مائیکل نے جواب دیا اور ڈربلی نے اس کے کہہ کر ریڈر دکھا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

خونو بصورت انداز میں سمجھتے ہوئے کمرے میں داخل ہوتے ہی ارشد ہی نے ایک بڑی سی میز کے قریب موجود اونچی نشست کی کرسی سنبھالی۔ یہ کرسی دوسری طرف بڑی ہو میں جدید قسم کی آرام دہ کرسیوں پر عمران اور فیاض کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

ڈرانو بصورت دفتر سے آپ کا انکل عمران نے کرسی پر بیٹھنے کے کہا جیسے وہ اس شاندار دفتر سے بے حد مرعوب ہو گیا ہو۔

عمران بیٹھے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ سر رحمان نے تمہیں گھر سے نکال دیے۔ اور تم معاشی طور پر بے حد تنگ ہوؤ۔ ارشد چوہدری اسے مرعوب دیکھ کر قدرے فاضلانہ انداز میں کہا۔

اسے انکل نے کیا پوچھتے ہیں۔ صرف تنگ ہی نہیں ہوں بلکہ اتنی تنگ ہوں۔ یہ تو خدا جیسا کرے سو فیاض کا۔ جو ہر سے نئے شہادت ہو رہا ہے۔ دوستی کا حق نجات ہے۔ اپنے فلیٹ کا

جے کیا باتوں انکل! — بڑی مصیبت میں جان ہے۔ — عمران
نے فوراً ہی اپنا کچا چھڑ کھوٹے ہوئے کہا۔

خدا کی ناک! — اس قدر خرچ — یعنی پانچ لاکھ روپے تم نے
خزینہ چور کیا ہے اور لاکھ روپے مہینہ تیار خرچ ہے۔ — یہ تو
بہت زیادہ ہے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ دس ہزار روپے سے
تہا ہار گزارا ہو سکتا ہے۔ لیکن — ارشد چوہدری نے کڑا سا
ہیج بلیکے ہوئے کہا۔ شاید اتنی بڑی رقم اس کے تصور میں بھی نہ تھی۔

گھوٹی بات نہیں انکل! — ادھار پر گزارا تو جبری جاتا ہے۔ اس
دنیا میں ایسے لوگ بھی پیدا ہو جاتے ہیں جو ہم عیسوں کو خوشی سے ادھار
سے دیتے ہیں۔ لیکن یہ سو پر فیاض بڑا فرض شناس آفیسر ہے
جسے کہہ رہا تھا کہ انکل ارشد چوہدری چالیس پچاس لاکھ روپے کا ہر
اہ سہلاتی سے بزنس کر لیتے ہیں۔ اس نے تو ثروت کی مثال بھی تیار
کر رکھی تھی۔ ادھر بس ڈیڑی کے کمرے کی طرف جا رہا تھا کہ مجھ سے ٹھوڑا
بڑا لگا اور میں اسے یہاں کھینچ لایا۔ میں نے اسے کہا کہ ڈیڑی تو رشے
عنایت آدمی ہیں۔ ایک نے میں انکل کا بٹول سیل جو جانے گا اور
انکل کی باقی ساری عمر سلاخوں کے پیچھے گزر جائے گی۔ — عمران نے
بڑے مصمم سے پہچم میں کہا۔

سہلاتی — کیسی سہلاتی! — ارشد چوہدری نے دانت جھپٹتے
ہوئے کہا۔

مجھے تو معلوم نہیں۔ — یہی کہہ رہا تھا کہ کوئی منشیات کا چکر ہے۔
باہر بھی جاتی ہیں۔ میں نے تو اسے ڈالبا چوڑا لیکچر دیا تھا کہ یہ تو

کرایہ نہیں مانگتا۔ — اپنی تنخواہ میں سے کچھ حصہ مانگا دے مجھے دہ
دیکھو اور گزارہ ہو رہا ہے۔ — درنہ اب تک تو جیک مانگنے
تو بہت آجاتی۔ — عمران نے دو دیشے والے بچے میں کہا اور سو پرنا
اُسے کہا بلے والی نفروں سے دیکھنے لگا۔ اُسے کم از کم ارشد چوہدری
کے سامنے عمران کا یہ روزنا ہرگز پسند نہ آیا تھا۔

اودہ دہری سودی! — واقعی اس مہنگائی کے دور میں اس
گزارہ بہت مشکل ہے۔ میں تہا راجا چوں — تم مجھے کہ
منہیں بتایا۔ آخر میرا یہ وسیع دعوے کا روزگار کم از کم آئے گا
ارشد چوہدری کے چہرے پر اڑوٹھی چمک ابھرتی تھی۔

اودہ! — آپ میری مدد کرنا چاہتے ہیں۔ — خدا آپ کو جزا
دے۔ میرے اخراجات کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ ایک باڈیجو
اس کا اور اس کے کپن کا خرچ تقریباً بیس ہزار روپے مانا ہے۔ ہذا
اور گزشتہ ایک سال سے وہ بے چارہ ادھار پر کام چلا رہا ہے
تقریباً ڈھائی لاکھ روپے تو صرف تو خدا کا کرنا ہے۔ اور اب
کالا جن ہے عورت جو روزانہ بیس بوتلیں دوسکی کی پی جاتی
آپ خود ہی سوچیں چار ہزار روپے کی شراب روزانہ — آخر
سے آؤں۔ چنانچہ وہ بھی ادھار پر چل رہی ہے۔ بس دو تیر
روپے اس کا قرضہ ہو چکا ہے۔ — اور وہ گتے میرے انتظار
تو وہ بھی زیادہ نہیں۔ — یہی لاکھ دو سو بیس بیس کے ہوں گے۔
بھی مہنگا ہے۔ — بٹولوں کے بل بھی موٹی موٹی رقم کے ہونے
ہو گئے ہیں۔ — اور سو پر فیاض کو بھی دس سال سے غلیٹ لگا رہا

”یہ لو۔ یہ دس لاکھ کا چیک ہے۔“ قرصہ بھی اٹارو اور خوب ٹھاٹھ سے مڑو۔ جب منتر ہو جائے تو میرے پکس آجائے۔ اور جہاں تک سو فیاض کا تعلق ہے، ہم تو ان کے بھی خادم ہیں۔ میں ٹوٹی کو فنان کروں گا۔ وہ ان کی برعین خدمت کرے گا۔ ارشد چوہدری نے چیک عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران نے چیک میڈیوں کی طرح چھپٹ لیا۔

”اپنی رقم تو موجود ہوگی اکاؤنٹ میں؟“ عمران نے چیک کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں بالکل! ارشد چوہدری کا چیک کبھی دس آڑ نہیں ہو سکتا۔“ ارشد چوہدری نے کہا۔

”میں ایک نوک کر سکتا ہوں۔ میں خیر اپنے باورچی کو کہہ دوں کہ وہ آج میرے لئے مرغ کی وال کباب بنائے کوئی اچھا سا کھانا تیار کر رکھے۔“ آخر میں ارشد چوہدری کا جھجکا ہوا۔ اور وہ مجھے مرغ کی وال کھانا لکھ کر سر رحمان کا بیٹا بناتے جا رہا ہے۔ عمران نے کہا۔

”ارشد! حذر ضرور۔“ ارشد چوہدری نے کہا اور عمران نے نوک کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر سیورس اور مٹا کر تیزی سے غبرگاش کر کے شوش کر دیئے۔

ارشد چوہدری کے چہرے پر اب قدرے اذیتان کے آثار نمایاں ہو گئے تھے جبکہ سوز برفا غن غاموش بیٹھا بڑے بڑے مینار ہا تھا۔ اس کی ترجیحی نظر میں بار بار عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے دس لاکھ لاپسے کے چیک پر پڑ رہی تھیں۔ وہ شاید کبھی خواب میں بھی نہ سوچ سکتا

بڑا ہم کا نام ہے۔ بغیر ملک کے ذہنوں کو مغلوب کرنے کے لئے ہم مشرقیوں کے پاس آخری حل بھی رہ گیا ہے کہ انہیں منشیات کا عالمی بنادیں۔ اس لحاظ سے تو اسل ارشد چوہدری کو محض مشرق کا خطاب ملنا چاہیئے۔ مگر یہ ماننا ہی نہیں۔ اس کے دماغ میں تو بس یہی سیرا رہ گیا ہے کہ یہ مجرم ہے اور مجرم ناقابل معافی ہے۔ اب آپ ہی اسے سمجھالیں۔ عمران نے کہا اور ارشد چوہدری کا چہرہ دھواں دھواں ہوئے لگا۔

”یہ نکتہ ہے۔“ میرا کبھی بھی منشیات کے پکڑے کوئی واسطہ نہیں رہا۔ میں تو سیدھا سادھا کاروباری آدمی ہوں۔“ ارشد چوہدری نے بھکتے ہوئے کہا۔

”اسکل! آپ کی چھتری برقی طبعوت ہے۔ خدا مجھے دکھائے کہاں سے لی ہے آپ نے؟“ عمران نے اچانک بات کا رخ مڑتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ سنو بیٹے! تم نکرہ کرو۔ میں تمہارا سب قرضہ اٹا دوں گا۔“ آخر میں تمہارا چچا ہوں۔ میرے ہوتے ہوئے تم کیسے پریشان ہو سکتے ہو۔“ چھتری کا سنتے ہی ارشد چوہدری کا جسم لرزنے لگا اور پھر اس نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چیک نکال کر اس میں سے ایک چیک پھاڑا۔ اور میز پر رکھے ہوئے قلمدان میں سے قلم نکال کر کوپتے ہوئے ہاتھوں سے اسے پڑ کرنے لگا۔

”خانی نے حیرت جبر سے انداز میں عمران کی طرف دیکھا۔ عمران نے معنی نیز انداز میں مٹکا اٹھتے ہوئے اسے آنکھ مار دی۔“

تھا کہ ارشد چودھری سے اتنی بڑی رقم کا چیک اتنی آسانی سے مل سکا ہے۔ وہ تو بے چارہ بس پانچ دس ہزار روپے پر ہی اکتفا کرنا کرتا تھا۔
 "ہیلو۔ کون صاحب بول رہے ہیں؟" — عمران نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔

"اوہ صوفی صاحب! میں علی عمران بول رہا ہوں۔ میرے باورچی سلطان پاشا نے ایک وعدہ کیا تھا۔ یاد ہے آپ نے اس کو صدارت میں طلبہ کرایا تھا۔ بس اب وہ وعدہ پورا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ فوراً اور شیکا پار میں پہنچ کر مالک ارشد چودھری کے کمرے میں آجائیں۔ پلیر جلدی سے تاکہ وعدہ پورا ہو سکے۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے کوئی بات سننے ہی اس نے دیر نہ رکھ دیا۔

"تم تو اپنے باورچی کو فون کر رہے تھے۔ پھر یہ صوفی صاحب! وعدہ؟" ارشد چودھری نے کہا۔
 "انکل کیا بتاؤں۔ یہ باورچی بھی میری جان کے لئے عذاب بنا ہوا ہے۔ بس وعدے کر لیتا ہے اور پھر مجھے بھانسنے پر آمادہ ہے۔ کئی روز سے سرکار ہاؤسنگ میں وعدہ کر آیا ہوں۔ جلدی سے پورا کر دو ورنہ۔ ارے ہاں! پلیر فوراً اپنے آدمیوں کو کہہ دیا کہ جیسے ہی کوئی صوفی خلیار صاحب آئیں۔ انہیں یہاں پہنچا دیں۔" عمران نے بات کرتے کرتے کہا۔
 "صوفی خلیار۔ لیکن۔" ارشد چودھری نے اس کیسے جیٹا۔

ہوئے کہا۔

"آپ کو کس توہی۔ میں آپ کو صوفی خلیار سے ملواؤں گا۔ بڑا لمپ کر دے گا۔" عمران نے زور دیتے ہوئے کہا اور ارشد چودھری نے انٹر پارٹ صوفی خلیار کو کمرے تک لے آئے گا کہنے کے ساتھ ساتھ لوگ کی مین بوتلیں بھی بھرنے کا کہہ دیا۔

چند لمحوں بعد ایک باورچی دیر نہ کرنے کو کال کی مین بوتلیں لگا کر ان میزوں کے سامنے کھڑے ہوئے اور واپس سر گیا۔
 عمران بیٹھے! میرا خیال ہے کہ اب وہ فائل مجھے مل جانی چاہیے۔ ورنہ میں سب کچھ بھول جاؤں گے۔" ارشد چودھری نے چند لمحے ناموش رہنے کے بعد آہستہ سے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ بات کا آغاز کس طرح کرے۔
 "فائل! کیسی فائل؟" — عمران نے کوکا کو لاکو سپ کرتے ہوئے چونک کر کہا۔

"وہی جس کا ڈکٹر ام بھی کر رہے تھے۔" ارشد چودھری نے لہجے ہوتے لہجے میں کہا۔
 "اچھا اچھا۔ وہ فائل۔ ہاں ہاں ضرور۔ کیوں نہیں۔ بالکل ملے گی۔ فائل میں ہی تو قیمتی کاغذات رکھے جاتے ہیں۔ کیوں شہر فریاض؟" — عمران نے سو فریاض کی طرف تائید کے سے انداز میں دیکھتے ہوئے کہا۔ اور سو فریاض نے یوں سر ہلادیا جیسے دوسلے خالی کے سے انداز میں سر ہلارہا ہو۔ اسے تو اس سارے چکر کی کوئی سمجھ نہ آ رہی تھی۔

بہت نیک اور دنیا دار شخصیت ہیں۔ انہوں نے اپنی پوری عمر یتیم بچوں کی دیکھ بھال اور ان کے سرور پر مشغقت کے ساتھ چیرتے ہوئے گزار دی ہے۔ اور یہ ہیں اورنگ آباد کے مالک جناب ارشد چوہدری صاحب۔ بڑے فیاض، سخی اور دیرپا دل آدمی ہیں۔ اور یہ سمنٹر ایشی جٹس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض ہیں۔ جو جوشی نیکی کے کاموں میں آگے رہتے ہیں۔ عمران نے باقاعدہ تعلیم کراتے ہوئے کہا اور صوفی خدایار نے یوں عاجزانہ انداز میں سلام کرنا شروع کر دیا جیسے زندگی میں پہلی بار بڑی شخصیتوں سے ملی رہا ہو۔

اور صوفی صاحب! یہ لیں دس لاکھ روپے کا چیک۔ یہ ارشد چوہدری صاحب نے آپ کے یتیم خانے کو چندے کے طور پر دیا ہے۔ اور اس کے علاوہ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ مزید دس لاکھ آپ کے یتیم خانے کو دیتے رہیں گے۔ عمران نے میز پر پڑا ہوا چیک اٹھا کر صوفی خدایار کے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ صوفی خدایار کی آنکھیں پھلتی چلی گئیں۔

ارے۔ ارے خوش میں رہتے۔ یہ چیک کش ہو جائے گا۔ غور کریں۔ مگر کش نہ ہو تو مجھے تباہیے گا۔ عمران نے صوفی خدایار کو بھوشنی کی طرف بڑھتے دیکھ کر اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا اور صوفی خدایار سنبھل گیا۔ لیکن اس کے باوجود آنکھیں میھاڑ کر ابھی تک چپک کو دیکھ رہا تھا۔ ظاہر ہے اس کا ذہن ماؤف ہو چکا تھا۔ جھلا دس لاکھ روپے کا چیک اور چندے میں۔ اب آپ ٹکڑا فیہ لے جاتے۔ اور چیک کش کر کر یتیم بچوں

کمرے میں کچھ دیر خاموشی طاری رہی۔ پھر نظر کام کی گھنٹی بجی تو ارشد چوہدری نے بیوراٹھا لیا۔

اوہ۔ ٹھیک ہے۔ بھوادو۔ ارشد چوہدری نے کہا اور بیورہ رکھ دیا۔

”وہ تمہارا صوفی خدایار آیا ہے۔“ ارشد چوہدری نے جڑا سا بنا کر ہوئے کہا اور عمران نے یوں خوش ہو کر سر ہلادیا جیسے صوفی خدایار کی آمد اس کے انتہائی مسرت آمیز واقعہ ہو۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک مضحی سا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کا لباس قدرے میلادورسٹنوں سے پر تھا۔ آنکھوں پر ایک ستے فریم کی عینک تھی۔ سر پر اس نے تقریباً پھٹی ہوئی ٹوپی پہن رکھی تھی اس کے چہرے پر رنجوت اور دہشت لگے آئندہ نمایاں تھے۔ یہ یوں لگتا تھا جیسے وہ یہاں اگر انتہائی خوفزدہ ہو گیا ہو۔

آئیے۔ آئیے صوفی صاحب!۔ خوش آمدید خوش آمد!۔ زبے نصیب!۔ زبے نصیب!۔ عمران نے اٹھ کر باقی انداز سے جھجک کر سلام کرتے ہوئے کہا۔ اور صوفی خدایار کے پریشان چہرہ پر عمران کی طرف سے اس قسم کے استقبال کے بعد لڑنے کے آئندہ بیدار ہو گئے۔

م۔ م۔ م۔ صوفی خدایار نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔ لیکن کلمہ زبان اس کا ساتھ نہ دے سکی۔ لیکن عمران نے آگے بڑھ کر بڑے عقیدت مندانہ انداز میں اس کا ہاتھ تھام لیا۔

ان سے ملیں۔ یہ رہنا و عامر یتیم خانہ کے منیر صوفی خدایار ہیں۔

گفتہ کے آثار چھیننے لگے۔ وہ شاید خواب میں بھی یہ توقع نہ کر سکتا تھا کہ
 عمران یوں آخنی بڑی رقم کسی یتیم خانے کو دے دیگا۔ لیکن اس سے
 پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا، اچانک دروازہ کھٹکا اور ٹوٹی ہو کھلتے ہوئے
 انداز میں اندر داخل ہوا۔
 "جناب!۔۔۔ بدکردار پولیس نے گیسٹے میں لے لیا ہے۔" ٹوٹی
 نے کہا اور پولیس کا نام سننے ہی ارشد چوہدری یوں اچھلا جیسے اس
 کے چوں تکے ہم چھٹ پڑا ہو۔

"پولیس!۔۔۔ اور بار کو گھیرے میں لے لیا ہے۔ کیوں؟"
 کیا ہوا۔۔۔؟ ارشد چوہدری نے انتہائی پریشانی کے عالم میں پوچھا۔
 "وہ سسر۔۔۔ بار کے برآمدے میں دو آدمیوں کو قتل کر دیا گیا ہے۔
 ایک عورت اور ایک مرد کو۔۔۔ دُور مار رائل کے ذریعے ہلاک کیا گیا ہے۔
 میں نے تو کوشش کی تھی کہ ان کی لاشیں برآمدے سے اٹھا کر باہر
 روک پر چھینکواؤں تاکہ بار کے لئے کوئی مسئلہ نہ کھڑا ہو۔ لیکن لوگ
 اکٹھے ہو گئے۔۔۔ اور پھر پولیس آگئی۔ اب وہ لوگ مصر ہیں کہ
 ہم اس دہرے قتل میں ملوث ہیں۔ میں نے انہیں راضی کرنے کی
 کوشش کی ہے۔ لیکن وہ تو مان ہی نہیں رہے۔ پولیس دالے
 ٹوٹا نہ مان جلتے۔ لیکن انہی بیٹس کے انسپکٹر شاہد کے چارج
 سنبھال لیا ہے۔ وہ بہت کڑھ رہے ہیں۔" ٹوٹی نے چوڑھویں سے
 سُرور فاضل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو حیرت سے آنکھیں پھاڑے
 ٹوٹی کو دیکھ رہا تھا۔
 "ارہ!۔۔۔ ارہ ہم کیسے ملوث ہو سکتے ہیں۔ سُرور فاضل پلیز! ادا

کی نہ مت کیجئے۔ اللہ آپ کو اجر دے گا۔" عمران نے چکر
 اس کے ہاتھ سے لے کر اسے ان کی واکسٹ کی جیب میں ڈالا اور پھر
 اُسے کندھے سے پکڑ کر دروازے کی طرف لے چلا۔ صوفی خدیار یوں
 بڑھ رہا تھا جیسے اس کی ٹانگوں نے اس کے جسم کا ساتھ دینے سے انہ
 کر دیا ہو۔ اور عمران اُسے دروازے سے باہر بھیج کر ٹرے مہل
 انداز میں واپس رہا۔ اس کے چہرے پر شرارتی سی سکرپٹ کھیل رہی تھی
 وہ دوبارہ کمری پر بیٹھ گیا۔

"واہ! مکمل واہ!۔۔۔ اس کو کہتے ہیں سخاوت۔۔۔ دریا ولی۔
 فیاضی۔ کیوں سُرور فاضل!۔۔۔ تم تو بس ہمارے جی فیاض ہو۔"
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ارشد چوہدری اور سُرور فاضل دونوں
 ہی یوں آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھتے رہ گئے جیسے انہیں عمر
 کی بھائے کوئی قانونِ الفطرت شے نظر آرہی ہو۔

"سنگ۔ سنگ۔ کیا مطلب۔۔۔ کیا تم نے دس لاکھ روپے
 یتیم خانے کو دے دیئے۔" ارشد چوہدری یوں بول رہا تھا جیسے
 کوئی گہرے کنوئیں سے بولتا ہے۔ انتہائی ڈونڈی ہوتی تو آواز تھی۔
 "اے اعلیٰ!۔۔۔ بھلا خود سوچئے۔ اگر آپ جیسے خیر یتیم خانہ
 کو چندہ نہ دیں گے تو پھر کون دیگا۔ اب مجھ جیسے قرض دار
 تو آخنی ہمت نہیں کریں دس روپے بھی دے سکیں۔ ارے ہاں
 وہ میرا بددعویٰ ہے۔ وہ تو درمیان میں ہی رہ گیا۔ اس کا قرضہ اور جو زین
 کی بوتلیں۔ وہ تو پھر سنگ کی وال پکار کر بیٹھا ہوگا۔" عمران نے
 بڑے پریشان سے ہنسنے میں کہا اور ارشد چوہدری کے چہرے پر اب

یہ سنا آئے جس کو فائر کیخبر جنرل صاحب نے کہیں اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ انپکٹر شاہد نے مکرانے موئے جواب دیا اور عمران یں سرھلانے لگا جیسے ساری بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔ فیاض خاموش اور بے لیں سا دکھائی دے رہا تھا۔ ایک تو وہ ڈوٹی پر بند تھا۔ اس لئے ملاقات نہ کر سکا تھا۔ اور دوسرا اب ارشد چوہدری کے خاص دفتر میں اس کی موجودگی اس کی پوزیشن خاصی مشکوک بنا رہی تھی۔

ارشاد چوہدری نے خود ہی سر رحمان سے شکایت کی تھی کہ سوپر فیاض اس سے رشوت مانگا ہے جس پر سر رحمان نے فیاض کو بلا کر بری طرح جھاڑ دیا تھا۔ اور فیاض کو ان کے قریبی غصے سے بچنے کے لئے ہماری کابینہ تک نہ لایا۔ اور وہ سوچ رہا تھا کہ اب جب سر رحمان کے رپورٹ ملے گی کہ وہ ارشد چوہدری کے پاس موجود ہے تو معاملہ یقیناً اور زیادہ جھڑپ لگے گا۔ اب وہ خاموش بیٹھا اس وقت کو کوس رہا تھا جب وہ عمران کے ساتھ یہاں آگیا تھا۔ آپ ارشد چوہدری میں۔ اس بار کے مالک۔ ہاں پکٹر شاہد نے ارشد چوہدری سے مخاطب ہو کر کہا۔

اے! آپ کو کوئی اعتراض ہے۔ ارشد چوہدری نے جھجھکا ہوئے لہجے میں کہا۔

جناب! مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ لیکن حقیقت تو میرا فرض ہے۔ میں آپ کو اور غیر مشر ڈوٹی کا بیان لینا چاہتا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ میں بار کے نیچے مجھے جوئے تہذیبوں کی تلاشی لینا چاہتا

بیٹے عمران!۔ یہ بار کے تدار کا مسئلہ ہے۔ اگر پولیس نے بار کا کچھ کرنا شرم کر دیا تو بزنس تباہ ہو جائے گا۔ ارشد چوہدری نے کہا۔

اس میں پریشان ہونے اور بکھلانے کی کیا ضرورت ہے۔ ڈوٹی ایشی جنس کے سربراہ ہیں۔ اور آپ کے دوست ہیں۔ انہوں نے کر کے انپکٹر شاہد کے کان کھنوا دیئے۔ عمران نے بڑے سرسری سے لہجے میں کہا۔

اوه!۔ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ سر رحمان ایسے معاملات لے لے حد سخت ہیں۔ ارشد چوہدری نے مونٹ جینٹے ہوئے کہا اور اٹھے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دوسرے لمحے سوپر فیاض جو تک انپکٹر شاہد دوسب انپکٹروں کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔ اور پھر کی نظریں جیسے ہی سوپر فیاض پر پڑیں وہ چونک رہا۔

اوه سر آپ!۔ مگر آپ کے متعلق تو اطلاع تھی کہ آپ ہیں۔ انپکٹر شاہد نے تدریسے طنز پر لہجے میں سوپر فیاض کو مخاطب ہو کر کہا۔

یہ اب بھی بیاہ ہیں۔ انہیں ڈاکٹر نے خاص طور پر اور بیکار بار کو کا کولہ پینے سے لے لیا ہے۔ چنانچہ یہ صحت یابی کے لئے یہاں آئے ہیں۔ لیکن انپکٹر شاہد صاحب!۔ یکمیں تو پولیس کا ایشی جنس کیسے میدان میں کود پڑی۔ ہ عمران نے جواب دیا ہوئے کہا۔

عمران صاحب!۔ کیس واقعی پولیس کا تھا۔ لیکن کچھ مالا

ہوں۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟۔ انیکر شاہد میرے
انتہائی سخت بلجے میں کہا۔

اور عمران نے دیکھا کہ تہذیبوں کی بات ہوئے ہی ارشد چوہدری
کا چہرہ ایک لمحے کے لئے سیاہ پڑ گیا۔ مگر اس نے بعد ہی اپنے آپ
کو سنبھال لیا۔

میں سر رحمان سے بات کرتا ہوں۔ اس کے بعد آپ سے بات
ہوگی۔ آپ اپنی حد دوسرے سے تجاوز کر رہے ہیں۔ ارشد چوہدری
نے کٹ کٹ کھائے والے بلجے میں کہا اور ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے
قبر ڈال کر سنے شروع کر دیئے۔ انیکر شاہد کے چہرے پر بھی سی طنز
سکڑا ہٹ موجود تھی۔

نبیلو۔ میں ارشد چوہدری بول رہا ہوں۔ اور لگا مارنے سے
سر رحمان!۔ یہ آپ کے انیکر شاہد میرے ساتھ انتہائی بد مذہبی سے
پیش آرہے ہیں۔ کیا آپ نے ایسے ہی افراد اپنے حکم میں بھرتی
کر رکھے ہیں؟۔ ارشد چوہدری نے رابطہ قائم ہوئے ہی تیزی سے بلجے
میں کہا۔

مجھے ابھی فیچر نہ بتایا ہے کہ بار کے برآمد سے میں دو افراد قتل
ہوئے ہیں۔ لیکن اس سے میرا یا۔ میری بار کا کیا تعلق پیدا
ہو گیا؟ کیا انہیں میں نے قتل کیا ہے؟ حالانکہ میں تو گورنمنٹ
ایب گھنٹے اپنے دفتر میں موجود ہوں۔ اور آپ کے حکم کے
سپرٹنڈنٹ فیاض اور آپ کا بیٹا عمران بھی میرے کپسن بیٹھے ہوئے
ہیں۔ جبکہ انیکر شاہد مجھ سے ایسے بلجے میں بات کر رہا ہے کہ

مجھے قتل میں نے کیا ہے۔ ارشد چوہدری نے دوسری طرف سے
سر رحمان کی بات سنتے ہی وضاحت بھرے بلجے میں کہا۔

اوہ اچھا۔ ارشد چوہدری نے دوسری طرف سے بات سنتے
مجھے کہا۔ اور پھر رسیور فون کی طرف بڑھا دیا۔
سر رحمان آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں؟۔ ارشد چوہدری نے

جھٹکتے ہوئے بلجے میں کہا اور فیاض نے یوں رسیور پکڑا جیسے رسیور کی
بھلتے سناٹائی نہہر میں بھیجی ہوئی ہوئی ہو۔
سرا۔ میں فیاض بول رہا ہوں؟۔ فیاض نے روٹھنے والے
بلجے میں کہا۔
تو وہاں کیا کر رہے ہو؟ جب کہ مجھے روٹھ علی سے کہ تم بہار
میں۔ دوسری طرف سے سر رحمان نے چھانکھانے والے بلجے
میں کہا۔

سرا۔ میں کچھ ٹھیک ہو گیا تھا۔ سرا۔ مجھے ایک خفیہ اطلاع
ملی تھی کہ اوریکا مار میں کچھ افدائشیات کے چکر میں آکر بیٹھے ہیں
پانچویں میں نے سوچا کہ اپنے طور پر تحقیقات کر کے آپ کو رپورٹ پیش
کروں۔ فیاض کو اپنی پوزیشن صاف کرنے کے متعلق اور کچھ نہ

سوچا تو اس نے یہ بہانہ بہا دیا۔
کیا کیا افدائشیات!۔ کون لوگ ہیں؟ اور تم تو ارشد چوہدری
کے دفتر میں بیٹھے ہو۔ کیا وہ لوگ وہاں بیٹھے ہیں؟۔ سر رحمان
نے چھانکھانے والے بلجے میں کہا۔

سرا۔ میں دل میں بیٹھا تھا کہ ارشد چوہدری صاحب عمران کے
ساتھ

ساتھ وہاں آگئے۔ اور پھر عمران نے مجھے دیکھا تو زبردستی اٹھا۔
 یہاں لے آیا۔ ارشد چوہدری صاحب نے بھی اصرار کیا تھا۔ اس سے
 میں چلا آیا۔ فیاض نے بات نہ کرتے ہوئے کہا۔
 ہونہر! لیکن عمران کا ارشد چوہدری سے کیا تعلق ہے؟
 سر رحمان نے اس بار قدر سے نرم ہلچے میں کہا۔
 سر! مجھے تو معلوم نہیں۔ وہ ایک دوسرے کو اٹھالے اور پھر
 کہہ رہے ہیں۔ فیاض نے کہا۔
 ہونہر! میں دیکھ کر ہنس گیا۔ سنو! اگر تم وہاں موجود ہو تو آؤ
 کیس کا چارچ سنبھالو اور فوری تحقیقات کے بعد مجھے رپورٹ کرو۔
 موٹی موٹی باتیں میں سوتا دیتا ہوں۔ تفصیلات انسپکٹر شاہد سے
 معلوم کر لینا۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ ایک غیر ملکی شرم جسے عرف عام
 میں لاکس مین کہتے ہیں، اور گیارہ میں اٹھایا دیکھا گیا ہے۔ چنانچہ
 اس کی نگرانی شروع کرانی گئی تو وہ اور گیارہ میں دوسروں اور ایک
 لڑکی سے ملا اور جب وہاں سے نکلا تو اسے بار سے دوسری سڑک
 پر ایک کار کے اندر سے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد
 دوسرا آدمی جب بار سے باہر نکلا تو اس کی کار کو ایک بیوی شرم نے
 ایک سائیکل روڑ سے ٹکرائی اور اسے کار صحت کچل دیا گیا
 شرم ڈر تو رہا۔ وہاں سے میں کامیاب ہو گیا۔ شرم کے متعلق بعد ازاں
 رپورٹ ملی کہ وہ چوہدری کا گیا تھا۔ اس طرح وہ کار میں سے لگا گیا
 کو گولی ماری گئی تھی۔ وہ بھی ایک شرم پر خانی کھڑی ہوئی ملی۔ اس کا
 چوہدری کی رپورٹ بھی تھا۔ میں دربار سے۔ اس کے فوراً بعد باغیچہ

کیس کا چارچ سنبھالو اور فوری تحقیقات کے بعد مجھے رپورٹ کرو۔
 موٹی موٹی باتیں میں سوتا دیتا ہوں۔ تفصیلات انسپکٹر شاہد سے
 معلوم کر لینا۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ ایک غیر ملکی شرم جسے عرف عام
 میں لاکس مین کہتے ہیں، اور گیارہ میں اٹھایا دیکھا گیا ہے۔ چنانچہ
 اس کی نگرانی شروع کرانی گئی تو وہ اور گیارہ میں دوسروں اور ایک
 لڑکی سے ملا اور جب وہاں سے نکلا تو اسے بار سے دوسری سڑک
 پر ایک کار کے اندر سے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد
 دوسرا آدمی جب بار سے باہر نکلا تو اس کی کار کو ایک بیوی شرم نے
 ایک سائیکل روڑ سے ٹکرائی اور اسے کار صحت کچل دیا گیا
 شرم ڈر تو رہا۔ وہاں سے میں کامیاب ہو گیا۔ شرم کے متعلق بعد ازاں
 رپورٹ ملی کہ وہ چوہدری کا گیا تھا۔ اس طرح وہ کار میں سے لگا گیا
 کو گولی ماری گئی تھی۔ وہ بھی ایک شرم پر خانی کھڑی ہوئی ملی۔ اس کا
 چوہدری کی رپورٹ بھی تھا۔ میں دربار سے۔ اس کے فوراً بعد باغیچہ

بجے میں کہا۔ وہ فیاض کے بدلے جوئے بجے سے شائد کھلک گیا ہو۔
 "میں سرا۔" حکم کی تعمیل ہوگی سر۔" انسپکٹر شاہد نے تدریجاً
 لیچے جوئے بجے میں کہا اور پھر ڈھیلے ہاتھوں سے ریڈر کر ڈیل پر رکھ دیا۔
 "میں سرا۔" میرے لئے کیا حکم ہے سر۔" انسپکٹر شاہد نے
 اس بار مودبانہ لہجے میں شور فیاض سے مخاطب ہو کر کہا۔ لیکن اس کا چر
 بتا رہا تھا کہ جیسے وہ بات کر کے کسی بھلے کے کوٹن کی گولیاں چبار ہا جو۔
 "لاشوں کا کیا ہوا۔" فیاض نے پورے رعب جبر سے لیچے میں
 "سرا۔" پوسٹ وارم کے لئے جھجھوا دی گئی ہیں۔" انسپکٹر شاہد
 نے جواب دیا۔

"اور نسے ا۔" باہر جا کر ان لوگوں کے بیانات حاصل کرنے کی کوشش
 کرو جن کے سامنے گولی ماری گئی۔" میں آ رہا ہوں۔" فیاض نے
 اسے حکم دیتے ہوئے کہا اور انسپکٹر شاہد سر ہلکا ہوا واپس سر
 سب انسپکٹر میں اس کے پیچھے چلے گئے۔

"چوہدری صاحب ا۔" آپ بے فکر رہیں۔ اب انسپکٹر شاہد آپ
 کو ٹیگ جنس کر لینگا۔" فیاض نے مڑ کر ارشد چوہدری سے کہا جو بار
 بیٹھا یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا۔

"شکر یہ۔" ارشد چوہدری نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور چہرہ
 ایک طرف کھنکھرتے ہوئے میٹر ٹوٹی سے مخاطب ہوا
 "ٹوٹی ا۔" پرنٹسٹ صاحب ہمارے محسن ہے۔ آپ نے ا
 سے ٹکر ماری طرف ہے انہیں متحد پیش کرنا ہے۔" ارشد چوہدری
 نے بڑے ناخوشانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔" ٹوٹی نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور
 چہرہ سلام کے ساتھ واپس مڑ گیا۔

"آؤ عمران ا۔" باہر چلیں۔" معلوم تو ہو کر انسپکٹر شاہد نے اب
 اس کا کارروائی کی ہے۔" فیاض نے ٹوٹی کے جانے کے بعد عمران
 سے مخاطب ہو کر کہا جو کرسی کی پشت سے سر ہلکا آئے آنکھیں بند کئے
 باقاعدہ سوئے کی اداس کاری کر رہا تھا۔

"تم جاؤ ا۔" تھارے لئے تو سختے کا بندوبست ہو گیا ہے۔ میں
 تمے جاؤں۔" میرا اور چچی سلیمان تو مجھے چار کمانے کے لئے تیار بیٹھا
 ہوگا۔" چلو یہاں بیٹھے رہنے سے کھانا پینا تو منٹ ہو جائے گا۔"
 عمران نے براہ منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے۔" ارشد چوہدری نے عمران کی بات سننے
 کی کید کہنا چاہا۔

"سوری اکل ا۔" بیٹا تو میں سر رحمان کا ہوں۔ آپ کا تو صحبت
 ہوں۔ آپ پلیز صحیح رشتے کا اعلان کریں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ بھی ٹوٹی کی
 طرح بیٹا بن کر مجھے یہاں سے خالی ہاتھ نکال باہر کریں۔" عمران
 نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ جیسے ا۔" یہ ساری بار تمہاری ہے۔ تم کیوں ٹکر بند ہوتے
 ہو۔ یہ تو ٹھیک چیک ا۔" جو چاہئے اس میں بھر لینا۔ ارشد
 چوہدری نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور چیک ٹکس نکال کر اس میں سے
 ایک سادہ چیک چھڑا اور اس پر اپنے دستخط کر کے عمران کی طرف
 بڑھادیا۔

”یہیں سر!۔ لیکن کوئی واضح بات سامنے نہیں آئی۔ بس گویا
 پٹنے کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد دونوں چھپتے ہوئے فرش پر
 ڈھیر ہو گئے۔۔۔ دونوں کے جسموں میں چارے رائے گویاں گھس گئی
 تھیں۔ وہ دونوں چند لمحے ترش پنکے بعد ہٹا کر ہو گئے۔“ انپکٹر
 شاہد نے رسمی سا جواب دیا۔

”یہ دونوں اندر ہال میں کس میز پر بیٹھے تھے؟“ بہ عمران نے
 انپکٹر شاہد سے پوچھا۔

”اندر۔۔۔ اے اس بارے میں تو میں نے پوچھا ہی نہیں۔ ویسے
 بھی گویاں سامنے والی عمارت سے چلائی گئی تھیں سر۔“ انپکٹر شاہد
 نے جواب دیا۔

”تو تمہارا کیا خیال تھا کہ اندر میز پر بیٹھے بیٹھے انہیں باہر سے گویاں
 کر ہلاک کر دیا جاتا۔۔۔ یہ اہم بات ہے۔“ وہیں ضرور معلوم کرنا چاہئے تھ

لیکن تم تو بس اس ہال میں رہتے ہو کہ کچھ بڑی آسامیوں کو ملوث کیا
 جاتے۔“ سو پر فیاض نے اسے جھڑکنے ہوئے کہا اور جھڑکی سے
 واپس ہال کی طرف مڑ گیا۔ انپکٹر شاہد بڑا سادہ بیگ خانہ پوش رہا
 عمران نے فیاض کے پیچھے مڑتے ہوئے اسے مشرقی انداز میں آنکھ مار

دی تو انپکٹر شاہد نے اختیار نہ کیا۔
 فیاض اندر داخل ہو کر سیدھا کانٹھ کی طرف بڑھا۔ عمران اس کے
 پیچھے تھا۔ اور انپکٹر شاہد بھی ان کے پیچھے آگیا تھا۔ کانٹھ پر ایک نوجوا
 لڑکی موجود تھی۔

”یہ سنٹرل آٹھلی جنس کا سپرٹنڈنٹ فیاض ہوں؟“ فیاض نے
 ”یہیں سر!۔ لیکن کوئی واضح بات سامنے نہیں آئی۔ بس گویا
 پٹنے کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد دونوں چھپتے ہوئے فرش پر
 ڈھیر ہو گئے۔۔۔ دونوں کے جسموں میں چارے رائے گویاں گھس گئی
 تھیں۔ وہ دونوں چند لمحے ترش پنکے بعد ہٹا کر ہو گئے۔“ انپکٹر
 شاہد نے رسمی سا جواب دیا۔

”یہ دونوں اندر ہال میں کس میز پر بیٹھے تھے؟“ بہ عمران نے
 انپکٹر شاہد سے پوچھا۔

”اندر۔۔۔ اے اس بارے میں تو میں نے پوچھا ہی نہیں۔ ویسے
 بھی گویاں سامنے والی عمارت سے چلائی گئی تھیں سر۔“ انپکٹر شاہد
 نے جواب دیا۔

ظرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران میز نمبر بارہ کا محل وقوع دیکھ کر
ای چونک بڑا۔ دوسرے لمحے اس کی نظروں میں وہ لڑکی اور اس کے
ساتھی سر آ گئے۔ کیونکہ وہ خود فیاض کے ساتھ اس میز کے ساتھ وہاں
میز پر بیٹھے رہے تھے۔

لیکن اس میز پر کچھ افراد بیٹھے تھے۔ عمران نے کہا۔
"ایس سر!۔" ناکہ اور رفیق کے ساتھ دو اور مرد تھے۔ وہ کلی ہو
یہاں آکر بیٹھے رہے تھے۔ پھر ان میں سے ایک غیر ملکی پہلے اٹھ
کر چلا گیا۔ دوسرا بعد میں اٹھ کر گیا۔ ناکہ اور رفیق آخر میں بیٹھے
رہ گئے۔ لڑکی کا مشاہدہ خاصاً تیز معلوم ہوتا تھا۔

"تم رفیق کو کیسے جانتی ہو۔" کیا وہ بھی گلیکسی ٹیلیٹ میں بہر تسلط
فیاض نے سوال کیا۔

"نہیں جناب!۔" مجھے معلوم نہیں وہ کہاں رہتا ہے۔ البتہ کہ
وہ ناکہ کے پاس آتا رہتا تھا۔ ناکہ نے ہی مجھے بتایا تھا کہ وہ اس کے
دوست رفیق ہے۔" لڑکی نے جواب دیا۔

"ناکہ کے ٹیلیٹ کا نمبر؟" عمران نے پوچھا۔

"میسری منزل۔" ٹیلیٹ نمبر بارہ سر۔ لڑکی نے جواب دیا۔
"اور تمہارا ٹیلیٹ نمبر؟" فیاض نے بڑے بے چینی سے
پوچھ میں پوچھا۔

"سر!۔" میرا ٹیلیٹ نمبر ایسی ہے میسری منزل پر۔" لڑکی نے
جواب دیا۔

"نام بھی پوچھ لو۔" ورنہ غواغواہ پہرہ دیتے پھر وگے۔ عمران نے

سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور ایک شر شاہد منہ پھیر کر ہنسنے لگا۔
"ہاں!۔ تمہارا نام۔" شاید مجھے تمہارا تفصیلی بیان لینا پڑے؟
فیاض نے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔

"سر۔" میرا نام ہارگریٹ ہے۔" لڑکی نے جواب دیا۔
"اب یہ بھی پوچھ لو کہ اس کی ڈیوٹی کب آف ہوئی ہے؟"
عمران نے دوسری سرگوشی کی۔

"آؤ۔" فیاض نے منہ ہاتھ ہوئے عمران سے کہا اور لڑکی کا
شکریہ ادا کر کے واپس مڑ گیا۔

بھی اگر شائد ہیڈ کو وارٹر سے میٹنگ کال کی گئی ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے منہ پر چڑھا ہوا نقاب اتار دیا اور اس کے ساتھ ساتھ باقی افراد نے بھی اپنے اپنے نقاب اتار دیئے۔ اب وہ اعلیٰ شکلوں میں تھے۔ رکاوٹ کا یہ اصول تھا کہ وارٹر میٹنگ میں وہ نقاب پہن کر شامل ہوتے تھے تاکہ اگر ہیڈ کو وارٹر میں کوئی کسٹ ہوئے والی میٹنگ کی غلط ایکس آؤٹ بھی ہو جائے تو کسی کو رکاوٹ کے مقامی سربراہوں کے اصل چہروں کی شناخت نہ ہو سکے۔

بائیو سے دو تواب۔ میں ایک اہم مشن دہشت پس ہے۔ مانیانے میٹنگ دے کی معرفت یہاں سے ہیڈ کو وارٹر کو جاری مفاد ضعیف ایک مشن مونیانے۔ اس کا تعلق جو کچھ پاکیشا ہے اس نے ہیڈ کو وارٹر نے مشن میں ٹرانسفر کر دیا ہے۔ اس مشن کے مطابق پاکیشا میں بنیاد کی ایک نئی دہشتی ایجاد کی گئی ہے جسے ٹریج فائر کہا جاتا ہے اور صرف عام میں ٹی۔ ایف کہا جا رہا ہے۔ اس گروپ کا نام ڈاجر ہے۔ ڈاجر گروپ کے مانیانے کے مقابلے میں ٹی۔ ایف کی سپلائی شروع کر دی ہے اور ٹی۔ ایف ایک ایسی دہشتی ہے جو تیزی سے منشیات استعمال کرنے والوں میں مقبول ہوتی جا رہی ہے۔ اس پر مانیانے کو تشویش ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے ٹی۔ ایف خود بنانے کے لئے اس کا کیمیائی تجزیہ کیا۔ لیکن وہ اس کے خاتمے کو باوجود کوشش کے حاصل نہ کر سکے۔ چنانچہ اب وہ چاہتے ہیں کہ ہم ڈاجر گروپ سے وہ نامور حاصل کر کے مانیانے کو سپلائی کریں۔ کام جو کچھ جاری نیلڈ کسٹ اور پھر اس کے مکمل ہونے سے نہ صرف ہمیں جاری مادیات بھی

ایک بڑے کمرے کے درمیان ایک میز کے گرد چھ افراد منہ نقاب پہنے بیٹھے ہوتے تھے۔ ان کے نقابوں کے اوپر نمبر لگے ہوتے تھے۔ درمیان میں ایک کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ چند لمحوں بعد بغلی دروازہ کھلا اور ڈی اینڈ داخل ہوا۔ اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ اس کے اندر آتے ہی سارے افراد اس کے استقبال لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

میٹھو۔ ڈی اینڈ نے سنجیدہ انداز میں کہا اور خود بھی خالی کرسی بیٹھ گیا۔ اور باقی افراد واپس اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ تم لوگ نقاب پہن کر کمروں آتے ہو۔ یہ ہیڈ کو وارٹر میٹنگ نہیں ہے۔ تمہاری اپنی میٹنگ ہے۔ ڈی اینڈ نے حیرت بوجھ لہجے میں کہا۔ اور باس۔ میں ہنگامی میٹنگ کی اطلاع ملی تو ہم نے یہ

ملے گا۔ بلکہ بین الاقوامی طور پر ہماری سلاکھ میں بھی اضافہ ہوگا۔ چنانچہ میں نے اس سیشن پر کام کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور میں نے اس سیشن میں ہائیڈروکارب کو گرین سٹون بھی دے دیا ہے۔ آج کی سٹنگ میں اسی سیشن میں بلایا گئی ہے تاکہ ہم فی ایلف فاموٹے کے حصول کے لئے کوئی واضح منصوبہ بندی بناد کر کے اس پر فوری طور پر عمل شروع کریں؟ ڈی بی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے اس! ہم کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ڈی بی گروپ کے متعلق ہم نے بھی سن رکھا ہے کہ خاصی طاقتور اور باواسطہ تنظیم ہے۔ لیکن ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ اس کا ہائیڈروکارب پانڈیشیا میں ہے۔ ایک آدمی نے کہا۔

اس کا ہائیڈروکارب پانڈیشیا میں بنایا گیا ہوگا۔ ورنہ پہلے تو اس کا ہائیڈروکارب بائگ میں تھا۔ وہاں اس گروپ کا خاضعہ اور تھا لیکن وہاں کی حکومت کو اس کی سرگرمیوں کا پتہ مل گیا اور انہوں نے انہیں گھیر لیا۔ اطلاعات ملی تھیں کہ گروہ گروپ کے سب افراد کو گرفتار کر کے جھونک کر دیا گیا تھا۔ اللہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی بچ گیا ہو اور اس نے پانڈیشیا میں دوبارہ کام کا آغاز کیا ہو۔ بہر حال اس وقت وہ عام منشیات کی مملکت کا حصہ کرتے تھے۔ دوسرے نے کہا۔

مہیں ان کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی یہ ہمارا فیملی ہے۔ ہم نے تو صرف ٹریج فائر کا فاموٹا حاصل کرنا ہے اور بس۔ چنانچہ اس کے لئے سب سے پہلے تو یہ ضروری ہے کہ ہم ڈی جی گروپ کے کسی آدمی کو تلاش کریں۔ اور پھر اس سے اس لیبارٹری کا پتہ معلوم

بھاگتے ہیں وہاں فی ایلف تیار کی جا رہی ہے۔ اس کے بعد وہاں سے فاموٹا اڑایا جاتا ہے۔ ڈی بی نے کہا۔

اس! زیر زمین دنیا میں ایک آدمی ایسا ہے جو ایسے معاملات میں انتہائی باخبر سمجھا جاتا ہے۔ اسے ضرور ڈی جی گروپ کے متعلق معلوم ہوگا۔ اس کا نام لارک ہے۔ وہ تاشا بار میں مقیم ہے۔ لارک کا آدمی ہے۔ ایسے پناہ شہر بننے کا عادی ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ ایسے معاملات میں بے حد باخبر رہتا ہے۔ اگر اسے معمولی معلوم نہ دیا جائے تو اس سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ ایک اور نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

اس! ایک اور تجویز بھی ہو سکتی ہے۔ یہاں کی سیکرٹ سروسز انتہائی فعال اور تیز ہے۔ اگر ہم غیر فون کے ذریعہ اسے ڈی جی گروپ کے متعلق خبر کریں تو وہ اس کے غلط حرکت میں آجائے گی۔ اور پھر جیسے ہی وہ اس لیبارٹری تک پہنچیں، ہم ان کا تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ جائیں اور فی ایلف فاموٹا حاصل کر لیں۔ اس طرح ہمیں کوئی کام نہ کرنا پڑے گا اور جہاں کام بھی ہو جائے گا۔ ایک اور چیز جو ہماری رائے پیش کرتے ہوئے کہا۔

یہ احمد آباد کو تیز ہے۔ مشر الفن! آپ سیکرٹ سروسز کے کسی رکن سے واقف ہیں؟ ڈی بی نے اس اوہیڈنر آدمی سے خطاب ہو کر تفصیل سے پوچھا۔

واقف تو ہمیں ہوں جناب! لیکن ان کے لئے کام کرنے والے ایک آدمی کو جانتا ہوں۔ اس کا نام علی عمران ہے۔ وہ ایک احمق اور

مخروہ سانو جوان ہے۔ اُسے آسانی سے ٹریپ کیا جاسکتا ہے۔
 راتوں نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ باس! یہ انتہائی خطرناک تجربہ ہے۔“

واسطے علی عمران سے نہیں پڑا۔ وہ انتہائی خطرناک ترین آدمی ہے۔

ٹی۔ ایف۔ ندرمولہ تو ایک طرف رہا۔ اگر اُسے ذرا سی بھی جھٹک جاؤ گے

متعلق پڑ گئی تو وہ ہمارے پیچھے پیچھے جھلک کر پڑ جائے گا۔ اور وہ

بات یہ کہ فضیات کے خلاف کام کرنا سیکرٹ سروس کا کام نہیں ہے

بلکہ سنٹرل انٹیلی جنس کا کام ہے۔ ہمیں کسی کا سہارا لینے کی بجائے خود

کوشش کرنی چاہیے۔ جہاں تک ٹاجر گروپ کے کسی فرد کو جاننے

کی ضرورت ہے اس کے لئے کسی کے پاس جاننے کی ضرورت نہیں

ہے۔ میں اس گروپ کے ایک اہم آدمی کو جانتا ہوں اور اس سے

تمام معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ ایک اور آدمی نے تیز نیلے

میں کہا۔

”کونسا آدمی ہے؟“ ڈرنی کے ساتھ ساتھ سب افراد نے چونکا

ہوئے پر چھایا۔

”وہ اور گینگاڈا کا مالک ارشد چودہری ہے جناب! اس کا تعلق

ٹاجر گروپ سے ہے۔ اس کا مجھے اس طرح پتہ چلا تھا کہ ایک ماہر

ایک فضیات کے نجی چکر میں اس سے واسطہ پڑ گیا تھا۔ اس آڈیو

نے کہا۔

”اوہ! اگر یہ بات ہے تو پھر سب بات واضح ہو گئی۔ اس کا

مطلب ہے کہ سنٹرل انٹیلی جنس کو ٹاجر گروپ کے متعلق پہلے سے رپورٹ

پہنچی ہے اور وہ اس کا تعاقب کر رہی ہے۔ جب کہ میں نے یہ سمجھا تھا کہ

جی۔ ایم۔ گروپ کے پیچھے ہے۔“ ڈرنی نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

جی۔ ایم۔ گروپ۔ کیا مطلب؟ جی۔ ایم۔ گروپ کا سنس کر

سب چوک پڑے اور پھر ڈرنی نے انہیں لالچ میں کے متعلق بتایا۔ اس

کے بعد اور گینگاڈا میں ایک میٹنگ ہوئی۔ جہاں سنٹرل انٹیلی جنس کا پیر شڈنٹ

ناخ میں ان کے ساتھ والی میز پر موجود تھا۔ جس پر میں نے یہ سمجھا کہ

سنٹرل انٹیلی جنس ان کے پیچھے ہے۔ اور چونکہ لالچ میں ٹی۔ ایف۔

ندرمولہ کے پیچھے کام کر رہا تھا اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس

گروپ کے سرکردہ افراد کا خاتمہ کر دیا جائے۔ خائن لالچ میں کو

رہے لیکن اسے تنہا ہی دیر بعد گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے

بعد اس کے پاس راجہ کر روڈ اور کینڈیٹ میں ہلاک کر دیا گیا اور پھر ان کے

دو اور سرکردہ مجرموں کو بارہ کے برآمدے میں ہی گولی مار کر ہلاک کر دیا

گیا۔ لیکن اب بہر حال یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ تو پر خائن دراصل

ارشد چودہری کے پیچھے ہے۔“ ڈرنی نے کہا۔

یہ تو اچھا جواب باس! جی۔ ایم۔ گروپ کا خاتمہ ہمارے لئے اچھا

رہے گا۔ ورنہ یہ گروپ خواہ مخواہ درد سر بن کر رہ جاتا۔ میرا

پتہ کہ ارشد چودہری کو اغوا کر لیا جاتے اور پھر اس سے ٹاجر گروپ

کے متعلق تمام معلومات حاصل کر لی جاتی ہیں۔ اس بار سب نے متفقہ

فحش پر جواب دیتے ہوئے کہا۔

تو ٹھیک ہے۔ یہ بات طے رہی۔ کانٹائن اور ایال جانسن

ارشاد چو بدی کو اغوا کریں گے۔ اور پھر اس سے پوچھ گچھ کر کے
نہجے پر وارث دیں گے۔ باقی باتیں بعد میں طے ہو جائیں گی۔
تو فیصلہ کن فیصلے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
”اوسکے پاس۔۔۔ سب نے مثبت انداز میں سر ہلائے تھے مگر
کہا اور پھر وہ بھی اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔
ڈیربی واپس ملا اور پھر ایک دروازے سے ہوتا ہوا کمرے
باز ہو گیا۔ اور اس کے باہر جاتے ہی وہ سب باہری باری کمرے
باز ہو گئے۔

عمرائے اور فیاض کے دفتر سے نکلتے ہی ارشد چوہدری نے ایک سالن لیا اور پھر اس نے جلدی سے میز کی دروازہ کھولی اور اس میں ایک چوڑا سا فریمڈ پائپر رکھا۔ میز کے کنارے پر گئے جوڑے مختلف رنگوں کے ایک بچے اس نے دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے کمرے کے دروازے کے سامنے دروازہ چاندی اوپر سے نیچے اتر آئی لیکن اس کے ساتھ ہی ایک میز سٹی کی اولڈ دروازے کے اوپر گئے جوڑے کمرے سے نکلتے گئے۔

سیوشی کی آواز سنتے ہی ارشد چوہدری چونک پڑا۔ اس کا مطلب تھا کہ شخص دروازے پر موجود ہے اور فوری طور پر اندر آنا چاہتا ہے۔ ارشد چوہدری نے جلدی سے ٹرائیڈر والپیس دروازے میں ڈالا اور آہی آہی کھینچے اس نے پہنچے دیا تھا دروازہ پر کھڑا۔ مگر جب تھی تو فوری طور پر کھینچ کر چھوٹے میں غائب ہو گئی۔ ارشد چوہدری نے فوری طور

لیں۔ ڈی۔ ون اٹنگ۔ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری
آواز سنائی دی۔

باس! ایک ایچ پورٹ ہے۔۔۔ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ
جائز اور ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس کا نرکا عمران جو فیاض کا دوست ہے
اس کے متعلق یہ پورٹ ہے کہ وہ کبھی کبھی سیکرٹ سروس کے لئے
ای کام کرتا ہے، میرے پاس آئے تھے۔ انہوں نے سلائی نمبر بارہ
ہر گن گن کا حوالہ دیا تھا۔ اس کے علاوہ عمران تقریباً اس کے
معلق تھے جانا ہے۔ حالانکہ اسے آج تک ہر شخص ہاتھ میں بکڑی
لے والی ایک عام سی چھتری ہی سمجھا رہا ہے۔ اور بارے کے بارے
میں دوامیہ کو کوئل کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں انٹیلی جنس کا
بکڑا ہوا تہہ خانوں کی تلاشی لیا جا رہا تھا۔ میں نے انہیں بڑی
تکلیف سے ڈالا ہے۔ اور۔۔۔ ارشد چوہدری نے تیز تیز لیجے

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عمران اس قدر معلومات رکھنے کی باوجود آسانی
سے واپس چلا گیا ہو۔ اور سلائی نمبر بارہ کو آئے ہوئے قہر گنٹھوں
سے ہی زیادہ نہیں گزرے۔ پھر وہ اس کے متعلق کیسے جان سکتا
ہے۔ ضرور درمیان میں کوئی گھپلہ ہے۔ اور۔۔۔ پاس نے
سننے ہوئے کہا۔

اسی بات پر تو میں حیران ہوں پاس! میرا خیال ہے کہ فیاض کو
بڑا کام چاہا گیا ہے۔ دو بے حد لالچی آدمی ہے۔ معاوضہ دیکر
ان کا منہ بند ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ عمران بے حد خطرناک آدمی ہے۔ اس

پر دروازہ اس لئے کھول دیا تھا کہ اسے خیال آیا تھا کہ کہیں عمران اور فیاض
دوبارہ واپس نہ آسکتے ہوں۔ لیکن فولادی چادر اوپر چڑھتے ہی دروازہ
کھلا اور ارشد چوہدری نے دروازہ کو اندر آئے دیکھا تو غصے کی شرشر
اس کا چہرہ چمک سکتے لگا۔
کیا بات ہے۔۔۔ ارشد چوہدری نے چادر کھائے والے
میں پوچھا۔

جناب!۔۔۔ وہ عمران صاحب یہ چیک بھاڑ کر دے گئے ہیں۔
کہہ گئے ہیں کہ عمران ایسے کچھ سوس سے کچھ لینے کا روادار ہی نہیں
چیک پر رقم کھینچنے میں بھی کبھی کرتے ہیں۔۔۔ دربان نے فوراً
بجے میں کہا اور ہاتھ میں تھا۔ ہوسٹے چیک کے پرزے بٹھے اوب
ارشد چوہدری کے سامنے میز پر ڈھیر کر دیتے۔

بہنوہ! اس کا مطلب ہے کہ میرا خیال درست ہے۔
باجہ راکو اور سٹو! جب تک دروازے پر ریڈ لمب بٹا ہوا ہے
کسی کو اس طرف نہ آئے دیو! ارشد چوہدری نے ہوشیار
ہوئے کہا اور دربان سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

دربان کے باہر جاتے ہی ارشد چوہدری نے دوبارہ دروازے
فولادی چادر اتار دی اور پھر میز کی دروازے پر انٹیر باہر نکال کر اس
اس کے ساتھ میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ خرمن میسر سے ٹوس ڈال
آوازیں نکلتی گئیں۔

جنلو۔۔۔ جنلو۔۔۔ نمبر تھری ڈی کا لنگ باس۔ اور۔۔۔ ارشد
نے بار بار تہی فقرہ دہرا کر شروع کر دیا۔

کا کوئی صحیح بندوبست ہونا چاہیے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ حالات بڑا خراب ہو جائیں۔ اور۔۔۔ ارشد چوہدری نے کہا۔

تمہاری بات درست ہے۔ لیکن خفا سے پہلے یہ مسئلہ

ہونا چاہیے کہ عمران کو یہ معلومات کس نے پہنچائی ہیں۔ اور۔۔۔

بات یہ کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ کافی فیڈ الیفٹ فار مولے کے حصہ

کے لئے کام کر رہی ہے۔ انہوں نے یہاں راکوشس کی مقدار

شاخ کی خدمات حاصل کی ہیں۔ اور۔۔۔ اس لئے کہا۔

راکوش کی مقامی شاخ۔ اور! میں اس سے اس کو جانتا ہوں۔

اس کام ڈرہی ہے۔ بظاہر امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرتا ہے۔

ارشد چوہدری نے چونکتے ہوئے کہا۔

اں! مجھے معلوم ہے۔ اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ ڈپٹی

آج ایک خصوصی میٹنگ طلب کی ہے۔ اس سے صاف ظاہر

کہ وہ مانیٹنگ کے لئے پر جامع غلات کام کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔

باس نے جواب دیا۔ یہ صورت حال تو انتہائی خطرناک ہے۔ اور۔۔۔

ارشد چوہدری کا لہجہ پریشان تھا۔

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اس سے

میں کچھ ہنگامی فیصلے کئے ہیں۔ اور ان فیصلوں کے مطابق؟

فی الحال کام روک دینا ہے۔ پہلے یہ خیال تھا کہ تمام ملک تمہارا

پاس جمع کر دیا جائے۔ لیکن اب تمہاری رپورٹ کے مطابق تم نے

میں آچکے ہیں۔ اس لئے اب نہ صرف شاخ علیحدہ ہو کر رہ جائے

جاسے پاس موجود سیلابی بھی اشیاں جانے لگی۔ اور تم بھی اپنے

بارش کا غریب ختم کر دو اور انتظار کرو۔ جب حالات درست ہوں

تو میں اطلاع کروں گی۔ اور۔۔۔ اس نے کہا۔

ٹھیک ہے! لیکن اس عمران کا فوری کچھ کرنا چاہیے

نے اسے چیک کیا ہے۔ وہ انتہائی گھڑا اور خطرناک آدمی ہے

۔۔۔ ارشد چوہدری نے کہا۔

دیکھو ارشد چوہدری! عمران کے متعلق میں تم سے زیادہ جانتا

ہوں۔ وہ واقعی انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ میں نے اسے آج تک

نہ بچھڑ کر نہیں چھوڑا تھا۔ لیکن اب تمہاری رپورٹ کے بعد بات

نے آگئی کہ عمران جاری راہ پر ناک چلا ہے۔ اور یہ ہمارے

خلاف ہے۔ اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ ڈپٹی

آج ایک خصوصی میٹنگ طلب کی ہے۔ اس سے صاف ظاہر

کہ وہ مانیٹنگ کے لئے پر جامع غلات کام کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔

باس نے جواب دیا۔ یہ صورت حال تو انتہائی خطرناک ہے۔ اور۔۔۔

ارشد چوہدری کا لہجہ پریشان تھا۔

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اس سے

میں کچھ ہنگامی فیصلے کئے ہیں۔ اور ان فیصلوں کے مطابق؟

فی الحال کام روک دینا ہے۔ پہلے یہ خیال تھا کہ تمام ملک تمہارا

پاس جمع کر دیا جائے۔ لیکن اب تمہاری رپورٹ کے مطابق تم نے

میں آچکے ہیں۔ اس لئے اب نہ صرف شاخ علیحدہ ہو کر رہ جائے

پھر صبح ہی موقع ملے گا اُسے شوٹ کر کے باہر آجاؤں گا۔ اور ضرورت یہ کہیں اسے فلیٹ سے باہر کسی جگہ بلالیتا ہوں وہاں اگر گولی مار دی پہلے سے گی۔ اور۔۔۔ ارشد چوہدری نے کہا۔

لیکن پھر یہ کیسے معلوم ہوگا کہ اسے ہمارے متعلق معلومات کم سے ملی ہیں۔ اور۔۔۔ باس نے کہا۔

میرا تو خیال ہے کہ میں اس چکر میں پڑنے کی ضرورت ہی نہیں اُسے حکم کر دیں۔ وہی خطرناک آدمی ہے۔۔۔ ورنہ یہ ہو سکتا ہے کہ اس چکر میں ہم خود غوث ہو جائیں۔ اور۔۔۔ ارشد چوہدری نے کہا۔

تمہاری بات بھی درست ہے۔ لیکن فلیٹ والا پروگرام ناکام ہے۔ تم ایسا کر دو کہ اُسے کسی بھی پہلے باہر بلاؤ اور پھر اسے وہی شوٹ کر دو۔ ایک لمحہ بھی توقف نہ کرنا۔ اور اگر تم اس سید میں پہنچاؤ تو میں کوئی اور بندوبست کر دوں۔ اور۔۔۔ باس نے نہیں جواب دیا۔ اچھا لگتا ہے جو شخص ہماری تنظیم اور بڑے کے لئے خطرناک ہو، اسے ایک لمحہ بھی زندہ چھوڑنا حماقت ہے۔ میں خود اپنے ہاتھوں سے اس کا خاتمہ اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ جہر پر جو دوسرے کرتا ہے اس نے مجھ سے میں ہی مار کھا جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ دوسرے آدمی کے سامنے آئے پر وہ چرکا ہو جائے ارشد چوہدری نے کہا۔

خفیک ہے۔ مجھے تمہاری رپورٹ کا انتظار رہے گا۔ دوسری طرف سے فیصلہ کن لمحے میں لگا لیا۔

میں آج ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا باس۔ اور۔۔۔ ارشد چوہدری نے کہا۔

اور ایسا حال۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ارشد چوہدری نے بائیں ہاتھ کر کے دوبارہ میز کی دراز میں ڈالا اور پھر میز کے کنارے پر ٹکا ہوا بیٹن دبا کر اس نے دو بارے پر پڑی ہوئی فولادی چادر غائب کر دی۔ چہرہ میز پر اٹھ گیا مگر کچھ دیر تک سوچا رہا۔ اور اس کے بعد اس نے اشراکام کا رسیور اٹھایا۔

لیس سر۔۔۔ دوسری طرف سے ٹوٹی کی آواز سنائی دی۔ ٹوٹی ا۔۔۔ مگر کہاں ہے۔۔۔ ارشد چوہدری نے پوچھا۔

مگر وہ سرائے فلیٹ میں ہوگا۔ جب اس کے پاس کام نہ ہو تو وہ فلیٹ سے نکلتا ہی نہیں۔ ٹوٹی نے جواب دیا۔

اوس کے۔۔۔ ارشد چوہدری نے کہا اور اشراکام کا رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے شیدویوں (اپنی طرف گھسٹا اور رسیور اٹھا کر اس کے فہر ڈال کر نے شروع کر دیئے۔ چند لمحے بعد گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے کسی نے رسیور اٹھالیا۔

لیس۔۔۔ ایک جاری سی آواز سنائی دی۔

ارشد چوہدری بول رہا ہوں۔۔۔ ارشد چوہدری نے مارکر

کی آواز پہنچاتے ہی کہا۔

اوہ جاس آج!۔۔۔ فرماتے!۔۔۔ کیسے یاد کیا۔۔۔ دوسری

طرف سے مارکر چوک کر پوچھا۔

ایک کام کرنا ہے۔ ایک آدمی کو گولی مارنی ہے۔ ارشد

چوہدری نے کہا۔

”ٹھیک ہے اس!۔ اس آدمی کا اتہ پتہ بتا دیجئے۔ لگ جائے
گئی ہے گوئی۔“ مارکر نے پاٹ پیچ میں کہا۔

گوئی تم نے نہیں۔ میں نے مانی ہے۔ تم نے صرف میری
نگرانی کرنی ہے۔ اور اگر مران شانہ خطا ہو جائے تو پھر تم نے کام کرنا
ہے۔“ ارشد چوہدری نے کہا۔

”جیسے آپ کہیں۔“ مارکر نے کہا۔

”تم اسکو ڈر کر مروج سے تیار ہو کر رنگ اسکو آکر پہنچ جاؤ اور وہاں
رنگ اسکو آکر کے کیسے نشاط میں پیشہ بنا۔ میں اپنے ہاتھوں کو دھیں بلوا
لوں گا۔ اس کے بعد تم خیال رکھنا۔“ ارشد چوہدری نے کہا۔

”لیکن اس!۔ آپ کی نگرانی کا کیا مقصد ہے۔ یہ بات میں
سمجھا نہیں۔“ مارکر نے پوچھا۔

”ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص مجھے بعد میں نشانہ بنا دے۔ تم نے اس
کا خیال رکھنا ہے۔“ ارشد چوہدری نے کہا۔

”میں سمجھ گیا ہوں۔“ مارکر نے کہا۔

”تم ٹھیک ایک گھنٹے بعد وہاں پہنچ جانا۔ اور کہ۔“ ارشد چوہدری
نے کہا۔

”نہیں سر۔“ مارکر نے جواب دیا اور ارشد چوہدری نے گڑبائی کہہ کر
ریور روک دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

”آخر تم نے اُسے پہلاقی نمبر بارہ کا حوالہ کیوں دیا۔ تم مجھے بتاؤ کہ
اصل چکر کیا ہے۔“ فیاض نے جھنجھلاہٹے ہوئے کہنے میں کہا۔

”وہ اس وقت عمران کے ساتھ اس کے فلیٹ میں موجود تھا۔“ اس کی کھٹکلی کا تو
”تمہیں آم کہانے سے مطلب ہونا چاہیے۔“ اس کی کھٹکلی کا تو

اپار بھی نہیں پڑا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”نہیں!۔ جس طرح ارشد چوہدری رام جواسے اور دس لاکھ دھپے
کا چیک اس نے دے دیا ہے۔ یہ کوئی لمبی سی معاملہ ہے۔ ورنہ ارشد
چوہدری تو کسی کو بخیر دینے پر بھی آمادہ نہیں ہوتا۔“ فیاض نے کہا وہ

ابھی چند لمبے قبل ہی عمران کے فلیٹ میں گیا تھا اور اس نے اُسے ہی
پڑھ چھ شوروں کر دی تھی۔

”یار!۔ ایک تو تم جھانڈ کے کانٹے کی طرح چٹ جلتے ہو۔ ارشد
چوہدری کے متعلق مجھے گزشتہ دنوں ایک اطلاع ملی تھی کہ ارشد چوہدری

منشیات کے ایک پیکر میں ٹوٹا ہے اور سہلاقی نمبر بارہ ان کا کوئی کڑا ہے۔ چونکہ یہ سیدہ رانیہ نہ ہے اس لئے میں نے کوئی توہ نہ دی۔ اب جب تم نے ارشد چوہدری کی شکایت کی کہ اس نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے تو وہ کو تو مجھے یاد آگیا۔ عمران نے جان چڑا کے سے اہل زہن کہا۔

”اوہ! تو یہ بات ہے۔ لیکن وہ چھڑی کا کی پکڑ ہے۔“ فیاض نے منہ بھارتے ہوئے کہا۔

”وہ چھڑی مخصوص ساخت کی ہے۔ یہ دراصل ایک جدید ساخت کی گن ہے جسے خطرے کے وقت استعمال کیا جاسکتا ہے۔ میں نے ایسی چھڑیاں دیکھی ہوتی ہیں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اچھا تو یہ بات ہے۔ اب میں دیکھوں گا کہ یہ ارشد چوہدری کے لیے بچ نکلتا ہے۔“ فیاض نے مسرت سے بولے ہوئے کہا۔

”تم نے اس دوسرے قتل کے بارے میں مزید کیا تحقیقات کی ہے؟“ عمران نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

”دونوں میں۔ بلکہ چار قتل کہو۔ ان کے ساتھ دو اور آدمی ہیں مارے گئے ہیں۔“ فیاض نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”دو اور۔ وہ کونسے؟“ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”ایک کا نام لنگا بن تھا۔ وہ پہلے اٹھ کر مل گیا۔“ بابت نے نکلنے کے بعد دیر بعد ہی اسے سرک پر گولی مار دی گئی۔ گولی ایک کار سے مل گئی تھی۔ جب بعد میں ایک جگہ غائی مل گئی تو وہ چوری کی تھی۔ دوسرے آدمی کا نام راجہ معلوم ہوا ہے۔ وہ جب اور گیا یار سے ملتا

میں کی کار کو ایک بیوی مرگ سے کچل دیا گیا۔ اس کے بعد فری اور اٹھ بیوی ہی بارے میں نہ پوچھے۔ انہیں براہے میں ہی ڈھیر کر دیا گیا۔ اس وجہ سے اس پیکر شہد اور گیا یار کے تہذیبوں کی تلاشی لینا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اور گیا یار میں کوئی خلاف قانون کام ہو رہا ہے جس کی وجہ سے یہ قتل ہوئے ہیں۔ فیاض نے کہا۔

”جگہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارا جانشین تم سے زیادہ ذہین ہے۔“ عمران نے بکراتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ ہو جانشین۔ وہ کسی روز سرکوں پر بیٹیک مانگا پھرتا ہوگا۔ میں اس موقع کی انتظار میں ہوں۔“ فیاض نے منہ بھارتے ہوئے کہا۔

اور بعد اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا، میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بجی اٹھی۔ عمران نے ریسور اٹھا لیا۔

”یہیں علی عمران ولد سر رحمان۔“ عمران نے کہا۔

”عمران! میں تمہارا اکل بول رہا ہوں۔ ایک اہم مسئلہ پیش ہے۔ اگر تم مجھے کوئی وقت دے دو۔“ ارشد چوہدری کی پریشان سی آواز سنائی دی۔

”مسٹر۔ آپ کو کیا مسئلہ پیش آسکتا ہے؟“ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

”وہ ارشد چوہدری کی آواز پہچان گیا تھا۔ مجھے ایک ایسی اطلاع ملی ہے جو تمہارے ملک کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن میں خود اس مسئلے میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا۔“ ورنہ میں سر رحمان کو بتا دیتا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس مسئلے میں اپنے طور پر کچھ کرو۔“ ارشد چوہدری نے کہا۔

تو چہرہ میں کہاں حاضر ہو جاؤں؟ —۔؟ عمران نے مسکرا ہوئے کہا۔

”میں رنگ اکواز کے کیفے نشاٹ میں موجود ہوں۔ یہاں آجا لیکن فلا جلدی میں اپنے آپ کو نامعلوم سے خطرے میں محسوس کر رہوں۔“ ارشد چوہدری نے قدم سے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔
”ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ میرے فلیٹ پر آجائیں۔ یہاں اٹلنڈا سے باتیں ہوں گی۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں!۔۔ جس آدمی کے متعلق یہ افلاطون ہے وہ بھی نہیں رہے۔ اور میں تمہیں اس کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔“ ارشد چوہدری نے کہا۔
”اور کسے میں آ رہا ہوں؟“ عمران نے کہا اور پھر کریڈل ریور رکھ دیا۔

”یہ ارشد چوہدری کی آواز محسوس ہو رہی ہے۔ وہ کیسی اظہار چاہتا ہے؟“ فیاض نے کہا۔
”وہ سپانی نمبر بارہ کا چکر محسوس ہوا ہے۔“ عمران نے کھڑے ہوئے ہوئے کہا۔

”تو چہرہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں؟“ فیاض نے چونکنے ہوئے کہا۔

”کیوں۔۔ میرے مزید دس لاکھ روپے مرچانا چاہتے ہو۔ کسی اور رقم خانے کا بھلا ہونے دو؟“ عمران نے کہا اور اس نے سیما کو آواز دی۔

”فرماتے۔۔ دوسرے لمحے سیما نے دروازے میں سے جھانکتے ہوئے پرچا۔ عمران کا بھرا ہوا تھا کہ سیما نے بنجیدگی سے جواب دیا تھا۔ سپر فیاض کی خدمت خاطر کہ وہ آخر بھلا لینڈ لارڈ اسے لینڈ فلیٹ ہے۔ درہم کسی روز بے دخلی کا پروانہ اور پلینٹ کے کہنا کے کا تو تمہاری لائڈی دیگچی باہر سڑک پر پڑی نظر آئے گی۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں!۔ میں اب چلا ہوں۔“ فیاض نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور چارٹر کر باؤٹ چلا آیا ہوا تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران سکرا دیا۔ وہ فیاض کی عادت جانتا تھا کہ اب وہ باز نہ آئے گا اور پہلے اس سے نکل گیا ہے۔ اگر عمران سے پہلے کیفے نشاٹ میں پہنچ جائے تب اس کی سیڑھیان اترنے کی آواز سنائی دی تو عمران نے مسکراتے ہوئے فون کا ریور اٹھایا اور قبر ڈال کر منہ شروع کر دیتے۔

”ہائیگر سپیکنگ۔“ چند لمحوں بعد ہائیگر کی آواز سنائی دی۔
”عمران بول رہا ہوں۔“ کیفے آگیا کہ مالک ارشد چوہدری کو جانتے ہوئے؟ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہیں ہاں!۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔“ ہائیگر نے موہا باز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ اس وقت رنگ اکواز کے کیفے نشاٹ میں موجود ہے۔ تم ان پہنچ جاؤ۔ میں وین بنا رہا ہوں۔ تم نے ہر لحاظ سے جو کما رہنا چکے۔ عمران نے کہا۔

”سرا۔۔ میں سمجھا نہیں۔ وہاں کوئی جھگڑا ہوگا۔“ ہائیگر نے

لیجے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "جنگڑا نہیں۔ بلکہ گلی ڈنڈا اکیلا جلتے گا۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری میرے۔ ٹھیک ہے سر۔ میں ہر لحاظ سے چکا رہا گا۔" اناجیگنے فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔
 "اور کسے؟" عمران نے کہا اور کسمیرہ کے کہنے پر اٹھ کھڑا ہوا۔ چہ ڈر ایک روم میں جا کر اس نے لباس بدلا اور چیر میخان کو دروازہ بند کرنے کا کہا ہوا وہ فلیٹ کی سیڑجیاں اترتا چلا گیا۔

مقوڑی دیر بعد اس کی سپورٹس کار تیزی سے رنگ اسکو اتر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ارشد چوہدری کے متعلق اُسے دراصل ایک نرینہ کام کرنے والے مخبر کی طرف سے اطلاع ملی تھی کہ وہ منشیات کی تنظیم میں مشغول ہے۔ لیکن چونکہ یہ فیملیہ عمران کا نہ تھا اور دوسری بات؛ کہ وہ اس وقت ایک انتہائی اہم مشن میں مصروف تھا اس لئے اس نے توجہ نہ دی تھی۔ لیکن اب فاضل کی وجہ سے دوبارہ یہ سسکناٹا آگیا تھا۔ ادب ارشد چوہدری کا اُسے اس طرح بلانا بھی اس کے ذرا اس بات کی دلیل تھی کہ ارشد چوہدری اس کی طرف سے نہ صرف چکا چلا ہے۔ بلکہ وہ اس سے باقاعدہ کوئی فیصلہ کن حرکت کرنا چاہا ہے۔ اس فیصلہ کن حرکت کی اس کی نظر میں دو صورتیں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ عمران سے اس کی خاموشی کے سلسلے میں معاہدہ کرتا چاہتا ہے یا دوسری صورت یہ کہ وہ اُسے رات سے ہٹانا چاہتا ہے۔ کیونکہ جو منشیات کی تنظیمات میں مشغول لوگوں کی ذہنیت سے اچھی طرح واقف

یہ لوگ کم و بیش کے مجرم ہوتے ہیں اس لئے ان کی ذہنیت اور سوچنے کا انداز بھی کم و بیش کا ہوتا ہے اس لئے اُسے زیادہ خیال اسی بات کا تھا کہ شاہد ارشد چوہدری نے رنگ اسکو ان میں اس کے خاتمے کا کوئی پلان بنا رکھا ہوگا۔ لیکن ظاہر ہے عمران جیسا شخص ایسے منصوبوں سے کہاں گھبراہٹے والا تھا۔ اس لئے وہ وہاں پہنچنے کے لئے چل پڑا تھا۔ پہلے تو اس کا خیال تھا کہ سٹور فاضل اپنے مسائل خود حل کرتا رہے گا۔ لیکن اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر ارشد چوہدری نے واقعی اس کے خاتمے کا کوئی پلان بنایا ہے تو پھر ارشد چوہدری اور اس کے ریکٹ کو اس کا پلوٹ پورا مجازہ بھگتنا پڑے گا۔

مقوڑی دیر بعد ہی اس کی کار کیفہ نشاط کے سامنے پہنچ گئی۔ عمران نے ایک طرف بے ہوئے پارکنگ میں کار روکی اور پھر اُسے لگا لگا کر کہ وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا کیفہ نشاط کے مین دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ بغاڑ وہ بے حد مطمئن نظر آ رہا تھا لیکن اس کی تیز نظریں بڑے چمکنے والے انداز میں ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔

ہی گئی ہے۔ اورل جانسن نے چونکے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ یہ بات نہیں۔ ارشد چودہری کے کانوں میں اگر ہمارے منصوبے کی ذرا سی جھلک پڑ جاتی تو یقیناً وہ یہاں سے دو چکر ہو جاتا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ وہ خود کسی چکر میں ہو۔“ کانٹاشن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ہم دیکھتے ہیں اور سنو۔“ جب تک ہم اشارہ نہ کریں اورلی آدمی حرکت میں نہ آئے۔ اورل جانسن نے اطلاع دینے والے سخت بچے میں کہا۔ اور وہ آدمی سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا۔

وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کیسے نشاط کے مین گیٹ کی طرف گئے۔

پھر بیٹھے ہی وہ دونوں برآمدے میں پہنچے، مین گیٹ سے ایک چاروں طرف تیزی سے باہر نکلا۔ اس کے منہ میں بغیر جلا گریٹ دبا ہوا تھا۔ واپس ہو گئی جانب۔ اس نے ان دونوں کے قریب ٹکرتے ہوئے کہا اور اورل جانسن نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے آئینہ نکلا۔

”اس۔۔۔ ارشد چودہری نے کسی عمران کو فون کیا ہے۔ وہ اسے اطلاع دینا چاہتا ہے اور عمران نے یہاں آنے کا وعدہ کیا ہے۔“ اورلی آدمی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران نے اس کے قریب آ کر اس کے منہ میں کہا اور واپس مڑ گیا۔ کانٹاشن نے اس کے قریب آ کر اس کے منہ میں کہا اور واپس مڑ گیا۔

”اوہ!۔۔۔ معاملات خالص گڑبڑ میں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں پہلے اس ملکات کا اظہار کرنا چاہیے۔“ کانٹاشن نے اورل جانسن سے کہا۔ بالکل کرنا پڑے گا۔ اور دوسری بات یہ کہ عمران کی موجودگی میں

کانٹاشن اور اورل جانسن کو جیسے ہی اطلاع ملی کہ ارشد چودہری رنگ اسکوٹر کے کینے نشاط میں موجود ہے۔ انہوں نے اس کے آخر کے تھے یہ موقع فوجت سمجھا کیونکہ اورنگا بارے اس کا اغوا خاصا دشوار ہو جاتا جب کہ کینے نشاط سے وہ اسے آسانی سے اڑا سکتے تھے چنانچہ انہوں نے فوراً اس کے اغوا کا پروگرام مرتب کر ڈالا اور چلنے آدھوں کو ہدایت دینے کے بعد وہ دونوں ایک ہی کار میں رنگ اسکوٹر کے کینے نشاط پہنچ گئے۔

سر۔۔۔ پیش در فائل ماکر ارشد چودہری کی نگہانی کر رہا ہے۔ ان کے کار سے نکلنے ہی قریبی ستون کی آڑ میں کھڑے ہوئے ایک فوجی نے اس کے قریب آ کر اس کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

”مادر۔ اوہ! وہ تو بے حد خطرناک شخص ہے۔ لیکن وہ کیوں نگہانی کر رہا ہے۔ کیا ارشد چودہری کو چارے منصوبے کی اطلاع

ہی نمایاں تھی۔

یہ عمران ہے۔ کائنات میں اس نے ارل جانسن کو اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ارل جانسن عمران کا نام سنتے ہی چونک پڑا۔
عمران دروازے میں کھڑوں ارل کو دیکھ رہا تھا جیسے کوئی دیہاتی آدمی زندگی میں پہلی بار کسی بڑے شے میں آیا ہو۔

بقیہ! ادھر آ جاؤ۔ ارشد چوہدری نے عمران کو دیکھتے ہی اندر سے کہا اور عمران چونک پڑا اور اس کی طرف مڑا۔

ادھ اٹکل آپ! میں بھی کہوں کہ اس چوہدری کے بیٹے میں آج کیسے اتنی رونق ہو گئی۔ عمران نے ارشد چوہدری کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور ارشد چوہدری مسکرایا۔

لو کو کیا پتہ ہو گئے؟ ارشد چوہدری نے عمران کے کرسی پر بیٹھے ہی پوچھا۔

شراب ظہور پاشے کو بھی چاہ رہا ہے۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

شراب ظہور! کیا مطلب۔ کیا یہ کوئی نیا برانڈ ہے؟ ارشد چوہدری نے جو کہتے ہوئے کہا۔

نیا۔ ارے اٹکل! یہ تو نیا کاسب ہے پرانا برانڈ ہے۔ مطلب ہے ساڑہ بانی۔ عمران نے کہا اور ارشد چوہدری کھل کھلا کر ہنس پڑا اور پھر اس نے دیکھ کر کوکا کو لالے کے لئے کہہ دیا۔

ارل تو اٹکل! وہ سستا اور وہ آدمی۔ لیکن یہ تباہوں کریں میرے جیو میٹری میں لالہ کو طالب علم رہا ہوں۔ مجھ سے سستا دینا غورث

جس سے اسے انور بھی نہیں کرنا چاہیے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے ہی پیچھے لگ جائے۔ اور اس نے ہمیں اس معاملے میں طور پر غور و فکر کرنے کے لئے کہا ہے۔ ارل جانسن نے کہا۔
چلو حالات دیکھ لیں۔ پھر کوئی اقدام کریں گے۔ کائنات نے کہا اور پھر وہ کیسے فضا طے کے آل میں داخل ہو گئے۔

ارل میں زیادہ تر میزین خالی پڑی ہوئی تھیں اور اندر داخل ہوتا ہی انہیں دروازے کے قریب ہی ایک میز پر ارشد چوہدری بیٹھا ہوا نظر آ گیا۔ وہ ایک مشروب کی چکیاں لے رہا تھا۔ لیکن اس کی حرکات تیار ہی تھیں کہ وہ کچھ بے چین رہتا ہے۔

ارل جانسنی نے کائنات کو اشارہ کیا اور وہ دونوں ارشد چوہدری کے قریب والی میز پر بیٹھ گئے۔ دیگر کو انہوں نے وہ سکی کے دو با لائے کا آرڈر دیا اور پھر ارل کے جاننے میں مصروف ہو گئے۔
ان میں موجود افراد اپنی اپنی میزوں پر بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ لیکن ان میں سے چند افراد کو انہوں نے خصوصی طور پر ارشد چوہدری کی طرف متوجہ دیکھا۔ ان میں سے ایک مارکس بھی تھا۔ زیر زمین دنیا مشہور پیشہ ور فائل۔ وہ کاؤنٹر کے قریب ایک میز پر بیٹھا چاہتے کر رہا تھا۔

دیگر نے ان دونوں کے سامنے دس کی کے جام لگا رکھ دیئے۔ ان دونوں نے اپنے اپنے جام اٹھائے۔

ابھی ان کے جام اڑھے ہی ہوئے تھے کہ اچانک دروازہ کھل گیا اور عمران اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر حادثوں کی جلوہ گری تھی۔

علیٰ ہذا تو ایک طرف رہا۔ فیثا فورٹ صحیح طرح نہ لکھا جاسکا نہ۔ اگر آپ کا سہ ماہی فیثا فورٹ جیسا ہے تو پھر — عمران کی زبان چل پڑی۔

سنو عمران! — میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔ اس کا جواب سچ سچ بتا دینا۔ یہ تمہارے اور میرے دونوں کے حق میں فائدہ مند رہے گا۔ ارشد چوہدری نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں قدرے آگے کی طرف جھکتے ہوئے سرگوشی کے سے انداز میں کہا۔

”اور تنخواہ کتنی ہوگی؟“ — عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”تنخواہ! — کیا مطلب؟“ — ارشد چوہدری چونک رہا۔

”آپ انٹرویو کرنے رہے ہیں۔ ظاہر ہے نوکری کے لئے انٹرویو دینے والوں کو تنخواہ کی نگر پتیلے ہوتی ہے۔“ عمران نے سنجیدہ سے لہجے میں کہا۔

”اوہ! — میں تمہارا اشارہ سمجھ گیا۔ تم نکر نہ کرو۔ ہو سکتے تنخواہ تمہارے اقتدار سے بھی زیادہ ہو۔“ ارشد چوہدری نے پراسرار سے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں چمک سی اجبر آئی تھی اور عمران کے لبوں پر غنیمت سی مسکراہٹ دیکھنے لگی۔

”سنو! کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ سپلائی فہرہ بارہ اور تھوڑا ڈاکے متعلق تین اطلاع اس نے دی تھیں؟“ — ارشد چوہدری نے وجہ یہ کہ انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں! — بالکل بتا سکتا ہوں۔ یہ تو بڑا آسان سا سوال ہے۔“ عمران نے یوں اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا جیسے ارشد

چوہدری کا سوال سن کر اس کے اعضاء سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔
”تو بتاؤ۔“ ارشد چوہدری نے اشتیاق سے لہجے میں کہا۔
اسی لمحے دیرینے سفید کاغذ میں پیشی ہوئی کو کا کو لکی ٹھنڈی بوسل لکھ کر عمران کے سامنے رکھ دی۔

ارشد چوہدری بڑی اشتیاق آمیز نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران نے بڑے اطمینان سے بوسل اشاکریوں آرام سے پینا شروع کر دی جیسے وہ یہاں آیا ہی کو کا کو لاپہنچے ہو۔

دل جالیں اور کاشن چونکہ ساتھ والی میز پر بیٹھے تھے اور ان کی پوری توجہ ان دونوں کی طرف ہی تھی۔ اس لئے ان کی گفتگو ان کے کانوں تک پوری طرح پہنچ رہی تھی۔

”اکمل! — گنتی آتی ہے آپ کو؟“ — عمران نے آدمی بوسل سپ کرنے کے بعد بڑے پراسرار سے لہجے میں ارشد چوہدری سے پوچھا۔ تین کے چہرے سب سے پیننی نمایاں ہونے لگی تھی۔

”گنتی! — کیا مطلب؟“ — ارشد چوہدری نے اس غلاب نوع سوال پر چونکتے ہوئے پوچھا۔

”گنتی لینا۔ ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”اوہ! — کدنگ! — ہاں۔ لیکن تم میرے سوال کا جواب دو۔“ ارشد چوہدری نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”آپ کے سوال کا جواب تو دے رہا ہوں۔ میں بارہ تک گنتے رہا ہوں۔“ — عمران نے بڑے اطمینان سے جواب دیا جیسے ارشد

معنوں میں لیتے ہیں جیسے بھلی کی سہلائی وغیرہ۔ اور کچھ اے دور
معنوں میں لیتے ہیں۔ یعنی لیز سہلائی اور جسے ہم سہلا کر کہتے
ہیں۔ عمران نے ارشد چوہدری کو یوں سمجھا شروع کر دیا جیسے
استاد کسی کلمہ ذہن بچے کو بھلتے ہیں۔

”اوہ! تو تم میرا مذاق اڑا رہے ہو“۔ ارشد چوہدری کے
پہرے کے عقلیات نیکویت سخت ہونے شروع ہو گئے۔

”اوہ! تو آپ پر مذاق کر رہے ہیں جسے اڑایا جاسکتا ہے۔
خوب۔ خدا کا نام انا مذاق۔“ عمران نے دوبارہ بول اٹھا
روکنے کہا۔

ارشد چوہدری کی آنکھوں میں اب وحشت کی چمک ہی ابھری۔ اس
کا ایک ہاتھ جو اس دوران میز کے نیچے تھا تیزی سے اوپر کو اٹھا۔ اس
کے ہاتھ میں ریلو اور ایک لمبے کو چمکا کر منہ میں ڈال دیا۔ عمران کے
ہاتھ میں کچڑی ہوتی تو بل نے بھلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور ارشد
چوہدری کے منہ سے بے اختیار چھٹ نکلی۔ تو کل ٹھیک اس کے ہاتھ
سے ٹھوکانی تھی جس میں ریلو اور تھا۔ اور ریلو کے فرش پر گر گئے۔
دھمکے سے بال میں بیٹھ کر سب افراد بڑی طرح چونک پڑے۔

اسی لمحے عمران نے اپنا دامن سائیڈ پر چمک سی ٹھوس کی اوچک
کا احساس کرتے ہی اس کا جسم لاشعور ہی طور پر پیچھے کی طرف ہٹا اور اس
کے ساتھ سی سائیڈ کی کھڑکی کا شیشہ ایک چلنے کی آواز نکال کر اڑا
گیا۔ پھر ایک وقت دو پیش بند ہوئیں اور چتر مال میں جیسے جگہ گڑ
چم گئی۔ ایک چیخ تو عمران کے سامنے موجود ارشد چوہدری کے منہ سے

نکل تھی جو چیخا ہوا ایک دھمکے سے پہلو کے بل فرش پر گر پڑا۔ اور
دوسری چیخ اس نے اس سائیڈ سے نشی جبر سے اس نے گولی کی
جگہ ٹھوس کی تھی۔ اور اسی لمحے عمران نے چارنگ لگا لی اور وہ دروازے
کے ساتھ پڑے ہونے سینٹ کے بڑے سے گلے کی آڑ میں ریگ گیا۔
یہ کہ بال میں اب مختلف سائیڈوں سے گولیاں چلنے لگی تھیں۔ یوں لگتا
تھا جیسے کینے کا بال میدان کارزار میں لگا ہو کئی چھین بند ہو تیں۔ مگر
دوسرے لمحے ایک گرجا آواز سنائی دی۔

”خبردار! پولیس۔“ سب ہاتھ اٹھائیں۔ یہ آواز سوزنا
کی تھی۔ اور پھر کیفٹن ظامیں دس بارہ منٹ سا مٹی بھرتے چلے گئے۔
کینے میں بیٹھے ہوئے بہت سے افراد ہبے ہوئے انداز میں اب
ستوں۔ بڑے کمروں اور میزوں کے نیچے سے نکل رہے تھے۔
عمران بھی گلے کی آڑ سے باہر آگیا۔ اس کی نظر میں ایک میز کے
نیچے سے برآمد ہونے والے ٹائیگر پرشیں۔ بال میں اس وقت چارائیں
پڑی ہوئی تھیں ایک ارشد چوہدری کی۔ ایک سخت گیر جسے والے
آڑی کی جس کے متعلق عمران کا اندازہ تھا کہ اس نے عمران پر فخر کیا تھا
اور دوا لاشیں غنڈہ ٹاپ دو اور افراد کی تھیں۔

”یکساں ہر ماہے عمران؟“ فیاض نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے
سخت لہجے میں کہا۔

”کاوٹنگ۔“ لینی گئی۔ ابھی تک تو صرف چارنگ ہوئی ہے
ارشد چوہدری کہہ رہا تھا کہ بارہ تک ہوئی چاہیے۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔

• لیکن یہ چکر کیسے ہے۔ سو پر فیاض نے اُلجھے ہوئے ہلے میں پوچھا۔

• چکر میں بیٹا ہوں۔ ڈیڑی کو تفصیلی پریسٹ دے دینا، ترقی ہو جائے گی۔ ارشد چوہدری نے مجھے یہاں بلایا تاکہ معلوم کر سکے کہ سو پر فیاض وہاں کیا کرنے آتا تھا۔ اور انکے پھر شہادے کی کون تہ فراز کی تلاشی لینے پر اصرار کیا تھا۔ جب میں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم تو وہاں نے مجھے گولی ماری جا رہی۔ مگر میں نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی برکت۔ عمران نے باقاعدہ تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

• تم اسے چھوڑو۔ وہ مجھے معلوم ہے۔ میں ہاتھ روم کے شیشے دیکھ رہا تھا۔ سو پر فیاض نے کہا۔
• اچھا۔ تو تمہیں ہاتھ روم کی حاجت ہو گئی تھی۔ واہ! بڑے بہادر ہو تم۔ عمران نے کہا۔

• سر! لوگ جاننے کی اجازت چاہتے ہیں۔ ایک سب سے پہلے نے سو پر فیاض کے قریب آتے ہوئے کہا۔

• آن کی تلاشی لو۔ ان میں سے کوئی بغیر بیان دیتے باہر نہیں جاسکتا۔ اور سناؤ اچھے کو نوٹن کیا ہے۔ سو پر فیاض نے تسکناہ لہجے میں کہا۔

• جانے دو سو پر! ان پھاروں کا کیا قصور۔ یہ تو سب چلتے پیٹے آتے تھے۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

• کیا مطلب۔ ہاتھ روم کے واسطے تو انہی میں سے ہیں۔ ان کے پاس رول اور نوٹن گئے۔ سو پر فیاض نے چونکے ہوئے کہا۔

• مرنے والوں نے ایک دوسرے پر فائر کیا اور مر گئے۔ اور سو پر فیاض یہ مسئلہ صرف چند لوگوں کی گرفتاری نہیں ہے۔ اس کی جڑیں گہری ہیں۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سو پر فیاض نے جہلمے خاموش رہنے کے بعد سر ہلادیا۔

• ٹھیک ہے۔ سب کو جانے دو۔ سو پر فیاض نے سب انکسز سے مخاطب ہو کر کہا اور چہرہ لاشوں کی طرف بڑھ گیا۔

• سب انکسز کے اعلان کرتے ہی کیفے میں موجود افراد تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑنے لگے۔ چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر

• عمران کے قریب سے گزرا۔ ارشد چوہدری کو جس نے گولی ماری ہے اس کا تعاقب کرو۔

• عمران نے سرگوشی کے ساتھ انداز میں کہا اور ٹائیگر سر ہلانا ہوا پزیرنی گیٹ سے باہر نکل گیا۔

• اور! یہ تو مار کب سے مشہور پیشہ و قاتل۔ سو پر فیاض نے اس آدمی کی لکاش کو سیدھا کرتے ہوئے چوک کر کہا جس کے مشتق

• عمران کا آٹھیا تھا کہ ارشد چوہدری کا دوار عالی جانے کے بعد اس نے عمران پر گولی چلائی تھی۔

• پیشہ و قاتل یا مقتول۔ یاد! کبھی تو گزرتے پڑھ لیا کرو۔ مرنے کے بعد خود بھی یہ قاتل ہے۔ عمران نے اس کے قریب جانے ہوئے مسئلہ کو کہا۔

• ارل جانسن اور کانٹائن بھی اجازت دیتے ہی تیزی سے بیرونی گیٹ سے باہر نکلے۔ انہوں نے میز کے نیچے گھس کر اپنی جانیں بچا لی

یقین لیکن جو کچھ ہوا تھا وہ ان کی توقع کے برعکس ہوا تھا۔

اب کیا حکم ہے جناب؟ ان کے باہر نکلتے ہی ایک نوجوان نے ان کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

سب لوگ وہاں جا تین فوراً فی الحال مشن ملتوی۔ ارل جاہل نے سخت ہنسنے میں کہا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

جس نے ارشد چوہدری کو گولی ماری ہے۔ تم اسے جانتے ہو؟ کانٹنٹن نے کار میں بیٹھ کر اسے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

ہاں! وہ پیش ہے۔ میں نے اسے پہچان لیا ہے۔ جانسن کا پالتو غنڈہ ہے۔ وہ بچہ کر نکلیں گیا ہے۔ ارل جانسن نے کہا۔

میرا خیال ہے کہ یہ سب ایک منظم منصوبے کے تحت ہوا ہے۔ ارشد چوہدری، عمران کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ اور اس نے اپنی امداد کے لئے مارکر کورساتھ دکھا ہوا تھا کہ اگر وہ ناکام ہو جائے تو مارکر اسے قتل کر دے۔

ادھر میٹر ارشد چوہدری کے قتل سے لے آیا ہوا تھا چنانچہ جیسے ہی عمران پر ارشد چوہدری کا وارنچا ہوا، مارکر اسے گولی چلا دی۔

لیکن عمران بچ گیا۔ اسی لمحے کسی نے مارکر پر بھی ناکر دیا۔ ارشد چوہدری پر گولی چلا دی۔ البتہ وہ دو آدمی خوارخوار جھانکے

کے بچر میں مارے گئے۔ کانٹنٹن نے کہا۔

لیکن مارکر کوس نے گولی ماری تھی۔ اس کا پتہ نہیں چل سکا۔ ارل جانسن نے کہا۔

اے!۔۔۔ وہ چیک نہیں ہو سکا۔ دلے وہ یقیناً عمران کا کوئی ساتھی ہوگا۔ کانٹنٹن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

میرے خیال میں اب جاہل مارگرٹ پیش ہونا چاہیے۔ ارشد چوہدری تو لیا اچھے۔ ارل جانسن نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

جبکہ میرا خیال ہے کہ میں اپنا کام کرنے کا انداز بدلنا چاہیے۔ پیش کو اغوا کرنے کی بجائے اس کی نگرانی کرنی چاہیے۔ کیونکہ پیش ایک عام غنڈہ

ہے اسے یقیناً اندرونی حالات معلوم نہیں ہوں گے۔ البتہ وہ اپنی مارکر لگی کی رپورٹ مشورہ کی کو دے گا۔ اس طرح ہم اہل آدمی کو تلاش کر سکتے ہیں۔ کانٹنٹن نے کہا۔

تھوڑے دیر کی گزرتی بہت اچھا آئیڈیا ہے۔ میں ابھی ہدایات دیتا ہوں۔ ارل جانسن نے کہا اور اس نے سب سے ایک چوٹا سا ٹرانسپیر

نکال کر اس پر نوکری سیٹ کی اور چھ ایک بیٹی دبا تے ہی ٹرانسپیر سے لکھی سیٹی کی آواز نکلتی گئی۔

میں۔۔۔ رچ۔ کیوون اسٹریٹنگ۔ اور۔۔۔ ہندوؤں بعد ایک آواز ٹرانسپیر سے نکلی۔

ارل جانسن ہانگ۔ جانسن مار کے پیش کی کل نگرانی کراؤ۔ وہ کوئی

نکال کر میرا اس سے کوئی ملے۔ سب کی نگہانی کرنی چاہیے۔ ہر لحاظ سے کل نگرانی سمجھ گئے۔ اور۔۔۔ ارل جانسن نے تھکانے سے

میں کہا۔

میں سر۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ارل جانسن نے

اور اینڈرل کہہ کر ٹرانسپیر بند کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے

آئندہ نکالیں تھے۔

زمانی باتو۔ جو کہیں میں نے انکے شاہ سے لے کر تہیں ٹرانسفر
 ہوتا اس کی رپورٹ پوچھ رہا ہوں۔ اور سنا۔ مجھے یہ بھی اطلاع
 تھی جسے کہ تم عمران کے فیلڈ گئے۔ وہاں کے مکمل کر تم نے
 بند کیا ہی دفتر کے منگوائے اور کیفے نشاٹ کی نگرانی شروع کر دی۔
 وہاں بھی وہاں پہنچا۔ اور پھر وہاں زبردست نازنگاہ ہوئی۔ چار
 افراد قتل ہو گئے جن میں ارشد چوہدری بھی شامل ہے۔ ارشد چوہدری
 لاش آدمی ہے اس کا اثر و رسوخ حکومتی سطح پر بہت ہے۔ اس نے
 اس کا قتل کیا اس میں ہے۔ سر رحمان نے خود ہی تفصیل بتائی
 اور فیاض ہونٹ کاٹنے لگا۔ سر رحمان کی بات سے صاف ظاہر ہوتا کہ
 سر رحمان اس کی جی نگرانی کر رہے ہیں۔ ورنہ انہیں ان باتوں کا کیسے
 علم ہو گیا۔

سر۔ یہ نشانیات کا بہت بڑا چکر ہے۔ بین الاقوامی چکر۔
 ارشد چوہدری بھی اس میں غوث ہے۔ ارشد چوہدری نے عمران
 کو کیفے نشاٹ میں بلایا کہ وہ اسے ایک اہم اطلاع دینا چاہتا ہے۔ عمران
 نے تجھے بلایا اور کہا کہ وہ خطہ محسوس کر رہا ہے۔ جس پر میں نے وعدہ
 کیا کہ اگر وہ اطلاع مجھے دے دے تو میں اس کی حفاظت کروں گا۔
 چنانچہ میں اسے بلایا۔ وہاں پہلے ارشد چوہدری نے
 عمران پر نازنگاہ کیا۔ لیکن عمران نے اس کے ہاتھ پر قبضہ کر لیا
 مانی کر لیا۔ اس پر ایک پیشہ ور قاتل مار کر اسے عمران پر نازنگاہ
 لیکن عمران نے گلاں اور مار کر ارشد چوہدری و دونوں کو گولی مار دی گئی دو
 لاشوں کو بھی اس نازنگاہ کی بویں مار کر ہلاک ہو گئے۔ میں نے تحقیقات

سو پور فیاض نے سر پر کھی جوتی پی کیپ درست کی اور پھر
 پردہ اٹھا کر وہ سر رحمان کے کمرے میں داخل ہو گیا۔
 "میں سر۔ سو پور فیاض نے میز کے قریب پہنچ کر ہاتھ بٹھا دیے
 ہیں میں کہا۔
 "بٹھو۔" سر رحمان نے ملشہ رکھی جوتی نائل سے سراٹھاتے
 ہوئے تخت پر لیجے میں کہا اور فیاض ساٹھ رکھی جوتی کرسی پر بیٹھا ہو گیا۔
 ایک سالگیا۔
 "ابھی خود ہی دیر پہلے ہی سو پور فیاض دفتر پہنچا تھا کہ آتے ہی سر رحمان
 کا بلاوا آیا تھا۔
 "کیا رپورٹ ہے؟" سر رحمان نے ہاتھ لیجے میں پوچھا۔
 "رپورٹ؟" جناب ابھی میں نے رپورٹ سرتب نہیں کی۔ یہ
 ابھی دفتر پہنچا ہوں۔" فیاض نے بوجھلہ سمجھتے ہوئے لیجے میں کہا۔

اور تیز قدم اٹھاتا سر رحمان کے کمر سے نکل کر اپنے دفتر آ گیا۔

اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ سر رحمان نے اُسے حوالہ کوڑے کے لئے خود ہی کہہ دیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اُسے خوشی تھی کہ اسے وہ ٹوٹی سے اپنی پہلے والی بے عزتی کا بھروسہ پر انتہام بھی نہ کئے۔ سر میں حاضر ہو سکے ہوں۔ ایک دروازے پر ایک آواز آئی وہی آواز سو پر فیاض جو آنکھیں بند کئے بیٹھا سوچ رہا تھا کہ چونکہ پڑا۔

”اوہ بشر تم آؤ۔“ فیاض نے دروازے پر کھڑے ایک لباس میں ملبوس اوجیز عمر آدمی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور وہ آہستہ آہستہ اٹھاتا اس کے سامنے کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

فیاض کے چہرے پر ایشیہ کو دیکھ کر خوشی کی بجائے غلاف تو نرمی کے آثار اُبھر آئے تھے۔ کیونکہ بشر ایک بہت اچھا بھلا تھا۔

”سرا۔ میں ایک اہم اطلاع دینے حاضر ہوا ہوں۔“ اوجیز نے سرگوشیاں بچے میں کہا۔

”اطلاع! کیسی اطلاع؟“ وہ سو پر فیاض نے چونک کر پوچھا۔

”سرا۔ وہ آدمی جسے مرگ پر قتل کیا گیا تھا وہ ایک ایسے شخص پر ملتا جو پرزین دنیا میں ایک مشکوک شخص ہے۔“ بشر نے آواز دیا۔ ”تم لاگ بین کی بات کر رہے ہو۔“ وہی مرگ پر قتل تھا۔ فیاض نے اسے جھٹکے ہوئے کہا۔

”میں سرا۔ میں نے خفیہ تحقیقات کیں تو مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ بلی سے ملتا تھا۔ جو امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار کرتا ہے۔ لیکن میں نے اسے اکثر مشکوک افراد سے ملتے رہتے ہیں۔ اور شاید اسی سے ملے۔“ پھر سے لاگ بین اور اس کے ساتھیوں کو قتل کیا گیا ہے۔ میں نے سوچا کہ ڈبی کی شگوائی کر دے۔ لیکن ڈبی بے حد بار بار آدی ہے اس لئے آپ کی اجازت منوروی تھی۔“ بشر نے کہا۔

”ڈبی! تم اس ڈبی کی بات کر رہے ہو جس کا دفتر ایکٹوٹو ہے۔“ فیاض نے کہا۔

”میں سرا۔ وہی سرا۔“ بشر نے جواب دیا۔

”میرے خیال میں تمہاری عقل پر اب چرنی چڑھنا شروع ہو گئی ہے۔“ اوجیز آدمی! ڈبی مشکوک آدمی نہیں ہے بلکہ ہمارا اس آدمی سے۔“ جھجھکتے فیاض نے انتہائی سخت لہجے میں

ہا۔ اس کی تیریاں چڑھنا شروع ہو گئی تھیں اور لکیر کو دیکھ کر اس نے چہرے پر جو نرمی آئی تھی وہ اب غائب ہونا شروع ہو گئی تھی۔

”اوہ سرا۔ آپ کا خاص آدمی۔“ سرا وہ تو پرزین دنیا میں مالا مال آدمی اور مشکوک آدمی ہے۔“ بشر نے چونکے ہوئے کہا۔

”منوروی آدمی! میں مشکوک سے تمہیں خبری کا اچھا معاوضہ اس لئے نہیں دلاؤ گا۔ تم اسے ہی آدمیوں کی خبری شروع کر دو گے۔“ اوجیز فیاض نے سخت سے پھینکتے ہوئے کہا۔ اور بشر کو کھلا کر اٹھا اور تیز تیز

نہ اٹھا کر اسے باہر نکل گیا۔ اس کے چہرے پر ایسے آثار نمایاں تھے جیسے وہ فیاض کی نمائندگی پر خاصا سہم گیا ہو۔ اور اس کی یہ حالت

تھی جی درست۔ کیونکہ وہ ابھی طرح جانا تھا کہ فیاض کی وجہ سے ہی باقی خبروں سے دوگنا جگہ بعض اوقات میں گنا معاذ اللہ وصول کر لیتا ہے۔
 'اچھی نا بھار۔ جس سے گذرا ہو رہا ہے۔ اسی کی گرہوں باز۔
 کا مشورہ دے رہا ہے۔ فیاض نے غصیلے انداز میں بڑھا دیا۔
 کہا لہر چل اس نے میز پر رہا ہو اٹھیں تو اٹھایا اور بغیر ڈال کر تشریف لے گیا۔
 'لیس۔ سپورٹ ایجیکٹورٹ کارپوریشن۔' ڈاکٹر قائم ہوئے ہی
 طرف سے آواز سنائی دی۔
 سپرنٹنڈنٹ فیاض بول رہا ہوں۔ مشرفی سے بات کر آؤ۔
 فیاض نے سخت لہجے میں کہا۔

اورہ سوری سرا۔ وہ اس وقت دفتر میں موجود نہیں ہیں۔
 دوسری طرف سے موبائل پر لہجے میں جواب دیا گیا۔

اچھی آدھی!۔ وہ جہاں بھی ہے اسے لکاش کرو۔ اور یہ
 کہو کہ وہ فوراً مجھے فون کرے۔ ورنہ اس کے آجوں میں کسی بھی لمحے جھگڑا
 پڑ سکتی ہیں۔ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

بہتر سرا۔ ٹھیک ہے سرا۔ پی۔ اے نے گھبراتے ہوئے
 میں جواب دیا اور فیاض نے ایک جھلکے سے سیور رکھ دیا۔ سیور رکھ
 فیاض نے چپڑاسی کو بلانے کے لئے گھنٹی بجائی۔

لیس سرا۔ وہ دوازے میں سے چپڑاسی نے جھانکتے ہوئے موتا
 لہجے میں کہا۔

انسپیکٹر خالد کو بلاؤ۔ فیاض نے سہارا کھانے والے لہجے
 کہا اور چپڑاسی اس کا موڑ دیکھتے ہی فوراً غائب ہو گیا۔

پندرہوں بعد ایک بڑی بڑی مونیخوں اور قومی الجھن فوجوان اندر داخل
 و اس کے چہرے سے ہی سخت گیری عیاں تھی۔

کیا حکم ہے جناب۔ انسپکٹر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے
 راج کا جن چراغ رنگڑنے والے سے پوچھتا ہے۔

اور کیا باد کے منیر ٹوٹی کو بلاتے ہو۔ انسپکٹر نے کہا۔
 'لیس سرا۔ اچھی طرح بانٹا ہوں۔' ڈاکٹر آدمی سے کسی کو گھاس

ی نہیں ڈالتا۔ پرسوں میں اپنے دوستوں کے ساتھ وہاں گیا تو اس نے
 بیٹ دینے سے ہی انکار کر دیا۔ میں نے آپ کا نام لیا۔ اپنا تعارف

دیا لیکن اس نے گھاس ہی نہیں ڈالی۔ انسپکٹر خالد نے شکایت
 رکھتے ہوئے کہا۔

اچھا۔ اس کی یہ جرات۔ منو اس پاسی لے کر جاتو اور اُسے
 ہر کہو یہاں حید کو کارٹے آؤ۔ میلدی۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔ چہرے میں

بیٹا جوں کہ وہ میرا نام سن کر کہیں گھاس کیسے نہیں ڈالتا۔ فیاض
 نے ٹرے ناغرا لہجے میں کہا۔ اب ظاہر ہے وہ اپنی بات تو انسپکٹر کو د

بات کا تھا کہ اس نے یہی سکون اس کے ساتھ بھی کیا ہے۔
 'لیس سرا۔' مگر وہ گرفتاری کا وارنٹ۔ انسپکٹر خالد نے

لہجے سے کہا۔
 وارنٹ اس کی تمہاری عقل ان مونیخوں نے تو نہیں کھالی اچھی آدمی۔

وارنٹ کو عدالت سے ملے ہیں۔ اور عدالت تک اسے پہنچانے کے
 لئے تو تم اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں۔ بس تم اسے اٹھا لاؤ۔

فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

بچے میں کہا۔

”اوه! آپ کو پہلے کبھی انکار کیا ہے۔ لیکن یہ تو بہت بڑی رقم ہے۔ بہر حال بندوبست کروں گا۔ لیکن واپسی کا بندوبست ذرا غریبی ہونا چاہیے۔ اور ہاں! وہ آپ کے دوست ہیں غلام صاحب ان کا کیا حال ہے۔ سنا ہے کہ کیسے نشاط میں ان پر نازنگ کی گئی تھی۔ ڈربئی نے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا۔؟ فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔
”جیسے آپ کے مخبر ہیں۔ ایسے ہی ہم لوگوں نے جن اپنے بچاؤ کے لئے کچھ نہ کچھ بندوبست کر رکھا ہوتا ہے۔“ ڈربئی نے جواب دیا۔
”ہاں! لیکن نازنگہ کرنے والے خود ہی ہلکا ہو گئے۔“ فیاض نے جواب دیا۔

”فیاض صاحب! اگر آپ رقم میں کچھ رعایت کر دیں تو آپ کو ایک اہم اطلاع دوں۔“ ڈربئی نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔
”اطلاع! کیسی اطلاع۔؟“ فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
”پہلے آپ وعدہ کریں کہ رقم میں رعایت ہوگی۔“ ڈربئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم سناؤ تو سہی۔ ہو سکتا ہے کہ میں کسی اور جگہ سے بندوبست کر لوں اور تمہیں شکایت نہ دوں۔“ گھر شرط یہی ہے کہ اطلاع فائدہ مند ہو۔
فیاض کے جواب دیا، بس نے جہاں بوجھ کر یہ فقرہ کہا تھا کیونکہ بہر حال وہ مجرموں کی اتنی نفسیات تو جانتا تھا کہ وہ رقم کے لالچ میں بہت کچھ بنا سکتے ہیں۔ اور رقم کا کیا ہے ایسے مجرم تو گھر سے کی پھیلیاں ہوتی ہیں۔ بعد میں

”اوه شک ہے سر۔ میں سمجھ گیا۔“ انسپکٹر خالد نے کہاں سلام کر کے وہ تیزی سے واپس مڑ گیا۔
اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور فیاض چونک کر سرور اٹھا۔
”سو پر فیاض سپیکنگ فرام ٹیلیفون جو رد۔“ فیاض نے بڑے تشکلاتہ لہجے میں کہا۔

”ڈربئی بول رہا ہوں فیاض صاحب!۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ مجھے باؤنڈ ہوتے ہیں۔ حکم۔ دوسری طرف سے ایک بے شکوکہ آواز سنائی دی۔

”ڈربئی!۔ اب تم مشکوک ہوتے جا رہے ہو۔ ابھی مجھے ایک بڑے اطلاع دی ہے کہ لاگابین اُداس کے ساتھیوں کے قتل کا تمہارا ہاتھ ہے۔ کیا خیال ہے۔“ جیسویں اپنے آدمیوں کو۔ بڑے نے بڑا سامنا بناتے ہوئے کہا۔

”لاگابین اُداس کے ساتھی۔ اور قتل۔ اسے فیاض صاحب کیوں ملازم کر رہے ہیں۔ میں نے تو زندگی میں کبھی چڑا کے نیچے کرم قتل نہیں کیا۔ آدمی کہاں سے مارو گا۔ میں تو سیدھا سادہ کاٹا آدمی ہوں۔ ویسے آپ کا خاتم ہوں۔“ ڈربئی نے خنجر لہجے میں کہا۔
”دیکھو! اپنے آپ کو سنبھال لو۔ حالات بہت خراب ہیں۔ سنو!۔ مجھے ایک ضروری کام کے لئے کچھ فالو ور کم کی ضرورت ہے۔ بنا نہیں۔ صرف پچاس ہزار۔ کیا خیال ہے ہو سکتا ہے بندوبست نہیں لانا دی جائے گی۔ اوجھار لینا چاہتا ہوں۔“ فیاض نے قد سے

بھی وصول کی جاسکتی ہیں۔

تو سنیے فیاض صاحب! ارشد چودھری جس نے عمران پر غر
کیا اور اس کا ساتھی مذکور دراصل ایک بین الاقوامی تنظیم کی جو کہ رکن تھے
ٹواہر افانیا کی طرح کی تنظیم ہے اور پورے یورپ اور انگریزیا میں اس نے
مانیا کے مقابلے میں اپنی شاخیں چھلار رکھی ہیں۔ وہ منشیات کا دھند
کرتے ہیں اور انہوں نے منشیات میں ایک جدید ترین ایجاد کی ہے جسے
ٹریپے کا تر کہا جاتا ہے۔ کوڈورڈز میں اسے ٹی۔ ایف بھی کہتے ہیں۔
ٹی۔ ایف کی سپلائی سے مانیا کا پلہ کمزور ہو رہا ہے۔ اور پھر یہی
کہ ٹی۔ ایف کی لیبارٹری میٹین پاکیشین میں قائم کی گئی ہے۔ لانگ میں اور
اس کے ساتھی اسی ٹی۔ ایف کا فارمولا حاصل کرنا چاہتے تھے۔ وہ
مانیا کے آدمی تھے چنانچہ ڈاہر نے انہیں قتل کر دیا۔ پھر چونکہ عمران
اور آپ اور بیگا باریں تھے اور ارشد چودھری سے ملے۔ اس سے اثر متاثر
مشوک ہو گئی چنانچہ انہوں نے ایک پلاننگ کی کہ ارشد چودھری کے اختیار
عمران کو مروادیا جائے۔ اور بعد میں ارشد چودھری کو بھی ختم کر دیا جائے
کیونکہ ارشد چودھری نظر میں آچکا تھا۔ لیکن عمران تو بڑی گلی اللہ ارشد
چودھری اور مذکور ہوا شائد ارشد چودھری کے قتل پر مامور تھا، مارے گئے
ڈرہی نے انتہائی تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
لیکن تمہیں یہ سب معلومات اتنی تفصیل سے کیسے مل گئیں؟
فیاض نے حیرت جیسے لہجے میں کہا۔

میں نے پہلے بتایا ہے کہ ہم نے بھی اپنے بھائی کے لئے بندوبست کر
رکھا ہے۔ زیر زمین دنیا کے واقعات سے واقف رہنا ہی جاری زندگی

ہے۔ بہر حال یہ اطلاع کیسی رسی۔ ڈرہی نے کہا۔

تم نے بہت اچھی اطلاع دی ہے۔ لیکن سنو! مجھے یہ
بھی اطلاع ملی ہے کہ مرنے سے پہلے لانگ میں نے تم سے ملاقات کی تھی
وہ تم سے کیوں ملا تھا؟ فیاض نے کہا۔

اوہ! آپ کو یہ اطلاع مل گئی۔ آپ واقعی بے حد کامیاب
افسر ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ لانگ میں مانیا کا نامندہ بن کر میرے
پاس آیا تھا۔ اس نے مجھے مانیا کی طرف سے آفرینے کی کوشش کی تھی
کہ اگر میں ٹی۔ ایف کا فارمولا حاصل کر کے انہیں دوں۔ یا اس کام میں
ان کی مدد کروں تو وہ مجھے لمبی رقم دلا دیں گے۔ لیکن میں نے مذمت
کر لی۔ کیونکہ میں ایک چھوٹا سا مجرم ہوں۔ میرے پاس وسائل ہیں اور
مذاہف دل گروہ کا میں بڑی غلطیوں کے پھر میں جیتوں۔ اس لئے میں
میں اُسے صاف جواب دے دیا۔ ڈرہی نے کہا۔

تم نے اچھا کیا۔ بہر حال تمہارا شکریہ! اب میں خود اس
ڈاہر کو دیکھ لوں گا۔ فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لیکن ایک بات کا خیال رکھیں کہ میرا نام کسی قیمت پر بھی درمیان میں
نہ آئے۔ ورنہ یہ خوفناک تنظیمیں مجھے چوٹی کی طرح پھل دیں گی۔
آپ کی بات اور ہے۔ آپ سہاوی افسر ہیں۔ آپ پر راجہ ڈالنے
ہوئے وہ ہزاروں زبیر سوچیں گے۔ مگر مجھے تو انہوں نے ایک سیکند
میں ہلاک کر دینا ہے۔ ڈرہی نے سمجھ ہوئے لہجے میں کہا۔

تم بے فکر ہو۔ تمہارا نام کسی صورت میں بھی سامنے نہیں آئے گا۔
اللہ اگر تم میری مزید مدد کرو۔ تو میں تمہیں بالآخر رقم بھی چھوڑ سکتا ہوں۔

کہ مجھے دیکھو تو ایسی اطلاعات مہیا کر کے رہنا۔ فیاض نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب!۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن پلینر۔ عمران کے سامنے بھی یہ سنا نام آئے۔ وہ چیخوٹوگ آدمی ہے۔ ایسا نہ کہہ کر مجھے وہ پتہ ہے۔" ڈربی نے کہا۔

"ایک بار کہہ دیجئے کہ بے فکر رہو۔" فیاض نے اس بار سخت ہلچل میں کہا۔

"اچھا جناب!۔ اب اجازت۔" دوسری طرف سے ڈربی نے مٹھن بچے میں کہا اور فیاض نے اور کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ مسرت سے شرم ہورہا تھا۔ اسے ایک اہم ترین کیلو مل گیا تھا۔ ایسا کیلو جس کے ذریعے وہ ایک بہت بڑی تنظیم پر ہاتھ ڈال سکتا تھا۔

"میں انڈیا آسکتا ہوں جناب۔" اچانک اس پکٹر خاندان کی آواز دروازے سے سنائی دی اور فیاض چونک پڑا۔

"اوہ!۔ تم آگئے۔ آئے ٹوٹی کو۔" فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب!۔ وہم بول سے غائب ہے۔ اس کی رائٹ گاہ بھی خالی پڑی ہے اور کسی کو اس کے بارے میں علم نہیں ہے۔ میں نے اسے بہت تلاش کیا لیکن وہ نہیں مل سکا۔" الیکٹر خاندان کے ڈیپٹی بچے میں کہا۔

"تمہارے شکے جو۔ بس سوچیں پالنے میں لگے رہتے ہو۔ دن جو رات۔" فیاض نے انتہائی عطیے بچے میں کہا اور الیکٹر خاندان کے

جو کہنے والیں چلا گیا۔

اب فیاض بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس کیلو سے کس طرح فائدہ اٹھائے۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ ٹوٹی کے ذریعے وہ آگے بڑھ سکتا ہے۔ لیکن اب کیا کرے۔ کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی اور وہ اسے اہم کیلو کو ضائع بھی نہ کرنا چاہتا تھا۔

سوچ سوچ کر آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اس مسئلے میں عمران سے مدد لی جائے۔ اب چونکہ سرجمان نے بھی اسے عمران سے مدد لینے کی اجازت دے دی تھی اس لئے اب اسے کوئی خطرہ نہ تھا۔ اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"ہیلو!۔ کس کی زبان میں کھلی اچھی ہے۔" رابطہ قائم ہونے ہی دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"فیاض بول رہا ہوں میرے پاس!۔ تمہارے ایک اہم اطلاع ہے۔" فیاض نے بچے کو سنجیدہ اور ابد قادر بنا کر ہوئے کہا۔

"کیا ہوا۔" کیا جیسی کو طلاق دے دی ہے۔ لیکن ہا۔ یہ تو برا نظم ہے اور ظلم اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ اب تم کیلیم کی بجائے صابن کی گولی کھا لو تو اس میں اس بے چاری کا کیا قصور۔ اب اس بے چاری نے سنا دی ہے۔ پیچھے تمہارا دماغی معائنہ تو یہ کر رہا تھا۔" عمران کی زبان فیاض کی طرح چل پڑی۔

"بھجواس مست کرو۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ ارشد چوہدری نے تمہیں گولی کیوں مارنا چاہی تھی اور چھ ارشد چوہدری کو کیوں قتل کیا گیا ہے۔" فیاض نے اکرے ہوئے بچے میں کہا۔

”اچھا! یہ تو واقعی انتہائی اہم انکشاف ہے۔ کسی یونیورسٹی کو
 جھوٹا دے۔ وہ یقیناً تمہیں ڈاکٹر کیٹ کی ڈگری دے دیں گے۔“ عمران
 نے لاپرواہ سے لہجے میں جواب دیا۔
 ”تم اپنی جگہ اس سے باز نہیں آؤ گے۔ یہ ملک میں لاکھوں نامی تنظیم کا
 چکر ہے۔ مافیا کی محکمہ تنظیم۔ میں نے سوچا کہ تمہیں بھی تادوں۔
 آخر تم میرے دوست ہو۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ یہ ایک سرکاری راز ہے۔“
 فیاض آواز بڑا دھم دھم کیا۔
 ”مافیا کی فکر۔ اچھا! تم میرے خیال میں میں ڈیڑی سے کہوں
 کہ تمہیں چند روز کے لئے شفا خانہ ذہنی امراض کی میرا جھوٹا دے۔“ عمران
 نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”تم مذاق سمجھ رہے ہو۔ تمہاری مرضی۔ میں خود ہی اس تنظیم کو تلاش
 کروں گا۔“ چھر مچھ نہ کہنا۔ فیاض نے کہا۔
 ”بالکل نہیں کہوں گا۔ یہ ٹھیکر ٹاپ کے نام والی تنظیم مجھے پسند نہیں
 اب کون بندھوں کی طرح سرگرم پھرے۔“ عمران نے کہا۔
 ”ٹھیکر نہیں۔ اس کا نام ڈاکٹر ہے۔ منشیات میں ملوث بین الاقوامی
 تنظیم ہے۔ اور اس نے ٹریچ فائر کی سیس بارڈی پاکستان میں ہی کھول
 رکھی ہے۔“ فیاض نے حوش میں آکر تنظیم کا نام اگل دیا۔
 ”ٹریچ فائر۔ اسے محض فائر تو ہوتا ہے۔ یہ ٹریچ فائر کیا ہوا؟
 کیا نئی ڈکشنری لکھتی شروع کر دی ہے؟“ وہ دوسری طرف سے
 عمران کی آواز مضحکہ اڑانے والی تھی۔
 ”تم دعویٰ تو کرتے ہو کہ اسٹوڈیو یونیورسٹی میں پڑھنے کا۔ اور ٹریچ فائر

ہا مطلب بھی نہیں جانتے۔ مجھے تمہاری ڈگریاں چب کرانی پڑیں گی۔
 آج مجھے خیال آ رہا ہے کہ یہ یقیناً جعلی ہوں گی۔ ٹریچ فائر اس فائر کو
 کہتے ہیں جو کسی کو کاشن دینے کے لئے آسمان پر کیا جاتا ہے اور تارے
 کی طرح چمکتا ہے۔“ فیاض نے استادوں کی طرح باقاعدہ تشریح
 کرتے ہوئے کہا۔
 ”اچھا اچھا! تو اب تم ستارہ بن کر آسمان پر چمکانا چاہتے ہو۔ یہاں
 ڈی میں چلے جاؤ۔ بغیر آسمان پر گئے ستارہ بن جاؤ گے۔ لیکن
 یہ لید ٹری کا کیا مطلب۔ کیا اب مجرموں نے آرڈیننس نیکویری کھول لی
 ہے۔“ عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔
 ”ٹریچ فائر منشیات کی ایک جدید قسم کا نام ہے۔ اصل فائر نہیں۔
 عرف عام میں اسے ڈی۔ ایف کہتے ہیں۔ اور ارشد چوہدری ڈاکٹر کا کن تھا
 اور اورنگ آباد سے باہر نکل کر قتل ہونے والے مافیا کے ایجنٹ تھے۔ اس
 نے انہیں قتل کر دیا گیا۔“ فیاض نے معلومات کا پورا پورا فائدہ اٹھاتے
 ہوئے کہا۔
 ”جی جی کمال ہے۔ گھر بیٹھے بیٹھے اب سواری دفتر بیٹھے بیٹھے
 سارا کس عمل کر لیا تم نے۔ واہ! اسے کہتے ہیں کارکردگی۔ ٹویڈی
 کو رپورٹ لکھ کر دے دو۔ تمہیں محسن کارکردگی تو مل ہی جائے گا۔“
 عمران نے کہا۔
 ”اور ثبوت کہاں سے لاؤں گا۔“ فیاض نے پہلی بار رو دینے
 والے لہجے میں کہا۔
 ”اے! یہ بات سوچنے کی ہے۔ ایسا کر کہ دو چار عادی نشہ باز

کی پاکیزگی میں قائم رہا۔ بادشاہ نے اسے چورنگا دیا تھا اور وہ سورج
کو اگر واقعی فیاض کی معلومات درست ہیں تو پھر یہ کیسی اٹھنے
کے بس کاروبار نہیں ہے۔ اسے سلطان کو کچھ کر سیکرٹ
کو منتقل کرنا پڑے گا۔

”بڑے دونوں بعد آج چکر لگا ہے۔“ عمران بتاتے ہیں۔
کے قصہ کوئی کرے میں پہنچا تو بیکہ نہ روئے اٹھ کر استقبال کرتے ہیں۔
”کیا کروں۔“ چکر ہی اتنا بڑا تھا کہ بڑے دن لگ گئے۔
نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

”اچھا۔“ پھر کوئی چکر شروع ہو گیا ہے۔“ بیکہ نے
”اجی شروع تو نہیں ہوا۔“ لکھنؤ سو فیاض لیکر کر رہا ہے
میں بیٹھے بیٹھے ذہنی اہم معلومات حاصل کر رہا ہے۔ کبھی
کا نام آتا ہے تم نے۔“ عمران نے کہا۔
”ڈاٹر گروپ۔“ نہیں۔ ایسا تو کوئی نام میرے علم میں نہیں

”بیکہ ذہن سے رہا ہے ہوئے کہا۔“
”تو علم حاصل کر ہی لیا کرو۔“ ذرا سلطان سے فون ملنا۔

نے کہا اور بیکہ ذہن سے ریور اٹھا کر شرفیائل کرتے شروع کر
رابطہ قائم ہونے ہی اس نے ریور عمران کی طرف دھاما۔
”جناب جیڈ کنگ صاحب۔“ سننے کے آجکل کنگ

سگریٹ بہت فروخت ہو رہے ہیں۔ کہیں یہ آپ کی کمپنی نے
بنائے۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ تم۔“ یہ بیٹے بیٹے نہیں کیا سوچتی ہے۔ کیا

تے میں ہی رہ گیا ہوں۔“ سلطان نے جھنجھلا کر ہونے بلجے

”اچھا تو حیدر میں دماغ بھی ہوتا ہے۔ کمال ہے۔ یہ ایک نیا
ان ہے۔ میں نے تو سنا تھا کہ مسٹر کا خطاب صرف انہیں دیا
جے جن کے پاس بس سر ہی ہوتا ہے۔“ عمران نے کہا۔ اور

”نہ صرف سے سلطان نے بے اختیار ہنس پڑے۔
”تم سے باتوں میں جتنا ناممکن ہے۔ بہر حال بولو! ایکے فون
۔“ سلطان نے کہا۔

”تم نے لیجئے۔ میں نے نہیں کیا۔ یہ اپنے طاہر صاحب ہیں نا۔
فیصلے رہتے ہیں۔ کام دھندہ تو ہوتا نہیں۔ اس لئے انگلیوں

نہی مٹانے کے لئے نہروائل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ میں تو بڑا
دلت آدمی ہوں۔ اب جیک سلیمان کی شکر دینی اختیار کر رکھی ہے۔ تجربے

یہ میں اچھے اچھے کھانے مل جاتے ہیں۔“ عمران کی زبان پل پڑی
”تو پھر تم کھانے کھاؤ۔“ میں فون بند کر رہا ہوں۔“ سلطان نے

ہوئے کہ میں کہا۔
”ارے ارے یہ غلام نہ کیجئے۔“ ورنہ طاہر کی انگلیوں کو دوبارہ نکلیں

”اچھا یہ بتاؤ کہے کہ اذری لگا کر اسے ارشد چوہدری سے
فون ہی آپ۔“ عمران نے کہا۔

”ارشد چوہدری جو تو مل رہا تھا۔“ ہاں اچھی طرح واقف ہوں۔
”سلطان نے چوتھے ہوئے کہا۔

”کیا آپ یہ بتا سکیں گے کہ اس کی دوستی سب سے زیادہ کس سے تھی؟

عمران نے یوں پوچھا جیسے باقاعدہ انٹرویو لے رہا ہو۔
 "سب سے زیادہ دوستی مجھے تو معلوم نہیں۔ بس اب اتنی بات تلاش کرنے کا تو حق ہے۔" عمران نے منہ بانٹتے
 کے فنکشنوں میں اس سے ملاقات ہو جاتی تھی۔ سر رحمان سے ملے۔

کی اچھی خاصی دوستی تھی۔ ارے الہ آباد آیا۔ ناز کوکب پیرو کے۔ ہونہ۔ اس کا مطلب ہے کہ واقعی کوئی کام شروع ہو گیا ہے
 جیل سے بہت گہرے تعلقات تھے اس کے۔ اب بھارتی کا تعلق ڈی جی کے ساتھ تھا۔ وہ بیک ریو اصل
 کی بیٹی کی شادی پر میں نے اُسے اس انداز میں دیکھا تھا جیسے اس کی بہانے کے لئے بدباد کو شش کر رہا تھا۔
 بیٹی کی شادی ہو۔ سلطان نے جواب دیا۔

"گوہر رشید کی بات کر سکتے ہیں آپ؟" عمران نے کہا۔
 "ہاں بالکل۔ لیکن سنا لیا ہے۔" سلطان نے کہا۔
 "چند نمونے بعد جولیا کی آواز سنا لی دی۔"
 "جولیا پیٹنگ"۔ عمران نے مخصوص چیز میں بولا۔

بھرے لیجے میں پوچھا۔
 "وہ میرے حق میں وصیت لکھ گئے ہیں۔ اور سنا ہے کہ وہ
 ان کے کسی گھر سے دوست کے پاس موجود ہے۔ اُسے تلاش کر
 ڈیڑی کا انتظار کئے بغیر میں بھی صاحب جانے دو کہلا سکوں۔"
 "نہ کہ۔"

"اصل بات بتاؤ۔ پکیز دو۔" سلطان نے کہا۔
 "پکیز پر ہی تو ساری دنیا قائم ہے۔ اور ملک کا ورثان کا
 نشان ہی وہ پکیز ہے۔ اچھا لڑائی! میرے خیال میں آپ
 مصروف آدمی ہیں۔ لیکن مجھ سے کم۔ چہر ملاقات ہو گئی۔"
 "نہ کہ اور رسیور رکھ دیا۔"

"یہ ارشد چوہدری کا کیا مسئلہ ہے؟" بیک ریو نے
 "میرا بالکل تھا۔ لیکن میرے جیسا جیسا کہ کسی کو پسند آ
 "نہ کہ۔"

مکوئی امت نہیں۔ ہم منشیات کو کیرٹ سروس کی فیلڈ میں لے آ گئے۔ ویسے یہ کیس سو پر فیاض کا ہے۔ فیادہ کی معلومات بھی اہل مہیا کی ہیں اس لئے لازم بھی اسی سے ہاتھوں گزرنے پڑے چاہیں۔ عمران نے سرھلا سے مرے کہا اور پھر کسی سے اس کو کھڑا ہوا۔
 "اوہ! آپ والیں فیلڈ جا رہے ہیں؟" بلیک زیرو نے جواب میں کہا۔
 "میرے ذہن میں ایک پوائنٹ آئی ہے۔ میں اسے چیک جاتا ہوں۔ تم جو لپ سے رپورٹ لے لیا۔" عمران نے سنجیدہ ہاتھوں میں کہا اور چہرہ ہاتھ زدہ کی طرف بڑھ گیا۔

مقدوری دیر بعد جب وہ باہر آ تو لباس کے ساتھ ساتھ وہ میک بھی کر کے نکلا۔ اب وہ ایک عام سے فیلڈ کے میک آپ میں تھا۔ کایہ میک آپ دیکھتے ہی بلیک زیرو نے یوں سرھلا دیا جیسے وہ اس کے پوائنٹ کو سمجھ گیا تھا۔ اور عمران الوداعی انداز میں سرھلا تا ہوا کی طرف بڑھ گیا۔

دروازہ بند ہوتے ہی بڑے کمرے میں موجود چار افراد چونک کر بیدار ہو گئے۔ ان چاروں کے چہروں پر گہری بے چینی طاری تھی۔ میز کے درمیان میں ایک بڑا ڈائریٹر موجود تھا جس پر سرنج رنگ کا ایک بڑا سا بلب چل رہا تھا۔

"ہیلو ڈی۔ دن کا ٹھیک ٹھیک۔ اپنے کو ڈیو ہراؤ۔ اوور" ڈائریٹر میں سے ایک مہاری آواز سنائی دی۔

"سرس۔ گورنر سپیکنگ ڈی۔ ٹو۔ اوور" ایک بے ترتیب آواز اسے جواب دے کر سنائی دی۔

"سرس۔ ڈاکٹر رائٹ سپیکنگ ڈی۔ تھری۔ اوور" ڈی۔ ٹو کے ساتھ بیٹھے تھے ایک اور میز پر آدمی نے سپاٹ لیج میں کہا۔

"سرس۔ شرف الدین سپیکنگ ڈی۔ فائیو۔ اوور" ڈاکٹر رائٹ کے

ساتھ بیٹھے ہوئے ایک فریب جسم کے مقامی آدمی نے اپنا تعارف کر لیا۔ اذیت سے مشکوک ہو گیا۔ چنانچہ لاگت میں کے ساتھ ساتھ راجہ ناتھ
 درویش کو ایک ہی روز مختلف طریقوں سے ہلاک کر دیا گیا۔ لیکن
 راجہ گروپ کی بدقسمتی کراٹھوں نے اپنی اہمیت کا اڈہ اور بیگ مار کو
 بنایا ہوا تھا۔ اس طرح ان کے قتل کے ساتھ ہی اور بیگ مار بھی آتشیں
 فائر میں آ گیا۔ ڈی۔ تھری ارشد چوہدری اور بیگ مار کا مالک تھا
 لوگوں میں آ گیا۔ اب اس میٹنگ کا مقصد سن لیں اس کے بعد آپ
 لوگ اپنی تہذیب پیش کریں گے۔ راجہ کے مطابق نانا، راجہ کا
 کی سہیلی اور مقبولیت سے بڑی طرح بولھل چکی ہے۔ چنانچہ نانا
 نے راجہ کا نام لے کر شروع کیا تاکہ وہ خود اسے
 سہیلی کر سکے۔ لیکن وہ باوجود کوشش کے اس نام کو حاصل
 نہ کر سکی۔ لیکن اسے یہ معلوم ہو گیا کہ ڈی۔ ایف کی لیبارٹری پاکستان میں قائم
 ہے۔ اس پر انہوں نے راجہ چرنے والی بین الاقوامی تنظیم راکوش
 کی مدد حاصل کرنا چاہی اور راکوش نے پاکستان میں اپنی مقامی شاخ کو یہ
 مشن سونپ دیا۔ مقامی تنظیم راکوش کا سربراہ ڈی۔ ایف۔
 دوسری طرف جی۔ ایم گروپ نے بھی نانا اور راکوش کے درمیان ہونے
 والے اس معاہدے کی ٹوہنگا شروع کر دی، کیونکہ وہ خود بھی نشانیات
 کے حقدار سے ہیں طوطا ہوتے جا رہے ہیں۔ جی۔ ایم گروپ کی
 ایک مختصر تنظیم پاکستان میں بھی موجود تھی جس کا سربراہ راجہ تھا۔ اس
 کے دو خاص ساتھی ایک مقامی لڑکی تاکہ۔ اور ایک مقامی گوجران
 تھا۔ یہاں پاکستان میں وہ صرف پیشہ وارانہ قتل تک ہی محدود رہتے
 تھے۔ جی۔ ایم گروپ نے اپنا ایک نامزد لاگت میں یہاں بھیجا۔
 لاگت میں نے یہ حماقت کی کہ وہ براہ راست ڈی۔ ایف۔ سے جا ملا۔ ڈی۔ ایف۔

دست ہو جائیں گے اور ڈی۔ ڈی۔ نوگو منرنے سب سے پہلے
بت کہتے ہوئے کہا۔

”جناب! میری ایک تجویز ہے۔ اگر سیکرٹ سروس کا رُخ
دکوس کی طرف موڑ دیا جائے تو اس طرح ہم ڈی بی اور اس کی تنظیم سے
آسانی سے چٹکا را حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر عمران تک یہ معلومات
پہنچادی جائیں کہ ڈا جبرگروپ کا سربراہ ڈی بی ہے تو ظاہر ہے عمران
ڈی بی کے ماتھے کے لئے کام شروع کر دے گا۔ اور ڈی۔ ڈی۔ نوگی نے
تجويز پيش کرتے ہوئے کہا۔

”جناب! میری گزارش یہ ہے کہ ڈی۔ ڈی۔ نو اور ڈی۔ سیکس دونوں
نے حالات کا صحیح تجزیہ نہیں کیا۔ عمران بے حد خطرناک آدمی ہے
وہ اب بصورت کی طرح ڈا جبرگروپ کے پیچھے پڑ جائے گا۔ اور ڈا جبر
گروپ کا عمران کے چکر سے نکلنا اب مشکل ہے۔ ہمیں جو کچھ کرنا ہے
انتہائی سوچ سمجھ کر کرنا ہے۔ ڈی بی کے بہت خطرناک ڈاؤ کیڈ
ہے۔ میرے خیال میں اس کا صرف یہی حل ہے کہ ہم بالکل خاموش
ہو جائیں۔ تمام سرگرمیاں ختم کر دیں۔ جگہ بہتر یہ ہے کہ ہم فوری طور پر
پاکستانی کے بھارتی اناہڈ کو ڈرگسی اور ملک میں منتقل کر دیں اور پاکستا
ن کے بالکل خالی چھوڑ دیا جائے۔ اور ڈی۔ شرف الدین نے تشویش جھڑ
کے چہرے میں کہا۔

”ایف۔ ایف۔ سی۔ ڈی۔ کو دوسرے ملک میں منتقل کرنا بے حد مشکل
ہے کیونکہ جو خاں مال میں پاکستا سے مہلتا ہوتا ہے وہ اور کہیں سے
نہیں ملتا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ہم لوگ ایک آدمی سے اتنے

تو کم کر عمران کا خاتمہ کر دے۔ اور میں نے ایکشن گروپ کے دو
افراد وہاں بھیج دیتے کہ جیسے ہی ارشد چوہدری عمران کو قتل کرے۔
اُسے بھی بلیک آؤٹ کر دیا جائے۔ لیکن وہاں ساری صورت حال
الٹ ہو گئی۔ عمران کی بھالتے ارشد چوہدری اور مارکر قتل ہو گئے
ایکشن گروپ کے دو افراد میں سے ایک وہاں قتل ہو گیا جب کہ ایک با
گیا۔ لیکن وہ مارے لئے خطرناک ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اُسے بھی راستے سے
ہٹا دیا گیا۔ اس طرح میرا مقصد پورا ہو گیا کہ ڈا جبرگروپ سا بھتے آئے
سے بچ گیا۔ لیکن اسی قدر ڈی بی پر پہلے مجھے ایک ایسی اطلاع ملی ہے
جس نے مجھے بے حد تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ مجھے اطلاع
ملی ہے کہ ڈی بی نے ڈا جبرگروپ اور ڈی۔ ایف۔ ایف۔ سی۔ ڈی۔ کے متعلق
اطلاعات سنٹرل انٹیلیجنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کو بتا دی ہیں اس
کی گیم یہ ہے کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ذریعے یہ اطلاعات عمران تک پہنچ جائیں
گی۔ اور اس طرح سیکرٹ سروس ڈا جبرگروپ اور ڈی۔ ایف۔ ایف۔ سی۔ ڈی۔
کے خلاف حرکت میں آجائے گی۔ اور آخر میں وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کے
ذریعے یہ فارمولا حاصل کر لے گا۔ یہ انتہائی خطرناک اقدام ہے اور یہ بات
مٹے ہے کہ اگر سیکرٹ سروس ڈا جبرگروپ کے خلاف حرکت میں آگئی تو
ہمیں بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ میں نے آپ
لوگوں کو یہاں بلایا ہے تاکہ ایسے حالات میں کوئی ٹھوس منصوبہ بندی
کی جاسکے۔ اور ڈی۔ ڈی۔ ون کے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

سر! یہ حالات انتہائی خطرناک ہیں۔ میرے خیال میں اس
کا یہی حل ہے کہ عمران اور ڈی بی دونوں کا خاتمہ کر دیا جائے تو حالات

خوفزدہ کیوں ہیں۔ ہماری تنقیم میں الا قوامی ہے۔ ہم ہرگز بگڑنا جیسی خوفناک تنقیم کا مستعار نہ کر رہے ہیں۔ لیکن یہاں شیعہ کوادر میں ایک آدمی کے نام سے یہی کانپ رہے ہیں۔ کیا اس عمران کا خاتمہ نہیں کیا جاسکتا۔ اور۔۔۔ ٹواکٹر راسٹ نے بڑا سامنے بنا تمہے موئے کہا۔ اور کوئی بات۔ یا تجویز۔ اور۔۔۔ بہ ڈی۔ ون نے کہا لیکن وہ چاروں خاموش رہے۔

مصلحت ہے۔ میں نے آپ کی تہاویز سن لی ہیں۔ اب آپ میری ہدایات سن لیں اور ان پر روزی طور پر عمل ہو گا۔ پہلی بات یہ کہ عمران کا خاتمہ ضروری ہے۔ دوسری بات یہ کہ راکوش ہمارے آڑھے آ رہی ہے اس لئے تباہی و آکوشن کا مقصد ہو چکی ہے۔ تیسری بات یہ کہ جب تک یہ دونوں اقدامات مکمل نہیں ہو جائے، طواجر قطعاً خاموش نہ ہوں گی۔ عمران کے قتل کے لئے پورے ایجنس گروپ کو حرکت میں لے آئے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ اور راکوش کی تباہی کے لئے میں نے چند جج خود اپنے ہاتھوں میں لے لی ہے۔ میں اپنے گروپ کی مدد سے ان کا خاتمہ کر دوں گا۔ ٹوٹی! تم نے تمام سگنلز روک دیئے ہیں۔ اور جب تک میری طرف سے ہدایات نہیں آئیں اس سے پہلے میں کوئی کارروائی نہ کی جاسکتے۔ ٹواکٹر راسٹ! یہاں پر میں آئندہ میری ہدایات کے بغیر کوئی کام نہیں ہو گا۔ گوکہ تم نے ایجنس گروپ کی فکر کوئی کو مسئلہ چپک کر نہ ہے۔ وہ تمہارے کنٹرول میں کام کرے گا۔ اور صرف الدین! تم نے تمام مال کی چوٹی فی الحال روک دی ہے۔ اب آپ لوگ جا سکتے ہیں۔ اور انیل آں۔

ای۔ ون نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسٹیکسٹ ہو گیا۔ اور اس پر سٹی بلیٹے والا طبیب بھج گیا۔ اور ساتھ ہی کمرے کا دروازہ بھی خود بخود کھل گیا۔ وہ چاروں خاموشی سے اسٹے اور پھر ایک ایک کمرے کے دروازے سے باہر نکل گئے۔

ان کے باہر جاتے ہی دروازہ ایک بار پھر بند ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی شمالی سمت کی دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوا اور ایک لمبے قد کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے میز پر رکھا ہوا ٹرانسٹیکسٹ اٹھایا اور واپس شمالی دروازے میں چلا گیا۔ اس کے دوسری طرف جاتے ہی دروازہ غائب ہو گیا۔

۱۔ عمران نے کاؤنٹر پر پہنچ کر پیٹہ درخت سے کسے سے اٹھا کر لیا۔

کاؤنٹر پر کھڑے پہلوان نے چونک کر عمران کو دیکھا۔ وہ اس طرح دھان کا سہ سے پیرنگ جانتے لے رہا تھا جیسے قصائی کسی ذبح خانے والی بکری کا جائزہ لیتا ہے۔

”کہاں سے آئے ہو۔“ پہلے تو یہاں کبھی نظر نہیں آئے۔
کاؤنٹر مین نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”رائف سے کہوں گا کہ تمہیں آگے شیڈ شوں والی عینک لگوا دو۔“
پھر ہی نہیں نظر آنے لگے گا۔ ویسے اتنے شاندار جسم کے مالک کا ادھا ہونا بہت بڑا المیہ ہے۔ ”چرچ چرچ“ عمران نے انہوں سے لہجے میں کہا۔

”ڈیگر“ اس پہلوان نما کاؤنٹر مین نے ایک طرف دلوں کے متعلق کھڑے ہوتے ایک باڈی بلڈز قسم کے آدمی کو آواز دیتے ہوئے کہا۔
”لیں۔“ وہ باڈی بلڈز کاؤنٹر مین کی آواز سننے ہی تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

”اس چوبے کے اچھے پیر توڑ کر بارے باہر چھیک دو۔“ یہ اپنی دھم دھم جوتوں کی کوشش کر رہا ہے۔“ کاؤنٹر مین نے بگڑے لہجے میں کہا۔

”شیڈ شو“ باڈی بلڈز نے عمران کا بازو پکڑتے ہوئے انتہائی کڑت لہجے میں کہا۔

”کیس میں ڈیگر“ فریٹے۔“ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں

عمران نے کار فائیو اشارہ بار کے ساتھ بنی ہوئی جنرل پارکنگ میں روکی اور چھینچے اتر کر وہ کار کو لاک کر تا ہوا تیزی سے فائیو اشارہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

یہ بار فائیو پیشہ افراد کے اٹے کے طور پر مشہور تھی اور کہا تھا کہ پاکستانی کا کوئی ایسا جہاز نہیں ہے جو فائیو اسٹار بار میں آتا ہو۔

عمران جیسے ہی بار میں داخل ہوا اس کی ناک سے مختلف قسم کی مشیات کے جھپٹے نکلے۔ بار کا مال فٹنوں اور جسم فروش عورتوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور ہر میز پر مختلف برانڈز کی شرابیں موجود تھیں۔ ایک طرف بٹے ہوئے کاؤنٹر پر ایک پہلوان نما آدمی موجود تھا جس کی تیز رفتاری سے آل کی تیزی سے جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

”ہیلو مسٹر گنیش۔“ مجھے رائف سے ملنا ہے۔ یہ رائف

کے دیکھتے ہی مسجد گیارہویں رالف ہے۔ فاتیما سٹار بار کا مالک
شہر کا مشہور غنڈہ۔

باس ا۔ اس آدمی نے ہم پر اتنا اعتنا کیا ہے۔ ڈیگر اور
ڈیگر نے تیز لہجے میں کہا۔ اس دوران رالف تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا
ڈیگر پہنچ گیا۔

عمران برف اٹھان سے کھڑا تھا۔ جیسے اس کا اس واقعہ سے
فی تعلق نہ ہو۔

کون تو تم؟ رالف نے چاند کھانے والے لہجے میں عمران
کو مخاطب ہو کر کہا۔

میرا نام جیکسن ہے۔ اور مجھے رالف سے غلبہ ہے۔ عمران
بے یقین لہجے میں جواب دیا۔

جیکسن۔ میرے لئے یہ نام ہے۔ میرا نام رالف ہے۔
اپنے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اودہ۔ تو تم ہو رالف۔ واہ بڑا رعب داب ہے۔ مجھے
اس آف ڈومپ نے جیسا ہے۔ عمران نے تعریف کر یوئے
مذا میں کہا۔

پرنس آف ڈومپ ا۔ اودہ اچھا اچھا۔ آدمی کے ساتھ
اس آف ڈومپ کا نام سننے ہی رالف کا موڈ کلخٹ بدل گیا۔ اس کے
رخت پہلے پرزئی کے آثار اُبھر آئے۔ اور عمران زیر لب مسکوا دیا۔

رالف کے چہرے پرزئی کے آثار کو دیکھتے ہی دل میں موجود غنڈہ
نغمہ نغمہ نغمہوں سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ جیسے انہیں یقین نہ آ رہا

کہ انور ڈیگر کا چہرہ عمران کی بات سننے ہی تیزی سے رنگ بدلنے لگا
انہوں سے وحشت چمکنے لگی۔ اس نے بڑی تیزی سے دوسرے
اتحاد کو گھمایا۔ وہ شاید عمران کے چہرے پر ہنگامہ مانتا تھا۔ لیکن عمران
تیزی سے ہٹ گیا اور ڈیگر کا نہ صرف وار خالی کیا بلکہ وہ اپنے ہی زور پر
گھوم گیا۔

دوسرے لمحے عمران کے دونوں اتحاد پہلی کی سی تیزی سے حرکت پزیر
آئے اور اس نے ڈیگر کو گریسے پکڑ کر کاؤنٹر میں پراچھا ل دیا۔ اور ڈیگر
چینٹا ہوا کاؤنٹر میں سے ٹکرایا اور پھر وہیں لڑنے کے ساتھ ساتھ ان
دونوں کے ایک دوسرے سے ٹکرا کر کاؤنٹر کی دوسری طرف گرنے کا
زور وار دھاکر سناسنی کیا اور ال میں موجود ہر فرد اس بڑی طرح چونک
پڑا جیسے کوئی انہونی ہو گئی ہو۔

ڈیگر اور کاؤنٹر میں دونوں ہی پہنچے مگر گر چھٹے ہوئے اٹھے اور
اس کے ساتھ ساتھ ال میں موجود کئی غنڈے تیزی سے کاؤنٹر کی طرف
بڑھے۔ ان سب کی نظروں میں حیرت تھی۔

یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہوا چاک ایک چھینتی ہوئی آواز سنائی دے
اور اس آواز کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے چابی جسے
ہوئے کھولنے کے چابی مٹم ہو جائے پراچھا ک ساکت ہو جائے ہیں۔ اس
طرح اس آواز کے سننے ہی ڈیگر اور کاؤنٹر میں سے ایک ساتھ ساتھ عمران
کی طرف بڑھنے والے غنڈے بھی رنگ گئے۔

چھٹنے والا ایک راہدار ہی سے باہر نکلا تھا۔ وہ قدم قدامت میں
خاسا تعلیم تعلیم تھا۔ چہرے پر زخموں کے نشانات پیشاں تھے۔ اور عمران

ہو کر ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے آج تک میری دیکھا ہوا
نایاب شارب میں جگہ ڈاکر نے والا بھی سانس لیتا ہوا واپس نہ
اس کی لاشیں بھی غائب کر دی جاتی تھیں۔

دالغ کے مڑتے ہی عمران بھی مسکرتا ہوا آگے بڑھا لیکن
بڑھنے سے پہلے اس نے یوں کاؤٹر میں اور ڈیوچر کو آنکھ مار دی جو
کہہ رہا ہوا دیکھا اس کو کہتے ہیں شرارت۔

راہداری میں موجود ایک کمرے کے کھٹے دروازے میں دالغ
ہوا تو عمران بھی اس کے پیچھے ہی اندر پہنچ گیا۔

”بیٹھو“ دالغ نے ایک بڑی سی میز کے پیچھے کرسی بنھا۔
ہوئے عمران کو میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
مسکرا کر کہا۔

”اوہ!۔۔۔ بڑا اچھا دفتر ہے۔ لیکن کچھ پی دفعہ تو اس الماری کا
سفر تھا اس میں بارسیا کیسے ہو گیا۔؟ کیا یہ الماری بھی کسی گزشت
کمال کی بنی ہوئی ہے۔؟“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے
ایک طرف دلوں کے ساتھ کھڑی الماری کو دیکھ کر کہا۔

”اوہ!۔۔۔ کیا تم پہلے بھی یہاں آچکے ہو۔ لیکن۔۔۔“ دالغ
بڑی طرح چونک پڑا۔

”پریش آف ڈھمپ کو یہاں آنے سے کون روک سکتا ہے۔
عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں کہا اور اس کی آواز سننے ہی دالغ
یوں کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے کرسی کے پہرہ نگوں نے اسے
کھاٹ کھایا ہو۔“

”اوہ پریش تم۔ لیکن۔ لیکن تمہارا یہ روپ۔۔۔ ناپاک۔ اس
تبدیلی۔۔۔ دالغ نے حیرت جبرے بلجے میں دک کر کہہ دیا۔

”اوسے کہیں میری جنس تو تبدیلی نہیں ہو گئی۔ عمران نے
اپنے جسم کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا کہ دالغ بے اختیار ہنسنے
پریش پڑا۔

”اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم واقعی پریش ہو۔ ایسے موقعوں پر
بافقہ صرف برنس ہی کہہ سکتا ہے۔ لیکن پریش! ایسے پاس
بے جا کر آنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا کوئی تعاقب میں ہے۔؟
نہی نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے قد سے اٹھنا نہ بھرے بلجے
پر کہا۔

”تعاقب!۔۔۔ اوسے مجھے تو خیال ہی نہیں رہا۔ اوہ یار!۔
درازہ تو بیکر کرو۔ وہ ڈاکٹر گروپ والے بڑے خطرناک ہیں۔
یاد ہو کر میری پشت میں ہی دوچار روشنندان بنا دیں۔ عمران
نے مسرے مسرے اور خوفزدہ بلجے میں کہا۔

”ڈاکٹر گروپ۔ اوہ پریش!۔۔۔ تم دالغ کی تو بہن نہ کیا کرو۔
ڈاکٹر گروپ کی بھی بہن جرات نہیں ہو سکتی کہ وہ نایاب شارب میں کسی
فلو ادا سے سے داخل ہو سکے۔ تم اٹھنا نہ سے بیٹھو۔ دالغ
نے کہا اور گلاس کے ساتھ ہی اس نے لیئر پر رکھے ہوئے اسٹراکام کا
سیڑا اٹھا لیا۔

”دو جہ کی کرسی کی طرف ڈالنے دینا۔ کوئی بھی ہو۔ دالغ
کھڑکت بلجے میں کہا اور سیڑیا واپس رکھ دیا۔

ابا اعلیٰان سے بات کرو پرئیں ابا ابی بھی اندر نہیں آکر
 پہلے بتاؤ کہ یہ ڈاچر گروپ کا کیا چکر ہے۔ وہ تمہارا تعاقب کر
 کر رہا ہے۔ تم کو کبھی منشیات کے چکر میں غرٹ نہیں ہوئے۔ کہا۔
 رالف نے کہا۔

”میں شیڈ رالف کی لیب بارٹری میں نوکری کی درخواست دے دوں گا۔
 منشیات کیس سے بے گناہ تھا۔ میں نے سوچا کہ چلو نوکری ہی کر لوں گا۔
 وہ تو اتنا مجھ پر ہی چڑھ دوڑے۔“ عمران نے معصوم سا لہجہ بنا لیا۔
 اس گروپ کو۔ ورنہ میڈیکلٹ خالی کی۔ اور تم جانتے ہو کہ آنکھ
 کی لیب لیب بارٹری۔ اودہ انہیں اس لیب بارٹری کا کیس علم ہوگا
 اس کا علم تو آج تک کسی کو نہیں ہو سکا۔ بہتر ہے لوگ غمیں مارا
 مر گئے۔ رالف نے حیرت جیسے لہجے میں کہا۔

”میں نے استخارہ کیا تھا۔ خواب میں ایک بزرگ نے بتایا کہ
 عمران نے بڑا سامنہ دیتے ہوئے جواب دیا اور رالف ایک بار پھر
 مار کر مٹیں پڑا۔“
 ”خواب۔ اچھا خواب ہے۔ پرئیں! میرے ساتھ کھل کر رہا۔
 کرو۔ اب میں سمجھ گیا ہوں کہ تم چکر دے کر مجھ سے معلومات حاصل
 کرنا چاہتے ہو۔ لیکن پرئیں! تمہارے مجھ پر اتنے احسان پر
 مجھ سے براہ راست بھی ہر کام لے سکتے ہو۔“ رالف نے غیظ
 سے کہا۔

”یہ کیا باتوں۔ غضب میں جان آگیا ہے۔ وہ سو پر نیا خن
 نا۔ جانتے ہو ناں اسے۔ اپنا یا رہے وہ۔“ عمران نے
 سو پر نیا خن کہا۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ انٹیلی جنس پرٹیکٹ
 جن۔ لیکن اس کا ڈاچر گروپ سے کیا تعلق؟۔ رالف
 نے کہا۔

ریڈ کار۔ اور بڑا خوبصورت نام ہے۔ کس دکان پر ملے۔
 یہ کار۔ میں بھی قیصر میں لگوا لوں۔ عمران نے کہا۔
 پنیتھر کلب سے واقف ہو۔ ڈیوڈ روڈ پر۔ رالف نے سرگرمی
 کے انداز میں آگے کی طرف جھپٹے ہوئے کہا۔
 ہاں۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ سوفی کا پنیتھر کلب۔
 نے جواب دیا۔ لیکن سوفی تو ڈی آدی ہے۔ اس کا اصل
 مالک نور ریڈ کار سے گھومے۔ کلب کے تہ خانوں میں اس کا آڈ
 ہے۔ انتہائی خطرناک قسم کا گرپ اس نے اٹھا کر رکھا ہے۔ رالف
 نے جواب دیا۔

اچھا۔ چلو اس سے مل لیتا ہوں۔ شاید وہ لیبارٹری میں نوکری
 کے مسافر کش کرنے پر تیار ہو جائے۔ عمران نے کہا۔
 ضرور کہے گا سافرش۔ لیکن پرنس امیرانام درمیان میں نہیں
 آنا چاہیے۔ یہ صرف تمہاری شخصیت ہے جسے میں نے یہ آپ
 معلومات دے دی ہیں۔ ورنہ شاید میں کبھی کسی کو نہ بتاتا۔
 رالف نے کہا۔

چھوڑو دیار۔ اتنی پراسراریت اچھی نہیں ہے۔ سو پر فیاض
 کو اطلاع مل سکتی ہے تو اب اس میں راز کیا رہا ہے۔ عمرا
 نے جراسمانہ بناتے ہوئے کہا۔
 ہاں۔ سو پر فیاض والی بات کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا۔
 گرپ تو انتہائی خفیہ طور پر کام کرتا ہے۔ جو نہ جھٹیک ہے۔
 راکوش کا یہی کام ہو سکتا ہے۔ رالف نے سوچتے ہوئے کہا۔
 راکوش۔ عمران راکوش کا نام سننے ہی چونک پڑا کیونکہ یہ
 بل میں الا قومی تنظیم متقی بلیک مینگ کا دھندہ کرتی تھی۔
 ہاں۔ راکوش کا چیف ڈپٹی اسی قسم کا آدمی ہے کہ وہ دوسری
 کے نامہ دول پر رکھ کر بندوق چلا آئے۔ اور مجھے معلوم ہے کہ
 سو پر فیاض اور ڈپٹی کے خاتمے گہرے تعلقات میں۔ رالف نے
 رخصتے ہوئے کہا۔
 یہ تم کیسی باتیں کہہ رہے ہو۔ راکوش کا یہاں کیا کام۔ وہ تو یورپ
 کی تنظیم ہے۔ عمران نے حیرت جبرے بلجے میں کہا اسے واقعی
 رالف کی بات پر حیرت ہو رہی تھی۔
 اور پرنس۔ راکوش کی یہاں مقامی تنظیم ہے اور وہ یہاں
 ڈسٹرکٹ دوسٹوں سے کام کر رہی ہے۔ ڈپٹی اس کا انچارج ہے۔
 ناظر اس کا امپورٹ ایکسپورٹ کا کام دہا رہے لیکن دراصل وہ راکوش
 کا انچارج ہے۔ گزشتہ دنوں مجھے افریقی خبر ملی تھی کہ ٹواجر
 اور اٹلی کی آپس میں جھگڑ گئی ہے۔ اور باقی اسے فی رالف کا فائدہ
 لانے کے لئے راکوش کی مدد حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ
 راکوش ایسے معاملات میں مہر سمجھی جاتی ہے۔ ہو سکتا ہے ان کے
 درمیان حقدار ہو گیا ہو۔ اور یہ کام راکوش کی مقامی تنظیم کے ذمے
 لگایا ہو۔ اگر اس سے توچہ لیتا ڈپٹی نے سو پر فیاض کو استعمال کرنے
 کا ارشاد کیا ہوگا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے سو پر فیاض اور
 کھارے درمیان تعلقات کا علم ہو۔ اور وہ دراصل تمہیں اس کے بڑھاتے

کے لئے سو پر فیاض کو استعمال کر رہا ہو۔ رالف نے کہا۔
 گڈا۔ تمہاری بیوی ذہانت مجھے پسند ہے۔ یاد تم لیا ہے۔
 کر سکتے کہ کسی یونیورسٹی میں پروفیسر لگ جاتا۔ عمران نے۔
 ہلالتے ہوئے کہا۔
 ہاں ا۔ غصہ گردی کا مضمون تم یونیورسٹی میں لگوادو۔ تب ہی
 پروفیسر لگ سکا ہوں۔ رالف نے ہنستے ہوئے کہا۔
 یہ ڈیڑی برس کہاں کھیل جاتی ہے۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔
 اہ۔ ڈیڑی کا دفتر بچہ رہے ہو۔ وہ الیکشن روڈ پر ہے۔
 نیشنل اسپورٹس ایکسپوٹ کارپوریشن۔ اور رہائش گاہ، ڈیوش روڈ۔
 مقر فی متری۔ لیکن بے حد خطرناک ہے۔ چھپ کر وار کرنے میں مام
 ہے۔ رالف نے کہا۔
 اور کسے۔ تمہارے ساتھ تذکرات خلاصے کا مایاب رہے ہیں
 ہاں مجھے یاد آیا۔ تمہارے اس مال کا کیا بنا۔ جس کے پیچھے چار اٹا
 قتل ہو گئے تھے۔ وصول کر لیا۔ عمران نے اٹھتے ہوئے پوچھ
 مال کیسا مال۔ رالف نے بری طرح جھوٹے ہوئے کہا۔
 ارے وہ پرانی شراب کی بچ بچیاں۔ جلیوں کشم کے چمک
 تھا اور پھر تمہارے آدمی مقابلے پر آتے اور چار آدمی مارے گئے۔
 عمران نے یوں کہا جیسے وہ اس وقت ساتھ کھڑا رہا ہو۔ اور رالف کا
 آنکھیں حیرت اور خوف سے چیلٹی چلی گئیں۔
 یہ سب کچھ تمہیں کیسے معلوم ہوا پریش۔ یہ کارروائی تو انتہائی
 احتیاط سے چھپائی گئی تھی۔ رالف نے اٹھتے اٹھتے پوچھا۔

وہ ناول جس کا قارئین کو شد سے انتظار تھا

ناول

عماد سیر

مصنف
طاہر بخاری

وہ ناول جس پر مصنف نے پاکستان کے تمام جاسوسی
مصنفین کو چیلنج کیا ہوا ہے

قطعی مفروضہ از تحریر، حیرت انگیز اور چونکا دینے والا پلاٹ
ایکشن اور سپنس سے بھرپور

سیٹی کی تیز آواز کمرے میں گونجتے ہی کرسی پر بیٹھا ہوا ڈبلی ٹری طرح
پھٹک پڑا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب تیزی سے میز پر پھینکی اور رابطہ
کراچی پشست پر موجود الماری کی طرف بڑھ گیا۔ سیٹی کی آواز اسی الماری سے
نکل رہی تھی۔ اس نے بڑی تیزی سے الماری کے پٹ کھولے اور پھر
اس کے اندر موجود ایک بڑے سے ٹرانسمیٹر کو اچھا کر اچھی کرسی کے سامنے
بوجود پڑی سی میز کے اوپر رکھ دیا۔ اس نے ایک نظر کمرے کے اکلوتے
دروازے پر ڈالی جو بند تھا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھرتے
اس نے کرسی پر میسر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔
ٹرانسمیٹر کا بٹن آن ہوتے ہی سیٹی کی آواز کھنکھند ہو گئی۔ چند لمحوں
بمات ایسی آوازیں آتی رہیں جیسے ستر کی پرشور موجیں ساحلی چٹانوں سے
ٹکرائی ہوئی اور پھر ایک مجاہدی سی آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔
ہیلو۔۔۔ ہیلو کوادر کا ٹانگ۔۔۔ اور۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ

بے حد کھانا تھا۔

سو پر فیاض تک معلومات کیسے پہنچانی گئی ہیں۔ اور۔۔۔ دوسری

یہ سر۔۔۔ اگر تھری بکس اسٹنگنگ۔ اور۔۔۔ ڈربی نے انتہا۔۔۔
موتیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کوڈوہ راکو۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے پاٹ لہجے میں کہا گیا۔
”اگر تھری بکس فیلڈ کوڈو زیر و دن، زیر و نثر، ذیل زیر و۔ اور۔۔۔
ڈربی نے فوراً مخصوص کوڈو دہرائے ہوئے کہا۔

اور۔۔۔ نام بتاؤ۔ اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
”ڈربی سیلنگ۔ اور۔۔۔ ڈربی نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب پورٹ دو۔ زیر۔ بی فار مولے کا کیا
ہوا۔ اور۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں کہا گیا۔

”باس!۔۔۔ تم نے کام شروع کر دیا ہے۔ ڈاجر گروپ ٹریس
نہیں ہو رہا تھا۔ ایک آدمی ملا تو اس کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے قاتل

کو کار ایکٹویشن میں ختم کر دیا گیا۔ چنانچہ میں نے ایک اور چال طلب
میں نے ڈاجر گروپ اور آئی۔ ایف لیبارٹری کے متعلق معلومات پہلے کی

سٹرٹیجی انیلی جنس کے پریزنٹیشن فیاض تکس پہنچا دی ہیں۔ وہ ایک
ایسے شخص کا درست ہے جو کبھی کبھی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے

اس کا نام علی عمران ہے۔ مجھے یقین ہے کہ سو پر فیاض کی معرفت یہ
معلومات عمران تک پہنچ جائیں گی اور پھر وہ ڈاجر گروپ اور بی۔ ایف

لیبارٹری کے پیچھے لگ جائے گا۔ ہم اس کی بخیرانی کریں گے۔ اور
پھر جیسے ہی وہ لیبارٹری ٹریس کرے گا، ہم ریکور کے فارمولہ اڑالیں گے

اور۔۔۔ ڈربی نے کہا۔
”کوڈوہ پر فیاض سے تمہارے متعلق معلومات حاصل کرے گا اور پھر کوڈو کا

”میں نے خود سے بتایا ہے۔ میرے اس سے تعلقات ہیں۔
”یہ وہ میری اصل حیثیت نہیں جانتا۔ اور۔۔۔ ڈربی نے جواب دیتے
برکتے کہا۔

”تم علی عمران سے اچھی طرح واقف ہو۔ اور۔۔۔ چیف اس
نے دوسرا سوال کیا۔

”یہ سر۔۔۔ اس کا فلیٹ گنگ روڈ پر ہے۔ بظاہر احمق اور
سرخو سا آدمی ہے۔ لیکن کام کے معاملے میں خاصا ہوشیار ہے۔

”میرے آدمی اس کے فلیٹ کی بخیرانی کر رہے ہیں۔ سو پر فیاض وہاں
پہنچا تھا۔ وہ شاہ میری توقع کے مطابق اسے یہ معلومات مہیا کرنے گیا

تھا۔ لیکن عمران فلیٹ پر موجود نہ تھا اس لئے وہ واپس چلا گیا۔ میرے
آدمی اب بھی بخیرانی کر رہے ہیں۔ سو پر فیاض کی بھی بخیرانی کر رہا

ہوں۔ اور۔۔۔ ڈربی نے جواب دیا۔
”تم فیاض کے احمق ترین آدمی ہو ڈربی۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ

”ہماری کھجور کروگے۔ میں نے تمہیں ہمیشہ ہی ہدایت کی ہے کہ تم انٹیلیجنس
اور سیکرٹ سروس سے بچ کر کام کرو۔ لیکن اب تم نے اپنی موت کو

خود آگاہ کر دیا ہے۔ وہ عمران تو سلطان کا باپ ہے اس تک
معلومات پہنچنے کا مطلب ہے کہ ڈاجر گروپ کا مکمل خاتمہ۔ اور تم سوچ

رہے ہو کہ ہمارا مولا اس سے حاصل کر لے گا۔ جبکہ مجھے یقین ہے
کہ وہ سو پر فیاض سے تمہارے متعلق معلومات حاصل کرے گا اور پھر کوڈو کا

بھی ماتم ہو جائے گا۔ یہ تم نے کیا کر دیا ڈربا۔ اور۔۔۔ چیف باری کہتے ہو۔ اور۔۔۔ چیف باس نے قدر سے نرم لہجے میں کہا۔
 نے چارہ کھانے والے لہجے میں کہا۔

ب۔ ب۔ باس! یہ کیا کیا کر رہے ہیں۔۔۔ کر رہے ہیں۔۔۔ میں انہیں ہدایات دے دیتا ہوں کہ جیسے ہی عمران کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے فیاض کو منع کر دیا ہے کہ وہ میرے ساتھ عمران کو کچھ نہیں بتائے گا۔ اور۔۔۔ چیف باس کے غصے ہوئے۔
 ڈربا کا رنگ زرد ہو گیا اور وہ بری طرح بھکانے لگا۔

یہ ڈول۔ ڈول۔ ڈول۔ تمہارے جیبا احق میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ یہ تم میں اس طرح مقامی راکوٹ کی تنظیم کے سربراہ بن گئے۔
 تم نے اپنے پروں پر خود ہی کھڑی ماری سے احق آدمی۔ اور۔۔۔
 باس کی آواز غصے کی شدت سے چٹ گئی تھی۔ اس کے لہجے سے محسوس
 زور اٹھا کہ وہ اس غصے میں ہے کہ غلام اگر ڈربا اس کے سامنے ہوتا
 تو وہ اب تک اپنے اہتوں سے اس کا گلہ دیا چکا ہوتا۔

معافی چاہتا ہوں باس!۔۔۔ یہ طریقہ کار تو خردش سے ہی یہی رہا
 ہے۔ اور میں آج تک کامیاب رہا ہوں۔ لیکن اگر واقعی مجھ سے
 غلطی ہوتی ہے تو میں اس کی تلافی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ
 مجھے گائیڈ کیجئے۔ اور۔۔۔ ڈربا نے فوراً ہی ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا کہ
 ساتھ ہی اس نے چیف باس پر نفسیاتی دباؤ بھی استعمال کر دیا کہ اس سے
 رہنمائی بھی مانگی لی اور اس طرح اسے یقین تھا کہ چیف باس کا غصہ بھی
 ختم ہو جائے گا۔

موندہ!۔۔۔ واقعی فوراً اس کی تلافی ہونی چاہیے۔ سنو! اب
 ضروری ہو گیا ہے کہ تم خود ہی طور پر عمران کا خاتمہ کر دو۔ بس اسی طرح تم

احق آدمی!۔۔۔ تمہارا آج تک عمران سے واسطہ ہی نہیں چلا
 اس لئے تم لیا کر رہے ہو۔ جب کہ عید گوارٹر کے پاس اس آدمی
 کا کلر رکھ کر موجود ہے۔ وہ دنیا کا سب سے خطرناک ترین آدمی ہے
 اسی لئے تو میں نے تمہیں ہدایات دی تھیں کہ کسی صورت میں بھی اپنے
 مسلح سپرٹ سروں کو پتہ نہ چلنے دینا۔ اور اب تم خود اپنی حماقت
 سے یہ سب کچھ کر بیٹھے ہو۔ سنو! فوراً فیاض اور عمران کے درمیان
 کچھ گفتگو کریں۔ اور۔۔۔ چیف باس نے ایک بار پھر غصیلے لہجے
 میں کہا۔
 سرا۔۔۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ گہرے دوست ہیں۔ اور
 ڈربا نے جواب دیا۔

۱۸۶ — پھر کام ہو سکتا ہے۔ تم الیا کرو کہ اپنے کسی تیز اور مستعد آدمی کو سو پر فاضل کے میک آپ میں عمران کے غلیٹ میں بھیج دو۔ وہ لوگ کھا جائے گا۔ وہ آدمی جیسے ہی اسے خافل محسوس کرے اس پر بار کا برٹ کھول دے۔ اس طرح شامہ دھوکے میں عمران قتل ہو جائے۔ اور چیف اس سے کہے گا۔

آدمی جیسے کی کیا ضرورت ہے سر! — سو پر فاضل کا تدوین مست میرے جیسے ہے۔ میں خود اس کے میک آپ میں جاؤں گا اور عمران کے جسم کے پڑے اڑا کر ہی واپس آؤں گا۔ اور — ڈربانی سے کہے گا۔

یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔ بہر حال تم فوری طور پر اپنے سب آدمیوں کو اس وقت تک خاموش رہنے کا حکم دو، جب تک عمران قتل نہ ہو جائے۔ یہ سچ ضروری ہے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ عمران تمہارے کسی آدمی کو قید کر کے پوری تنظیم کا ہی خاتمہ کر دے۔ اور — چیف باس سے کہے گا۔ ٹھیک ہے باس! — میں ابھی ہدایت جاری کرتا ہوں۔ ڈربانی سے جواب دیا۔

عمران کے قتل ہونے ہی مجھے پریشان دیا۔ اب مجھے فکر ہے کہ اور اینڈ آل نے چیف باس سے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسپیرٹ سے وہ بار میٹھی کی آوازیں سننے لگی۔ ڈربانی نے ایک ٹیلر سالن لیتے ہوئے ٹرانسپیرٹ آف کر کے واپس الملاری میں رکھا اور پھر اس سے انوکھا کام کا رسوراٹھا کر تمام ممبرز کو زیر زمین چلے جانے کی ہدایت دیں اور خود وہ ڈرائیونگ روڈ کی طرف بڑھ گیا تاکہ سو پر فاضل کا میک آپ کے سر کے پہلی فرسٹ میں عمران کا خاتمہ کر سکے۔

گو مزن بڑی بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا اس نے ایجن گروپ کو پورے شہر میں چھپا رکھا تھا تاکہ عمران کو ٹرپس کیا جاسکے۔ ایجن گروپ میں چونکہ زیادہ گھلاو متغای لوگوں کی تھی اس لئے وہ ذاتی طور پر عمران سے واقف تھے۔

عمران کے غلیٹ پر بھی فون کر کے گومزن نے بتا دیا تھا لیکن عمران وہاں موجود تھا۔ ایجن گروپ کی طرف سے ابھی تک کوئی رپورٹ نہ آئی تھی اس طرح صاف ظاہر تھا کہ انہیں عمران کہیں نہیں مل سکا۔ گومزن کی نظرت تھی کہ وہ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کا عادی تھا۔ اس لئے جس وقت سے باس نے عمران کے غلیٹے کا کام اس کے ذمہ لگایا تھا وہ اسے گنگ و دو میں تھا کہ کسی طرح اپنا مشن جلد ابلکہ مکمل کر لے لیکن عمران لاگوں آتا ہے ہی نہ ملتا تھا۔ اور اسی پریشانی میں وہ بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ جب اسے شبہ ہونے لگا تو وہ دوبارہ میز کے

بچھڑے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

ابھی وہ کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ ایک کنبہ میز پر بکھڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ گورنر نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے جھپٹ کر بیروں اٹھ آیا۔

لیس ریڈ کالر۔ گورنر نے اپنا مخصوص نام دہراتے ہوئے کہا وہ اسی نام سے اپنے ممبروں میں متعارف تھا۔

ہائس۔ ایکٹیف گروپ سے فاروق بول رہا ہوں جناب! میرا خیال ہے کہ میں نے عمران کو ڈھونڈ لیا ہے۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

خیال میں ڈھونڈ لیا ہے۔ کیا مطلب۔؟ تم نئے میں ہو۔؟ گورنر نے غصیلے انداز میں پوچھتے ہوئے کہا۔

اودہ سرا۔ میرا مطلب ہے کہ مجھے شک ہے کہ وہ عمران ہے۔ آپ ہدایت دیں تو میں چیک کر کے یقین کروں۔ فاروق نے گنگناہٹے ہوئے بچے میں جواب دیا۔

تفصیل بتاؤ! حتمی!۔ پوری تفصیل بتاؤ کہ تم نے کہاں دیکھا ہے عمران کو۔ گورنر نے پوچھتے ہوئے کہا۔

ہائس۔ میں عمران کو مشکاشین کرتے ہوئے قحاک کر کے پھینکے گئے فائو اشارہ بار میں بیٹھا ہوا تھا کہ عمران کے وہ قدامت کا ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ لیکن وہ شکل و صورت سے بالکل عمران سے مختلف تھا۔ اس سے کاؤنٹر میں کا جھگڑا ہو گیا تو اس نے کاؤنٹر میں اور ایک اودہ طیم غیم غنڈے دوڑوں کو ایک ہی وار میں زیر کر دیا۔ اس کا یہ انداز اس

قد عجیب تھا کہ میں چونک پڑا اسی لمحے فائو اشارہ بار کا کلبک رالف باہر آ گیا۔ میں پر میں نے سمجھ لیا کہ اس نوجوان کا اب خاتمہ یقینی ہے لیکن جناب!۔ اس نوجوان نے رالف کو برٹش آف ٹومپ کا حوالہ دیا تو رالف اسے اپنے ہمارے اپنے خاص دفتر میں لے گیا۔ اس پر سب حیران رہ گئے۔ اس وقت مجھے پہلی بار قحاک ہوا کہ یہ نوجوان خود عمران ہو سکتا ہے۔ میں اسے اچھی طرح جاننا ہوں۔ اس کے لڑنے کا انداز بھی ہے۔ وہ بڑے بڑا داؤ لگا کر بھی اسی طرح مطمئن رہتا ہے اور پھر برٹش آف ٹومپ کا حوالہ بھی مجھے چوٹ لگا کیونکہ وہ ان اپنے آپ کو برٹش آف ٹومپ بھی کہلاتا ہے۔ ہر حال میں نے دفتر کی ٹوہ لٹنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ کیونکہ رالف نے اپنے آدمیوں کو ادھر کسی کے خزانے کے احکامات دے دیئے تھے۔ چنانچہ میں نے آپ کو فون کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہی عمران ہے۔ فاروق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

کیا وہ نوجوان اب بھی رالف کے پاس موجود ہے۔؟ گورنر نے پوچھنا شروع کیا۔

لیس سرا۔ ابھی وہ دفتر میں موجود ہے۔ فاروق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اودہ سرا۔ تم وہیں ٹھہرو۔ میں دوسرے ممبر کے ساتھ وہیں پہنچ رہا ہوں۔ تمہارے پاس واپس واپس نہ آؤ ہوگا۔ گورنر نے کہا۔ میں سر۔۔۔ فاروق نے جواب دیا۔

اگر وہ نوجوان میرے پہنچنے سے پہلے وہاں سے نکل جاتے تو تم نے

اس نے اس کا تعاقب کرنا ہے۔ اور مجھ سے رابطہ کے لئے درج ذیل
استعمال کرنا۔ گو مز نے اسے ہدایات دیں۔

”ٹھیک ہے باس!۔ فاروق نے جواب دیا اور گو مز نے اس کے
کہہ کر سیدہ رکھ دیا۔ پھر اس نے بڑی چھتری سے میز کی دروازہ کھولی اور
اس میں سے ایک ڈراما سٹرائٹ نکال کر میز پر رکھا اور اس کا ایک
پیشہ دیا۔ ڈرائیٹر نے یہی کی آواز گونجنے لگی۔

”ہنیو۔ ہنیو۔ ریڈ کار کا ٹانگ ایکشن گرپ۔ اور۔ گو مز
نے بار بار یہی فقرہ دہرائے اور شروع کر دیا۔

”ییس باس!۔ ٹو ٹو ٹو ٹو ٹو۔ اور۔“ چند لمحوں بعد دوسری
طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”تمام ممبروں کو کال کر کے فائبر اشارہ بار کے سامنے پہنچ جاؤ۔ فاروق
وہیں موجود ہے۔ میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں۔“ وہاں ٹیکسٹ

پر عمران کا ٹیکسٹ ہوا ہے اسے چیک کرنا ہے۔ اور رائیڈ آف۔
گو مز نے کہا اور باقی بچہ کر ڈرائیٹر کٹ کر دیا اور اسے واپس میز کی

دروازہ میں رکھ کر وہ کسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کر کے متنبہ
نکل گیا۔

کمرے کا دروازہ ایک راہداری میں کھلتا تھا۔ راہداری میں سے ہوا
ہوا گو مز ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچا اور چند لمحوں بعد وہ کمرے

کے مرنے کی لفٹ کی طرف اوپر چڑھتا چلا گیا۔ جب اس کی حرکت رک گئی
تو گو مز نے کمرے کا دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔ اب وہ ایک اور راہداری

میں تھا۔ دوسرے لوگوں کے باتیں کرنے اور گفتگوں کی آوازیں ابھی

گو مز تیز تیز قدم اٹھاتا اس طرف بڑھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ پتھر ٹکڑے
کے ال میں پہنچ گیا تھا۔

چند لمحوں بعد اس کی سرخ رنگ کی سپورٹس کار کلب کی پارکنگ سے
باہر نکل رہی تھی۔ سڑک پر آتے ہی اس نے کار کی رفتار یکدم تیز کر دی

اور چاروں مینٹ تک مسلسل ڈرائیو کر کے بعد وہ فائبر اشارہ بار
کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے کار بار سے تھوڑی دُور پہلے ہی ایک ٹیک

سکی لگی کے اندر موڑ کر روک دی۔ جتنی آگے سے بندھتی اس لئے ٹریفک
میں رکاوٹ کا کوئی خطرہ نہ تھا۔

کار سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بار کی طرف بڑھنے لگا۔ یا سکے
رکڑے کے قریب ابھی وہ پہنچا رہی تھا کہ ایک مقامی نوجوان ایک ستون

کا آگے سے نکل کر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔
”کیا پورٹ ہے فاروق؟“ گو مز نے سرگوشیاں لیجے میں کہا۔

”وہ ابھی تک اندر ہے باس۔“ فاروق نے بھی سرگوشیاں لیجے
میں جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں نے ڈیوڈ کو کہا ہے کہ وہ ایکشن گرپ کو لیکر
پارک پہنچ جائے۔ تم جا کر ڈیوڈ سے طوار اسے کہہ دو کہ سب ہوشیار

ہوں۔ ہم نے اس آدمی کو اغوا کرنا ہے۔“ گو مز نے فاروق کو
ہدایت دیتے ہوئے کہا اور فاروق کے آگے بڑھ جانے کے بعد وہ خود

اپنے اسکے اندر دفین ال کی طرف چل پڑا۔ لیکن چند ہی قدم اٹھاتے وہ ایک
پھٹکے سے والپس مڑا اور سبائے اندر جانے کے وہ سائڈ میں سے

بازار بار بار کی پچھلی طرف جاتے لگا۔ پچھلی طرف ایک پتی لگی تھی اس

مجھے بڑھ گیا۔ اس نے گھریٹ فروش سے ایک پکیٹ سگریٹ خریدا اور
چائے دہن کرک کر اطمینان سے کھولنے لگا۔

ڈیوڈ باہر آیا اور جیسے سائینڈ پر کھڑی ہوئی کار کی طرف بڑھ گیا۔ یہ
ڈیوڈ کی کار تھی۔ اس کا رنگ نیلا تھا۔ اس کے پیچھے سفید رنگ کی
رک اور کار کھڑی تھی۔

ڈیوڈ نیلے رنگ کی کار میں بیٹھا اور چند لمحوں بعد کار رگیتی ہوئی مار کے
برآمدے کی طرف بڑھنے لگی۔ برآمدے کی سائینڈ میں ڈیوڈ نے کار روکی
اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔

خاروقی اچھی تک برآمدے کے ایک ستون کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔
اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اُسے کسی کی آمد کا انتظار ہو۔

میں دروازہ تو تھا لیکن اس دروازے کو لمبی لمبی کڑیوں کی پٹیوں کی
سے کیوں کے ساتھ جڑ دیا گیا تھا۔ گومز سر جھکا ہوا واپس پھرتا رہا۔ اُسے
اپنا کم خیال آتا تھا کہ کوئی مشکوک آدمی پچھلے دروازے سے نہ نکلا جائے
اور وہ سانس کی طرف سے ہی چیک کرتے رہ جائیں۔ لیکن پچھلے دروازے
کو مستقل بند دیکھ کر وہ مطمئن ہو گیا۔ اور دوبارہ جب وہ سانس کے
پرہیز یا تو اس نے برآمدے کے قریب ہی خاروقی اور ڈیوڈ کو کھڑے
دیکھا۔ وہ دونوں اس طرح کھڑے بائیں کر رہے تھے جیسے وہ دروازے
اپنا کم راستے میں ٹکرائے گئے ہوں۔

گومز، ڈیوڈ کو دیکھتے ہی اس کی طرف بڑھ گیا۔
”باس!۔۔۔ ہم سب پوزیشن میں ہیں۔“ ڈیوڈ نے گومز کا
قریب آتے ہی کہا۔

”سنو!۔۔۔ خاروقی کو ہمراہ رکھو۔“ وہ اس آدمی کی طرف اشارہ کرنا
جیسے ہی وہ آدمی باہر نکلے، اُسے اغوا کر کے کلب لے چلا ہے۔
اور سنو!۔۔۔ پوری طرح محتاط رہنا ہے۔ اگر وہ آدمی کوئی غلط حرکت
کرنا چاہے تو بے شک گولی مار دینا۔“ گومز نے ہدایات دیتے
ہوئے کہا۔

”مگر باس!۔۔۔ پہلے تو آپ نے اُسے گولی مارنے کے لئے کہا تھا۔“
ڈیوڈ نے کہا۔

”ہاں!۔۔۔ لیکن اب میں نے ارادہ بدل دیا ہے۔۔۔ پہلی بات تو یہ ہے
کہ اچھی اس بات کا یقین نہیں ہے کہ وہی عزمان ہے۔ اور دوسری بات
یہ کہ میں اس سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔“ گومز نے کہا۔

کا کہ ہے جنگے اور پھر اس طرف بڑھنے لگا بدھڑے بڑھنے کے لئے
 ہلکا تھا۔ اس نے ان کے ساتھ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا کیونکہ وہ سمجھ
 رہا تھا کہ آخر سے کیوں ٹریپ کیا جا رہا ہے اور ٹریپ کرنے والے
 کون لوگ ہیں جب کہ وہ ایک نئے میک آپ میں تھا، اور ظاہر ہے
 یہ میک آپ آتما بھر پور تھا کہ والف بھی اسے نہ پہچان سکا تھا۔

یہ کہیں آپ اپنا جیگر چھوڑ کر روئے ہیں؟
 "کلام میں بیٹھ جاؤ۔" غیر ملکی نے غارتے ہوئے نیلے رنگ کی کار
 کی طرف اشارہ کیا۔ اور آگے بڑھ کر کار کی پچھلی نشست کا دروازہ کھول دیا
 اور اس کو اتار ہوا۔ پہلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ غیر ملکی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا
 اب اس کے ساتھ میں رہا اور تھا اور وہ بڑا چرکنا نظر آرہا تھا۔ جب کہ مقامی
 نے ڈرائیونگ سیٹ سے منہ الٹی لی۔ اور دوسرے لمحے کار تیز رفتاری سے حکومت کرکے
 بڑھ گئی۔

آفرین تو کون ہو؟ — عوان نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔
 خاموشی میں بیٹھے رہو۔ جتنی دیر خاموش رہو گے۔ اتنی دیر زندہ
 رہو گے۔ غریبی کے کھٹ لہجے میں کہا۔

آفر تم رنگ کون ہو؟ — ہر عوان نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔
خاموشی میں بیٹھے رہو۔ جلدی دینا خاموش رہو گے۔ — آخری دیر زور دہ
ازدگے۔ غریب کی گئے رخت لہجے میں کہا۔

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں ایک چھڑی لے کر اس پر تھوکتے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کیسے کرتے ہیں؟ فرمایا: یہ تو زندگی کا راز ہے۔ عمر ان کے سوا کسی کو نہیں بتاؤں گا۔

غیر ملکی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اس کی پسلیوں پر رولز اور کادواؤں اور رمانوں پر مباحثہ کیا۔

کارخانہ تیز رفتاری سے شکر پروڈیسی علی جابر سی مٹی۔ عمل

کارِ صالحی نیز دھاری سے کمر پیکر کر رہی ہیں۔

عمران نے بیکس کے ادب میں جیسے ہی فائنو اشارہ بار کے مال سے باہر نکلا، وہ چابک ستون کی آڑ سے دو آدمی اس کی طرف تنگی اٹھ رہے تھے۔
عمران کو اپنے پہلوؤں پر دیوار کی نالوں کی چھین عکس عموئی۔

”خداوند! میرا سب سے سچا حلوہ دے۔“

وہیں طرف موجود ایک آدمی کی سخت آواز سنائی دی اور عمران جرحٹھکے
 لڑکے کا ہاتھ اس مرد کے گریب سے دیکھنے لگا۔

تو کون ہو تم؟ — عمران نے قدم سے سرخت لہجے میں کہا۔

کے ساتھ ہی اُسے اچھے کی طرف دھکیلا جائے گا۔ وہ دونوں اس سے

کے ساتھ ہی اسے اپنے بی بی جوت دیئے جا کے نکلا۔ دو دوں اس سے
 ملائیں بائیں موجود تھے۔ ان میں سے ایک متقی تھا جب کہ دوسرا غیر متقی
 لگتا تھا۔ حکم دہی غیر متقی ہی دے رہا تھا۔
 عمران مانتا تو ان دونوں سے آسانی سے نہٹ سکتا تھا لیکن اس

ایک سر پر پیچھے آنے والی کاروں کو دیکھ رہا تھا اور پھر اسے احساس ہوا کہ اس کے پیچھے صرف سفید رنگ کی کار ہی نہیں بلکہ ایک سرخ رنگ کی سپورٹس کار بھی ان کے قہقہوں میں پھٹی آ رہی تھی۔

”اوہ! پورا کارواں ہے۔ کہیں میری بارات تو نہیں لے جائے؟“ لیکن لڑکی غولہ بڑھتی ہوئی چاہیے۔“ عمران نے چند لمحوں بعد کہا ظاہر ہے زیادہ دیر تک خاموش رہنا اس کے لبس سے ہار تھا۔
”میں کہتا ہوں خاموش رہو۔“ عزیز علی نے اُٹھائی کر سخت بات میں کہا۔

”اجتماع کہتے ہیں تو رہا لیٹا ہوں۔ آخر کار شہ بابے کا بھی کوئی حق ہوتا ہے۔“ عمران نے یوں سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔

تھوڑی دیر بعد کار ایک عمارت کی عقبی سمت میں جا کر ٹک گئی اور کے پیچھے آنے والی دونوں کاریں بھی تیزی سے اس کے قریب آکر رکا گئیں اور پھر پانچ افراد ان کاروں سے نکل کر ان کی کار کے گرد بیٹھنے لگے۔ ان میں سے دو کے ہاتھوں میں شیش گینیں تھیں جبکہ دو پورا پورے سے رخ تھے اور ایک خالی ہاتھ تھا۔ وہ سب عمران کو لئے ایک دروازے میں گئے اور پھر مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ اسے ایک کافی بڑے ہال میں لے آئے۔

”اسے سٹون سے بانڈ دو۔“ خالی ہاتھ والے آدمی نے گلانہ ہاتھ میں کہا۔
”سنو! کیا تمہارے پاس کوئی گری نہیں ہے۔“ بھتی جہیز دا

ہے۔ ضروری ہے کہ وحشی قبائلیوں کی طرح درختوں اور ستونوں سے پھیل کر بانڈ جاتے۔“ عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

”بانڈ دو! سے۔“ یہ ضرورت زیادہ باتیں کر رہا ہے۔ میں غلطی ہی اس کی زبان بند کر دوں گا۔“ حکم دینے والے نے جیتنے ہوئے کہا پھر بیسوں کی مدد سے عمران کو سٹون کے ساتھ بانڈ دیا گیا۔ اور

بانڈنے والوں نے اپنی طرف سے اسے بانڈنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی لیکن عمران کے نقطہ نظر سے وہ ابھی انارڈی تھے۔ کیونکہ جس وقت انہوں نے رسیاں بانڈیں عمران نے سینے اور جسم کو اکڑا لیا تھا اس نے جب وہ بانڈ کر پادش ہوئے تو عمران کا جسم واپس نڈل پوزیشن پر آگیا اور اس طرح کس کس تر بانڈی گئی رسیاں قدر سے ٹوٹتی چلی گئیں۔

”ہاں۔ اب تم بناؤ کہ کاتھ عمران ہو۔“ اس کو حکم دینے والے نے اپنے ایک ساتھی سے مشین گن اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے عمران سے پوچھا۔ اس نے مشین گن کو نال سے پکڑ کر رکھا تھا۔

”ارے کمال ہے۔ صرف یہی پوچھنے کے لئے تم نے اتنا اہتمام کیا ہے۔“ بعضی یہ بات وہیں پوچھ لینی تھی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا کہ تم کی اولاد۔“ حکم دینے والے نے بیوقوفانہ غصے کی شدت سے جھنجھٹے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کا وہ ہاتھ بھینکی کی تیزی سے حرکت میں آیا جس میں اس نے مشین گن کو نال سے پکڑ رکھا تھا اور دوسرے ہاتھ ایک زوردار دھمکے سے مشین گن کا دستہ عمران کے بازو سے جھکرایا۔ ابھی شکر ہے کہ دستہ پٹاٹ

سطح کی طرف سے پڑا تھا۔ اگر وہ اسے سائیڈ میں رکھ کر مارتا تو عمان بازو کی ہڈی کو ٹوٹنے سے کوئی نہ بچا سکتا۔

عمان کے جہنم کے ایک جھکاکا گھناہیکین اس کے منہ سے کراویا تو ایک طرف رہی، اور یہ بھی آواز نہ نکلی بلکہ اس نے دانت بھینچے۔ اور اس کی آنکھوں میں وحشت کی جھلکیاں نمایاں ہونے لگیں۔

تم نے مجھے گالی دی ہے۔ شاید تمہیں یہ معلوم نہیں کہ میں کچھ برداشت کر لیتا ہوں۔ لیکن گالی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کا خدیوہ جھگڑا پڑے گا میں ماراں۔ اور سن لو کہ میرا نام عمار ہے۔ عمان نے دانت بھینچ کر ساٹھ لمبے میں جواب دیا۔

اوہ۔ مجھ پر غار ہے ہو۔ تم خیلوں کے لئے تو میرا نام وحشت زدہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس آدمی نے جوا ب جینے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ قدم آگے بڑھ آیا۔ عمان کی باتوں سے ہی مجھ گیا تھا کہ وہ گھٹیا درجے کا گز مہ ہے اس نے اس ٹاپ کی گنگو کر رہا ہے۔

اچھا۔ کیا نام ہے تمہارا۔ وحشت خاں؟ عمان نے بچے کو مڑکے دن بناتے ہوئے کہا۔ وہ دراصل یہ جاننا چاہتا تھا کہ آخر یہ لوگ کون ہیں۔

میرا نام ریڈ کالر ہے۔ سنا ہے کبھی یہ نام؟ گومز نے مزہ ایکسٹرم آگے بڑھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے عمان کے چہرے پر تعظیمانہ کے لئے ہاتھ لگھایا۔ عمان نے تیزی سے اپنا منہ ایک طرف کر کے اپنے چہرے کو تو بچا لیا البتہ گومز کا چپتر

پوری قوت سے اس کی گردن پر پڑا اور پٹاش کی آواز گونجی۔

اوہ۔ تو تم جو ریڈ کالر۔ یعنی گومز۔ یعنی ٹا جگر گروپ کے اہم آدمی۔ کبھی وہ مثال سنی ہے کہ گیدڑ کی جب موت آتی ہے تو وہ لٹکر کا رنج کرتا ہے۔ اور گیدڑ صاحب! تم نے بھی اب شہر کا رنج کر لیا ہے۔ مجھے۔ عمان نے سپاٹ لمبے میں کہا اور اس کے اس فقرے نے گومز کے تن بدن میں جیسے آگ لگا دی۔ اس نے غصے کی شدت سے ناپتے ہوئے اعلاز میں مٹین گن کا دست ایک بار پھر عمان کی۔ لپیلوں پر مارنا چاہا۔ لیکن دوسرا لمحہ شاید اس در سے لگھاگ کے لئے حیرت انگیز ثابت ہوا کیونکہ عمان کے دلوں اتھو جھلٹ پر بندھے ہوئے تھے گومز نے زرا وہ تیز رفتاری سے رات میں آئے اور دوسرے لمحے مٹین گن کا دستہ بجائے عمان کی بلیک پرنے کے اس کے ہاتھوں میں تھا جبکہ گومز نال کو پکڑتا رہ گیا۔ بین کیسہری جھنگے سے چھکی فولادی نالی اس کے ہاتھ سے نکلتی تھی۔ بی گومز اور اس کے ساتھیوں کے شاید کبھی خواب میں بھی یہ خیال نہ آ سکتا تھا کہ سیوں سے بندھا ہوا آدمی اتنی تیزی سے گھومتی، برقی بین گن اس طرح دھتے سے پکڑ کر سنبال ہی لے گا اس لئے وہ چند لمحوں کے لئے بے حرکت کھڑے رہے اور ان کی یہی حیرت انہیں لے ڈوبنا دیکھ کر عمان نے مٹین گن جھپٹنے ہی ناکر کھول دیا اور دوسرے لمحے گومز کے ہاتھوں میں لپٹا ہوا تھا۔ گومز نے تھپتھپانے کی طرح قورق پر گرتے چلے گئے۔ مٹین گن سے نکلنے والی گولیوں کی بوجھاڑ نے انہیں کراہنے کی ہمت بھی نہ دی تھی۔

نہا اور پھر بے حس و حرکت ہو گیا۔

عمران نے گومز کے دھیر ہو سنے ہی تیزی سے اپنے منہ کے گرد ہاتھ لٹکائے اور دھیر ہو سنے میں لگے ہوئے بیٹوں کی مدد سے بازو اور ہاتھوں کے گرد بندھی ہوئی رسیاں چونکہ پہلے ہی کاسٹ باقی اس لئے باقی رسیاں کھولنے میں لمبے کوئی وقت پیش نہ آئی وہ چند لمحوں بعد ہی وہ رسیوں سے آزاد ہو چکا تھا۔

عمران نے گومز کو صرف اس لئے ہوش کر دیا تھا کہ رسیاں کھولنے کے لئے اس کا اس کی توجہ مبذول اور اس پر جوشن تو ایک لمحے میں بدلی جاسکتی تھی۔ اس سے آزاد ہوئے ہی اس نے مشین گن ایک طرف چھپائی اور پھر اگلے بار کمر کر ایک ریوا اور اسٹیل اس سے جیب میں ڈال کر وہ جھکا اور اس نے گومز کو اسٹیل کا نذرہ پر لا دیا۔ باہر سے اندر آنے کا راستہ وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔ اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ راستے میں ان کا گڑا اور کسی آدمی سے نہ ہو سکتا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ اور کوئی آدمی وہاں موجود نہ تھا۔ چنانچہ گومز کو کا نذرہ پر ڈالے وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پھر تھوڑی سی دیر بعد وہ اسی دروازے سے باہر آگیا۔ اب اسے تینوں کاریں موجود تھیں۔

عمران نے نیلے رنگ کی کار کا دروازہ کھولا اور گومز کو فرنٹ سیٹ کے نیلے حصے میں بیٹھا کر کے چنایا۔ وہ اسے پچھلی سیٹوں کے درمیان لٹکے کا رنگ نہ لے سکتا تھا۔ کیونکہ گومز کو کسی بھی وقت ہوش آسکتا تھا۔ اس کو ایڈجسٹ کر کے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے وہ کار ڈرائیو کرنا تیزی سے چلی گئی۔ اس نے منظر کو دیکھ کر ہنس دیا۔

اپنے آدمیوں کے گسٹے ہی گومز کے سامنے چلا گیا اور اس نے تیزی سے جیب سے ریوا اور ٹکٹے کی کوشش کی۔ لیکن ظاہر ہے عمران اس کے انتظار میں تو نہ کھڑا رہ سکتا تھا کہ گومز ریوا اور نکال کر اسے گولی مار دے۔ اس لئے جیسے ہی اس کا ہاتھ جیب سے باہر نکلا، ایک بار پھر مشین گن لگائی اور ریوا اور گومز کے ہاتھوں سے نہ صرف نکل گیا بلکہ اس کے۔ کئی ٹکٹے فزیشن پر پڑ گئے۔

خبردار اب اگر حرکت کی تو سیدھا چھلنی کر دوں گا۔ عمران نے چیخے ہوئے کہا اور گومز نے بے انتہاء ہاتھ اور اٹھائے۔ کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ کسی بھی طرح مشین گن کی گولوں کی زد سے نہیں نکل سکتا۔ کیونکہ دروازہ اس کی پشت پر تھا۔ اور کافی فاصلے پر تھا۔ پھر اسے اندر سے بھی بند کر دیا گیا تھا۔ ظاہر ہے مشین گن کی گولوں نے اسے مرکز دروازے تک پہنچنے کی مہلت نہ دی تھی۔ اس کا پھولا ہوا بازو پورے فزیشن پر ہی ٹکٹے پکپک ساگیا تھا۔

عمران کا جسم اب بھی رسیوں سے بندھا ہوا تھا لیکن اس کے دونوں بازو نہ صرف آزاد ہوئے بلکہ اس کے ہاتھ میں مشین گن بھی موجود تھی۔ اور یہی مشین گن ہی گومز کو بے بس کئے ہوئے تھی۔

آگے آؤ۔ اور میرے پیروں کی رسیاں کھولو۔ جلدی کرو۔ وہ نے عمران نے غرائے ہوئے کہا اور گومز دانت بچھنے ہوئے آگے بڑھا اور پھر نیلے ہی وہ رسیاں کھولنے کے لئے جھکا، عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور پٹانے کی آواز کے ساتھ ہی گومز چنایا۔ عمران کے قدموں میں ہی دھیر ہو گیا۔ اس کا جسم چند لمحے کے لئے

ہمارے مختلف مشرکوں پر گھناؤنا شروع کر دیا۔ وہ تعاقب کو چیک کرنا چاہا۔
 تھا اور جب اسے اچھی طرح یقین ہو گیا کہ تعاقب نہیں ہو رہا تھا تو
 اس نے کار کا رخ وائش منزل کی طرف موڑ دیا۔
 وائش منزل کا گیٹ کھولا کہ وہ کار کو اندر لیتا چلا گیا۔
 وہ کار کا دروازہ کھولی کہ باہر نکلا۔ بلیک زیرو برآمدے میں آگیا۔
 یہ کس کی کار لڑا اللہ نے عمران صاحبؑ؟ بلیک زیرو تھا۔
 اس نئی کار کو دیکھ کر آپریشن روم سے باہر آگیا تھا۔
 اڑا کر نہیں۔ بلکہ چلا کر لایا ہوں۔ تم اس کار کو اچھی طرح
 چیک کر لو۔ کہیں اس میں کوئی چنگیک سسٹم نہ ہو۔ میں ذرا اس
 مالک سے انٹرویو کروں۔ عمران نے گورنر کو باہر کھینچے۔
 کہا۔ گورنر بدلتے بدلتے ہوش تھا۔ عمران نے اسے کار سے باہر کھینچا۔
 کاغذ پر فالو اور گیٹ روم کی طرف بڑھ گیا۔
 عمران نے گورنر کو گیٹ روم میں لایا اور پھر دروازہ کھول کر باہر
 آگیا۔ باہر سے اس نے دروازے کو سپیشل ٹاک کیا۔ پھر وہ آپریشن
 کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو چنگیک راڈ انتہ میں پکڑے برآمدے
 باہر کار کی چنگیک میں مصروف تھا۔ عمران کے کمرے پر بیٹھتے ہی بلیک
 بھی واپس آگیا۔
 "کار میں کوئی چنگیک سسٹم نہیں ہے۔" بلیک زیرو نے
 کو واپس الملہ می میں رکھتے ہوئے کہا۔
 "جولیا کی طرف سے کوئی رپورٹ۔" عمران نے بنیدہ
 میں پرچیا۔

یہیں سر۔ جولیا نے نفانی کی ڈیوٹی گورنر رشید کی نگرانی کے
 لئے لگائی تھی۔ نفانی نے وہاں موجود ٹیلر کو اٹھا کر کہے اس کے کارڈ
 پر قید کر لیا ہے اور اب وہ ٹیلر کے میک آپ میں گورنر رشید کے پاس
 موجود ہے۔ اس نے جولیا کو رپورٹ دی ہے کہ اس نے اس کے پاس
 نان ٹیپ کر لیا ہوا ہے۔ اور ویسے گورنر رشید سے نہ ہی کوئی ٹیپ
 آیا۔ اور نہ ہی وہ باہر گیا ہے۔ البتہ فون کالیں آ جا رہی ہیں۔ بس
 ان کال اتنی ہی رپورٹ ہے۔ بلیک زیرو نے کہا۔
 "ٹھیک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس ٹیپ کا آدمی نہ ہو۔ بس
 ایک آٹلیا تھا۔ کیونکہ گورنر رشید کا تعلق انٹیلیجنس فورس سے
 ہے۔ اگرچہ چوہدری منشیات کی بین الاقوامی تنظیم سے تعلق تھا۔ اس
 نے اس کی گورنر رشید سے گہری دوستی کوئی نہ کوئی رنگ دکھا سکتی تھی۔
 بہر حال فون ٹیپ سے صحیح صورت حال سامنے آ جائے گی۔ عمران
 نے سر جھلاتے ہوئے کہا۔
 یہ بہانہ کون ذات شریف ہیں؟ بلیک زیرو نے گورنر کے
 تعلق پر چیا۔
 یہ صاحب گیدڑ ہیں۔ اور موت انہیں شہر میں لے آئی ہے۔
 بہال ریڈ کار عرف گورنر عرف ڈاٹر گروپ کے اہم نمبر ہیں۔ مجھے
 انکار کرنے کی حماقت کر دیتے تھے۔ اور اب اس حماقت کا نیا ہیجان
 ہے میں۔ عمران نے کہا اور پھر مین پر کھانا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف
 لٹکا دیا اور پھر سچوڑا اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔
 فیاض پرنسٹنٹ آف انٹیلیجنس بیورو سپیکٹ۔ چند

ٹھوں بعد دوسری طرف سے نیاصل کی تمکد آواز سنائی دی۔ علاحدہ مکر
نے اس کے گھروں کی آواز کیونکہ وقت ختم ہو چکا تھا۔ لیکن نیاصل
نے گھر سے صحت جواب دیتے ہوئے اپنا پورا عہدہ بتانا ضروری سمجھا
اور لہجہ ایسا تھا کہ جیسے کسی ماتحت کو ڈانٹ رہا ہو۔

”تم مجھے رپورٹ دیتے بغیر دفتر سے چلے گئے۔ کیوں؟“
عمران کے منہ سے جو آواز نکلی اسے سنتے ہی سامنے بیٹھا ہوا ملک
چونک اٹھا۔ کیونکہ عمران سر جان کے مخصوص لہجے میں بول رہا تھا۔
”اوہ سر۔۔۔ میں نے رپورٹ تو دی تھی سر۔۔۔“
نئے سیکرٹ بولکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اور عمران بے اختیار
کھانے لگا۔ کیونکہ اس نے ٹولس واؤ کیلئے تھا۔ لیکن اب اس کے کانوں
کے نیاصل بقاعدہ سر جان کو رپورٹ دے کر نکلا تھا۔

”یہ رپورٹ تھی احمق۔۔۔ ٹولس! اسے رپورٹ کہتے ہیں
عمران نے دوسرا واؤ کیلئے ظاہر ہے اس کے سوا وہ اور کچھ بھی کیا سکتا تھا
سس۔۔۔ سر!۔۔۔ ابھی میں تحقیقات کر رہا ہوں سر۔۔۔“
کا لہجہ اور زیادہ بولکھلا گیا تھا۔

”کیا تحقیقات کر رہے ہو؟“ کیا کیلو ڈھونڈ رہے اب تک؟
نئے۔۔۔ عمران نے اور زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

”سر! ڈاؤنجر روپ کو ڈھونڈ رہا ہوں سر۔۔۔ میں جلد ہی
گرفتار کروں گا سر۔۔۔“ نیاصل نے جواب دیا۔

”تمہیں ڈاؤنجر روپ کے متعلق کس نے رپورٹ دی تھی۔ کہا
ملاقات یہ کیوں؟“ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔ وہ دراصل نیاصل

ہرگز جانتا تھا کہ وہ اصل بات بتانے سے جھجھک رہا ہے۔

”جنگ۔۔۔ جناب!۔۔۔ میں نے بتایا ہے سر آپ کو۔۔۔ کہ ایک مخبر
نے اطلاع دی تھی سر۔۔۔ نیاصل نے رو دینے والے لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”جب کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہیں ایک ملازم ڈی بی نے یہ
اطلاعات پہنچائی ہیں۔ کیوں؟“ عمران نے آخر کار اصل
واؤ کیلئے ہی دیا جس کی خاطر اس نے فون کیا تھا۔ کیونکہ وہ نیاصل کی
ساتھ کو سمجھتا تھا کہ وہ زندگی بھر کبھی انکار نہ کرنا کہ اسے معلومات دہانی
دینی سے ملی ہیں۔ وہ دراصل رافٹ کے ایڈیٹر کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔
سس۔۔۔ سر۔۔۔ وہ ملازم نہیں ہے سر۔۔۔ شراف آدمی ہے۔
اور بادی آدمی ہے سر۔۔۔ نیاصل کی بولکھلا ہٹ پور نے عروج پر پہنچ
چکی تھی۔

”نیاصل!۔۔۔ میرے خیال میں اب تمہیں پاگل خانے بھیج دیا جائے۔
ہم آدمی!۔۔۔ ڈی بی ایک بین الاقوامی تنظیم راکوش کامیٹی سربراہ ہے
ہرگز اسے شریف اور کاروباری آدمی کہہ رہے ہو۔ یہ سچی تمہیں
ابن عمران نے تو نہیں پڑھائی۔“ عمران نے لہجہ کو سخت بناتے
کہتے کہا۔

”سس۔۔۔ سر!۔۔۔ وہ تو اچھوٹا ایکسپورٹ کا کام کرتا ہے سر۔
لہجہ معلوم نہیں تھا کہ وہ مجرم ہے سر۔۔۔ اور سر! عمران تو مجھے ملا
ہی نہیں سر۔۔۔“ نیاصل اب بقاعدہ روٹے پر اتر آیا تھا۔

”تم عمران سے فوراً ملو۔۔۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ مجرموں کی راہ پر

کہہ دو کہ وہ میرے فٹ کے عقبی راستے سے جا کر اس نقلی فیاض کو رہا لے آئے۔ اس کے بعد وہ کہیں گے کہ یہ کون ذات شریف ہیں؟
 عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

عمران پہلے ڈرائیگ دم میں لگا اور پھر اپنا میک آپ صاف کر کے وہ گیسٹ دم کی طرف آیا۔ اُسے یقین تھا کہ اب گومز کو ہوش آچکا ہوگا۔ چنانچہ اس نے لاک کھولنے سے پہلے سائیڈ میں لگا ہوا ایک چوہا یا تو دروازے کے ساتھ دیوار میں ایک چوٹا سا چوہا سکرین کا طرح روشن ہو گیا۔ اور اس پر کمرے کا اندرونی منظر نظر آ رہا تھا۔ عمران نے دیکھا کہ گومز پر لٹائی کے عالم میں کمرے میں ٹھہل رہا تھا اس کے ہر پرشیدہ الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران نے سکرلے ہوئے جین آؤٹ کیا اور چھ لاک کھول کر اس ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔ اس وقت گومز کمرے کے دوسرے سر پر تھا۔ عمران نے اندر پہنچ کر دروازے کو بند کر دیا۔

گومز اب حیرت سے کھڑا عمران کو دیکھ رہا تھا۔ ظاہر ہے عمران ایک آپ صاف کر چکا تھا۔ اس لئے گومز کو اُسے پہچاننے میں الجھن ہو رہی تھی۔

”تمہیں کدو شش آگیا مشرب کا معرفت گومز؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم عمران ہو۔ یہ تمہاری اصل شکل ہے یا پہلے والی اصل تھی؟“ گومز نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”میں نے بچپن میں گرگت کھالیا تھا اس لئے ہر لمحہ شکلیں بدلتی رہتی

بہر حال جس شکل کو میری اصل مان لوں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”تم واقعی ضرورت سے زیادہ تیز رو۔ مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں اس اغوا کرنے کے چکر میں پڑ گیا۔“ گومز نے ہاتھ جھٹکتے ہوئے باب دیا۔

”انسان غلطی کا پتلا ہے۔“ گومز نے۔ لیکن غلطی کا عیانہ بہانہ چھٹا ہی پڑتا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم دوسری غلطی نہ کرو گے۔ لیکن میں لیبارٹری کا پتہ بتا دو گے جہاں شریخ فائر تیار کیا جاتا ہے۔“ عمران نے سکرلے ہوئے کہا۔

”شریخ فائر؟“ کیا ہوتا ہے؟“ گومز نے چونکتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں پیدا ہونے والے تاثرات عمران کی تیز نظروں سے چھپنے نہ رہ سکے۔

”مک اڈم ڈاجر گروپ کے اہم آدمی کو تو یہ نہیں پوچھنا چاہیے۔“

نہاری ابھی اتنی حیثیت نہیں تھی کہ تمہارا کیا کے مقابلے میں آجائو۔“

عمران نے لہجے کو سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ! تم بھی اُنیا کے ایجنٹ ہو۔ لیکن میں تو یہ بتا گیا تھا کہ ایکٹ سرورس کے لئے کام کرتے ہو۔“ گومز نے حیرت سے اچھٹے ہوئے کہا۔

”تمہیں درست بتا گیا تھا۔“ حیثیات سیکرٹ سرورس کے دائرہ کار کی نہیں آتیں۔ اس لئے حیثیات کی حد تک میرا تعلق اُنیا سے ہے۔“

عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”ہونہ۔ لیکن تم مجھ سے کچھ نہ اٹھوا سکو گے۔ اس بار“ ناظر اچھلا تھا۔

”ذہن میں بچاؤ“۔ گو مزے نہ ہو، لیکن میں جواب دیتے ہوئے گنگوڑا۔ مجھے تمہاری یہ خود اعتمادی پسند آتی ہے۔ اس کے جسم نے یوں جھٹکا کھایا جیسے وہ اپنا توازن درست کر رہا ہو۔

لائن کے آدمی میں ایسی ہی خود اعتمادی ہونی چاہیے۔ لیکن وہ میں ذرا دوسری قسم کا آدمی ہوں۔ میں پوری دنیا میں عدم تشدد کا علم ہوں اس لئے تشدد کو پسند نہیں کرتا۔ البتہ مجھے زبان کھڑکے ایسے طریقے آتے ہیں کہ آدمی دوستانہ حول میں ہی سب کچھ کر سکتا ہے۔ اگر لائق نہ آئے تو تجربہ پیش کروں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم جو چاہتے رہو۔ میری زبان نہیں کھل سکتی؟“ نے ہونٹ بھیچتے ہوئے کہا۔ اس نے عمران پر حملہ کرنے کی قطعاً کوشش کی تھی۔ شاید وہ ذہنی طور پر عمران سے مرعوب ہو چکا تھا یا پھر شاید وہ کسی ایسے موقع کی تلاش میں تھا۔

”اور کسے۔“ معترضہ ہو جاؤ۔“ عمران نے یوں کہا جیسے مار جھین سے کسی بچے کو ہلا کر اسے معمول بننے کی تیاری کا حکم دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر دروازے کے ماتھے پر سوچے بڑھ کر پر ایک بین کو دوبارہ مخصوص انداز میں پریس کر دیا۔ اور اس کے پریس ہوتے ہی سامنے کھڑا ہو گا گوزن یوں اچھلا جیسے اس کے سر میں کرنٹ لگا گیا ہو۔ حالانکہ کرنٹ کی بجائے اس کے پیروں تلے موز آفس کارپٹ یوں سمٹ گیا تھا جیسے کسی نے اسے یکھٹ کیسٹ لیا ہو۔ اچانک کارپٹ کے سمٹ جانے کی وجہ سے گوزن گرنے سے بچنے

جیسے ہی گوزن کا جسم فرش سے چٹا، عمران نے اسی بین کو دوبارہ پریس کر دیا۔ اور گوزن کے جسم کو یوں جھٹکے گئے گئے جیسے اس کے جسم میں تیزابوں اور لٹکے کارٹ ڈوڑر رہا ہو۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار تیزی سے اجھلنے چلے آئے۔

”روکو۔“ اس کرنٹ کو روکو۔ میری گینٹ ٹوٹ جائیں گی۔“ گوزن نے تیری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اب اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا اور چہروں بگڑ گیا تھا جیسے چہرے کے عضلات مخالف سمتوں میں کھینچے جا رہے ہوں۔

”میں تو کچھ بھی نہیں کر رہا مگر گوزن۔“ میں کو عدم تشدد کا علمبردار

ہولہ!۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ لیکن گومز کی حالت تیز بہار ٹوٹ پڑے گی۔۔۔ عمران کے یوں کہا جیسے بچے کو پہلالتے ہیں۔
 سے جگرتی چلی جا رہی تھی۔
 عمران جانا تھا کہ گومز کے اعصاب ختم ہو رہے ہوں گے۔ اس کے ہر وارنٹ کے کنٹرول میں ہے۔۔۔ اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ
 کی ایک ایک رگ تیز کیسے کھینچتی جا رہی ہوگی۔ فرش سے نکلنے والی انگڑائی میں تو کچھ شمس گروپ کا اظہار ہوئی اور انکیشن گروپ بھی تہارے ہاتھوں
 ریز براہ راست اعصاب پر اثر انداز ہوتی تھیں۔
 دوکر۔۔۔ نڈا کا ڈسٹیک دوکر۔۔۔ میں معافوں گا۔۔۔ میں سب کچھ بتا۔۔۔ پانی لا دو۔۔۔ گومز اب دھونے پر اتر گیا۔
 دوں گا۔۔۔ گومز نے اس طرح ہرج ہرج کر کہا جیسے کوئی شخص کسی گہری گھاٹی
 میں گرتے ہوئے چیخ رہا ہو۔
 عمران نے ہاتھ بڑھا کر اسی مٹن کو ایک بار پھر پس کر دیا اور کہا۔۔۔ گومز نے اس کو
 کا بڑی طرح کا غیاب ہوا جسم تیزی سے طاقت ہونا شروع ہو گیا۔ اس کا
 باہر کو ابھتی ہوئی آنکھیں معمولی پر آنے لگیں۔
 یہ تو بالکل معمولی ڈنڈ تھی مگر گومز۔۔۔ آخر عدم تشدد کا علمبردار دوں
 پر فخر تو نہیں کر سکتا۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔
 مجھے پانی دو۔۔۔ پانی۔۔۔ میری جان بچ رہی ہے۔۔۔ گومز
 نے اسٹینسی کو شمشیر کی۔ لیکن اس کا جسم اسی طرح فرش سے چٹا رہ گیا۔
 چلو اچھا ہے۔۔۔ نکل کر جانے دو۔۔۔ جا کر پانی پی آئے گی۔
 عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔
 میں سب کچھ بتا دوں گا۔۔۔ پانی پلاؤ۔۔۔ گومز نے پھر چہرے اڑائے
 ہوئے لہجے میں کہا۔
 جب بتا دوں گے تو پانی ہی مل جائے گا۔۔۔ اور پانی ہی کیا۔۔۔ تمہیں
 شربت دلی بہار پلاؤں گا۔۔۔ ایسا شربت کہ تمہارے خزانہ رسیدہ دل پر

اچھا۔۔۔ پھر مجھے سلیمان کو کوئی مضبوطی جو قی نے کر دینی پڑے
یقیناً وہ جو قی تڑوائے بیٹھا ہوگا۔ یہ اور قصصان ہوا۔۔۔ عمران
اس زمانے ہوئے کہا۔ اور ایک نیر و بات مسجد کو بے اختیار قہر بردار
انہیں پڑا۔

عمران نے ریسور اٹھا کر منبر گھمائی شروع کر دیئے۔
جولیا سپیکنگ۔۔۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔
ایکٹو۔۔۔ عمران نے مضمر صلیب سے کہا۔
نفاقی کی طرف سے کرتی رپورٹ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

نوسر۔۔۔ ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں آئی۔ شائد رات کو کوئی
اٹ آئے سر۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔
اچھا سنو۔۔۔ صفدر۔۔۔ گیشیل اور نویر کو شمس کالونی کے پہلے
ہک پر مقیم اور۔۔۔ میں عمران کو دباں صحیح رہا ہوں۔۔۔ عمران اس ٹیم
نایک کرے گا۔ ممبروں کو پوری طرح مسلح ہونا چاہیئے۔ اور تم جو دباں
کہا تھے کہ نفاقی کے پاس پہنچو اور دباں سے گوھر رشہ کو اغوا کر کے
بلاش منشی پہنچاؤ۔۔۔ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

نفاقی کے سر۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔
تم کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے۔۔۔ عمران نے سخت
بلے میں کہا اور ریسور رکھ دیا۔

ظاہر۔۔۔ تم دوسرے مہمان سے پوچھ گچھ کر دو کہ وہ کون ہے۔؟
لوگوں فیاض کے ایک آپ میں میرے ٹیٹ میں پہنچا تھا۔ میں فدا
اب دوا اور مہمانوں کو لے آؤں۔۔۔ عمران نے کہا۔

باس۔۔۔ مجھے نہیں معلوم۔۔۔ اس کبھی ملنے نہیں آیا۔۔۔ بعید
ٹرانیٹر پر بات کرتے ہیں۔۔۔ اسے صرف ایک آدمی جانتا تھا۔ لیکن وہ
مرچکا ہے۔۔۔ گوئرنمنٹ جواب دیا۔
اور وہ آدمی ارشد چودھری تھا۔۔۔ عمران نے مسکرتے ہوئے کہا۔

اوہ!۔۔۔ تم جانتے ہو اسے۔۔۔ تم اٹھ کر کیا چیز ہو۔۔۔ میں نے آٹ
مک خوفناک سے خوفناک تشویرداشت کیا ہے۔ اور کبھی زبان نہیں
کھولی۔ لیکن تم نے مجھے لکھا ہے کہ میں سب کچھ بتائے جا رہا
ہوں۔۔۔ گوئرنمنٹ کے لیے میں شدید حیرت تھی۔

بتایا تو ہے میں نے کہ میں عدم تشویر کا طلب وار ہوں۔ اب تم خود
دیکھو۔۔۔ میں نے نہیں اچھی سمجھی نہیں لگتی۔ بہر حال تمہارا شکریہ کہ
تم نے میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔۔۔ عمران نے مسکرتے ہوئے کہا۔
پھر اٹھ کر مٹن کو فخر صحت آواز میں پریس کیا اور ساتھ ہی دروازہ کھولا
کہ وہ باہر نکلا۔ اسے معلوم تھا کہ گوئرنمنٹ ہی محلوں میں داخل ہو جائے گا اور
صورت حال اب خاصی حد تک واضح ہو گئی تھی۔ اور اب وہ تیزی سے آکشن
میں آنا چاہتا تھا۔

عمران صاحب!۔۔۔ بڑی دیر لگ دی آپ نے۔۔۔ وہ آپ کا دوسرا
مہمان بھی پہنچ چکا ہے اور اسے میں نے سیکورٹ گیسٹ روم میں پہنچا دیا
ہے۔۔۔ بلیک زیرو نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی کہا۔

اچھا اس سے بھی نہ پٹ لیتے ہیں۔۔۔ ویسے یہ بتاؤ کہ اس کی کمپوزی
پر بال بھی رہ گئے ہیں یا نہیں۔۔۔؟ عمران نے کہا۔
بال۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ بال تو ہیں۔۔۔ بلیک زیرو نے چونکے ہوئے کہا۔

آپ شامہ دانش منڈل کو ہونٹ بنا چاہتے ہیں۔۔۔ ایک۔۔۔

یہی نے منہ جاتے ہوئے کہا۔

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

نکھر کر وہ سوپر فیاض سے سارا کرایہ یکمشت وصول کر کے دے گا۔

گل۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیز تر قدم اٹھا کر آگے بڑھ گیا۔

سے ابتر نہل گیا۔

ی بات ہے کہ سر رحمان کو فون کر کے پوچھ لو۔۔۔ فیاض کی بیوی نے

مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

ہاں۔۔۔ پوچھ لوں۔۔۔ جیسے میں ان کا ماتحت نہیں۔۔۔ بلکہ وہ میرے

ماتحت ہیں۔۔۔ وہ تو پہلے ہی مجھے پاگل خانے جھوٹے پر تھے بیٹھے ہیں۔

فیاض نے منہ جاتے ہوئے کہا۔

اے اے!۔۔۔ اچھا تو آپ اس نے پریشان ہیں۔۔۔ فیاض کی بیوی

نے ہنستے ہوئے کہا اور فیاض نے ایسا منہ بنالیا جیسے کوئین کی گولی غلطی

سے چبا جیٹا ہو۔

نخواستہ اول نہ جلاؤ۔۔۔ میں پہلے ہی پریشان ہوں۔۔۔ بہر حال

اب مجھے عمران کو ڈھونڈنا ہو گا۔۔۔ فیاض نے کہا اور ساتھ ہی اس

نے سپورٹسٹر عمران کے فیلڈ کے قبر گھمانے شروع کر دیئے۔

میں سلیمان ابن نعمان پرنس آف ماسان سپرنگ۔۔۔ دوسری طرف

سے سلمان کی آواز سنائی دئی۔

تھیں تیز سے بات کر رہے تھے۔۔۔ جب بولتے ہوئے اس طرح

کہا کرتے تھے۔۔۔ عمران کہاں ہے۔۔۔ میں سوپر فیاض بول رہا

ہوں۔۔۔ فیاض نے کرفت ہجے میں کہا۔



فیاض نے ریسور کر ٹیل پر رکھ کر باقاعدہ پیشانی سے پسینہ پونچھا۔

شروع کر دیا۔

کس کا فون تھا۔۔۔ آپ تو میت گھولتے ہوئے ہیں۔۔۔ خیر ہے!

فیاض کی بیوی نے کمرے میں داخل ہوئے ہوئے پوچھا۔

سمجھیں نہیں آتا۔۔۔ ابھی سر رحمان کو رپلٹ دے کر آ رہا ہوں۔۔۔

ابھی پھر انہوں نے فون کر کے نئے سرے سے رپلٹ مانگنی شروع کر دی

اور پھر ان کے پاس ایسی اطلاعات بھی ہیں جو کسی بھی صورت میں ان کے

پاس نہیں پہنچ سکتیں۔۔۔ فیاض نے اٹھتے ہوئے ہجے میں کہا۔

تو کیا ہوا۔۔۔ آخر وہ ڈائریکٹر جنرل ہیں۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے

اطلاعات حاصل کر کے اسے اور بھی ذرائع قائم کر رکھے ہوں۔۔۔ فیاض

”اوه! پھر فیاض صاحب۔ ابھی بڑی مشکل سے ایک فیاض کو جگایا ہے۔ یہ سارے فیاضوں نے مجھے ہی تنگ کرنے پر کمر کیں بازو رکھی ہے۔“ دوسری طرف سے سلیمان نے بیزار اور گلتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کس فیاض کو جگایا ہے؟“ فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”اوه! ایک نئی فیاض آگیا تھا۔ سالہ دو بار پائے پی گیا۔ لیکن مجھے پتہ چلا کہ وہ نقلی ہے تو میں نے بھی گن گن کر دس جوتیاں ماری جیس اس کے سر پر۔“ یلہائی نے جواب دیا۔

”کیا بکواس ہے۔ جلتے ہو کس سے بات کر رہے ہو۔ گرفتار کر کے جیل میں ڈال دوں گا۔ چہرہ کیوں گا کہ قریب کون چھڑا ہے؟“ فیاض ہنستے ہوئے ابھڑ گیا۔ اس نے سمجھا کہ سلیمان اس سے مذاق کر رہا ہے۔

”وہ بھی ایسی ہی باتیں کر رہا تھا جوتیاں کھانے سے پہلے۔ دوسری طرف سے سلیمان نے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور فیاض کو لوریں مسوری ہوا جیسے اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی ہو۔ غصہ اب اس کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بڑی طرح جگڑ گیا اور دم کھپنے لگا۔

”خیر میں۔ مجھے بات کرنے دیں۔“ اچانک فیاض کی ہیری نے فیاض کے لہجے سے رسوا دیتے ہوئے کہا۔

”میں اسے گولی مار دوں گا۔ اس نے میری بے عزتی کی ہے۔“ اس نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہیلو سلیمان!۔ میں سلمیٰ بولی رہی ہوں۔ کیا تمہیں عمران نے بھی لہایا ہے کہ تم ہر شخص کی بے عزتی کر دو۔“ فیاض کی ہیری سلمیٰ نے ہتائی تلخ لہجے میں کہا۔ ”اُسے بھی شاید اپنے شوہر کی ایک باورچی کے قتل بے عزتی پر دیکھ بیٹھا تھا۔“

”اوه بیگم صاحبہ!۔ اب بیگم صاحبہ! اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ فیاض صاحب خواف محو پر بازو اٹھ رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ تھوڑی دیر پہلے فیاض صاحب فلیٹ میں آئے اور گئے دھکیاں دینے۔ وہ عمران صاحب کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ پہلے اُنہیں انہیں ٹانگ مارا۔ لیکن جب وہ حد سے بڑھ گئے تو میں نے خفیہ طور پر عمران صاحب سے بات کی۔ انہوں نے کہا کہ فلیٹ میں آنے والا اصلی فیاض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انہوں نے چند لمحے پہلے فیاض صاحب سے نوں پر بات کی ہے۔ چنانچہ ان کے کہنے پر میں نے اسے چائے کی پیوٹھی کی دوا ملا کر دے دی۔ اور بیگم صاحبہ!۔ اس کے پیوٹھی سے ہی میں نے اپنا انتہام لیا اور جوتیاں مار دیں۔“ اس سے اصل قصہ۔

”اب فیاض صاحب کا فون آگیا تو میں نے اس لئے یہ بات کہی ہے۔“ سلمان نے انتہائی نرم اور موقبہانہ لہجے میں کہا۔

”اوه!۔ وہ نقلی آدمی کہاں ہے؟“ بیگم فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”اُسے عمران صاحب نے اٹھوایا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں

سرجہ رہا تھا کہ آخر اس کے میک آپ میں کون عمران کے فیٹ میں گیا ہوگا۔ اور اس کا یہ بہرہ بھرے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ لیکن جب اس کی سمجھ میں کوئی بات نہ آئی تو اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اس بار سے میں وضاحت عمران ہی کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے عمران کو ڈھونڈنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور چونکہ اس نے سلیمان کی بات سن لی تھی کہ اس نے عمران سے خفیہ بات کی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ جانتا ہے کہ عمران کہاں مل سکتا ہے۔ اس لئے اس سے پوچھا جاسکتا ہے چاہے زبردستی ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔

چنانچہ فیاض ڈولیسنگ دم کی طرف بڑھ گیا تاکہ اس بدل کر عمران کے فیٹ پر جا کر وہ سلیمان سے پوچھ کچھ کر سکے۔

”جہ۔ سلیمان نے جواب دیا۔
 ”ایسا شیک ہے؟“ فیاض کی بیوی نے رسیور رکھ دیا۔ فیاض بھی اسے آنکھیں پھاڑنے لگا رہا تھا۔
 ”یہ کیا پکڑ ہے۔ تمہاری جگہ نفی فیاض وہاں کیسے پہنچ گیا۔“
 فیاض کی بیوی نے کہا۔

”اوہ!۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی لمبی گزیر ہو رہی ہے۔ اور اب یہ بات بھی واضح ہو گئی ہے کہ اُمی سر رحمان کا جو خوفن آیا تھا وہ سر رحمان کا نہیں تھا۔ بلکہ عمران سر رحمان بن کر مجھ سے ملا اگلا رہا تھا۔“
 فیاض نے ہنٹ کا شتہ ہونے کہا۔

”میری سمجھ میں تو یہ سارا پیکر نہیں آ رہا۔“ سلیمان آپ کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اس آدمی نے اتنا کامیاب روپ بدل لاکہ وہ جہن نہ پہچان سکا۔ اور آپ سر رحمان کو اچھی طرح جانتے ہیں اور عمران نے ان کا ہج بنا کر بات کی تو آپ بھی نہ پہچان سکے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“ فیاض کی بیوی نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ تو کڑی ہی ایسی ہے۔ یہ وہاں بس پکڑ ہی پکڑ رہے ہیں۔ تو مکر نہ کرو۔ اگر کوئی نفی فیاض یہاں آیا تو تم اسے پہچان لو گی۔“ فیاض نے کہا۔

”اوہ!۔“ میرا یہ مطلب نہ تھا۔“ فیاض کی بیوی نے فیاض سے اس ڈومنی فقرے پر قدرے شرارت سے کہہ دیا۔ اور پھر وہ مسکراتی ہوا کرے سے چلی گئی۔ فیاض بھی مسکرا دیا۔ اب اُسے اپنے فقرے کا مطلب سمجھ میں آیا تھا۔ اس وقت تو اس نے بہن بات کر دی تھی۔ لیکن اب وہ

تویر کی طرف مایہ جہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”جس کی فرمانبرداری ہم کر رہے ہیں تم بھی تو اسی کی فرمانبرداری میں یہاں آتے ہو۔“ تویر نے برا سامنے بٹاتے ہوئے کہا۔

”یاد کیا کروں۔۔۔ سسرال والوں کی بات ماننی ہی پڑتی ہے۔ اچھے داماد کی سہنی نشانی ہوتی ہے۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور تویر تو وانت بیٹھیں کر رہ گیا۔ اللہ کی کیشن شکیل اور صفدر دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

”اچھا اب یہیں کھڑے بیٹھتے ہی رہو گے۔ یا پل کر کوئی کام بھی کر لیں۔۔۔ عمران نے اس بار بخند لہجے میں کہا۔

”لیکن کام کیا ہے۔ کچھ نہیں بھی تو پتہ چلتے۔۔۔“ کیشن شکیل نے کہا۔

”یہاں ایک ٹوکڑ رہتا ہے۔ اس سے ہم نے میٹرنگل چیک آپ کر لیا ہے۔ جس کو وہ راشن کھو دے گا بس وہی داماد بنے گا۔ اب دیکھو ہم میں سے کس کی قیمت جاگتی ہے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ صفدر اور کیشن شکیل دونوں مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑے جب کہ تویر کے چہرے پر وہی بیزاریت غاری تھی لیکن ظاہر ہے وہ وہاں ترک نہ سکتا تھا۔

”عمران سیدھا کھڑی نمبر بارہ کی طرف بڑھا چلا گیا۔ جو کہ چوک ہے بالکل ہی قریب تھی۔ خاصی بڑی اور خوبصورت کوٹلی رتنی۔ بیرونی ستون پر ایک نیم پلٹ پر ڈاکٹر ایم۔ ایچ۔ راشن لکھا ہوا تھا جس کے نیچے دو گروہوں کی ایک لمبی لائن قطار موجود تھی۔ عمران نے کال بیل پر انگلی رکھ دی۔

عمران نے شمس کو کافی کے پیلے چوک پر جیسے ہی کاررو کی۔ اس ایک طرف کھڑی ہوئی کار میں بیٹھتے ہوئے صفدر۔ کیشن شکیل اور تویر چیک کر لیا۔ کوٹلی نمبر بارہ چونکہ اس چوک سے ٹوکڑ بھی اس نے عمران انہیں وہاں پہنچنے کے لئے کہا تھا۔ اور پھر جیسے ہی عمران کد سے پیچھے آ رہے تھے وہاں بھی پہنچے آ رہے تھے۔ ارے آپ لوگ آگئے یہاں۔ کیا یہاں کوئی بلیو کب تو نہیں سٹنڈ؟ عمران نے انہیں دیکھتے ہی کہا۔

”عمران صاحب! ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ نے یہاں پہنچ کر کچھ لیکر کرنا ہے۔ چنانچہ ہم حاضر ہو گئے ہیں۔ اب چاہئے آپ بلیو کے لئے چلیں یا ریڈ کلب۔ آپ کی مرضی؟“ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”واہ! اسے کہتے ہیں فرمانبرداری۔ کیوں تویر؟“ عمران۔

اور ایک مہر نے پر عید گیا۔ باقی ساتھی بھی خاموشی سے بیٹھ گئے۔

چند لمحوں بعد بلبلی درد وازہ کھٹک اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھوں پر نفیس فرم کا چشمہ لگا ہوا تھا۔

مجھے ڈاکٹر رائٹ کہتے ہیں۔ آئے والے نے کہا اور اس کی آواز سننے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ اسی کی آواز ہے جس نے گھٹ مائیک پر ان سے بات کی تھی۔ گویا اس نے جان بوجھ کر آواز کو بدل کر جاری بنانے کی کوشش کی تھی لیکن ظاہر ہے عمران جیسے شخص سے ایسی چیزیں چھپانی ناممکن تھیں۔

ڈاکٹر رائٹ آپ نے اچھا کیا ہے کہ ایسے حالات میں آپ نے اپنا راز کاش گاہ پر کسی آدمی کو نہیں رکھا۔ اور اکیلے رہتے ہیں۔ عمران نے اٹھ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

مک۔ کیا مطلب؟ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اس کو شہی میں بے عائدہ ہیں افسردہ موجود ہیں۔ ڈاکٹر رائٹ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

اچھا۔ پھر انہیں جہنم بلا لیں۔ تاکہ میں بھی دیکھوں کہ میں کتنے کسے ہیں۔ عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

تم کون ہو؟ ایک ڈاکٹر رائٹ نے سخت لہجے میں کہا اور فریادیں کرنے سے باز آنا اچھا کوٹ کی جیب میں ڈالنا چاہا۔

بس بس۔ اچھا باہری رکھنا ڈاکٹر رائٹ۔ وہ رائٹ کو ٹیلفٹ لکھے آئے۔ عمران نے بھلی کی جی تیزی سے سائیکل پر سوار ہو کر

ڈاکٹر کھینچتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ مضمر رکیٹیشن شیکل

کون ہے؟ ایک اتون میں لگے ہوئے مائیک سے ایک جاری سی آواز نکلی۔

جس انہی ناز کو لگ پرور کے ڈاکٹر کی گویا ہر شید صاحب نے بھی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے لئے ایک ضروری پیغام ہے۔ عمران نے انتہائی جھجھکے میں کہا۔

موجودہ صاحب موجود نہیں ہیں۔ مک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف سے سخت لہجے میں جواب دیا گیا۔

سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ معاملہ غراب ہو جائے۔ رائٹ ازا میر جی۔ ٹی ایف اور فاجر کے سنے میں ایک ضروری پیغام ہے۔ عمران نے چپقلے سے زیادہ کراخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ میں چنانچہ کھول رہا ہوں آپ سے براہ کرم میں آجائیں۔ وہاں وائیں سائیکل پر ایک کمرہ ہے وہاں بیٹھ جائیں۔ میں ڈاکٹر صاحب کو اطلاع کرتا ہوں۔ اس بار

دوسری طرف سے چونکے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور عمران نے انتہائی سر جھلایا۔

چند لمحوں بعد چنانچہ خود بخود کھٹک چلا گیا۔ غاصا وسیع لان تھا جس میں سڑک رنگ کی مر سڑک کھڑی تھی۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس سے چلا ہوا برآمدے میں پہنچا اور پھر وائیں طرف موجود کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

یہ غاصا ڈاکٹر تھا جس کو ڈاکٹر رنگ روم کی طرز پر سمایا گیا تھا۔ واہ ایک خاصا باٹھ ہیں۔ عمران نے تحسین آمیز لہجے میں

اور تو میری چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اب ان تینوں کے احوال پر بھی رپو اور نظر آ رہے تھے۔

صحنہ اور شکل ا۔ تم دونوں باہر جاؤ اور اس کو صحن کی مکمل تلاشی و مشیت کے سلسلے میں کوئی کاغذ کوئی ٹھیکو نظروں سے نہیں بچنا پڑا اور سنا۔ اول تو یہاں دوسرا کوئی آدمی نہیں ہوگا۔ اور اگر ہو تو اس کی جان آسان طریقے سے نکال دینا۔ زیادہ بھیجتے نہ دینا۔ کیونکہ بزرگ کہتے ہیں کہ آسان موت ایک نعمت ہے۔۔۔ عمران نے صغیر کو کھینچ کر شکل سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے تیرا سے باہر نکل گئے۔

ڈاکٹر رائٹ ا۔ تمہاری بدتمیزی کو تم نے جہانگیر کھول دیا۔۔۔ لیکن تم اپنے آپ پریشیں دم میں زیادہ محفوظ ہو گئے۔ لیکن فی البدیہہ اور قیاس کے الفاظ نے تمہیں یہاں کھینچ لائے ہیں بروکی۔ اب تم در جلدی سے صرف آنا یاد دو کہ فی۔ ایف لیبارٹری کہاں ہے۔ عملاً نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیا تجھ کو اس ہے۔۔۔ میں اس ملک کا معزز شہری ہوں۔۔۔ رائٹ نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

تو میرا۔۔۔ تمہیں معزز کو معزز ترین بندے کا فن آتا ہے۔ کیا خیال ہے ڈاکٹر رائٹ کو معزز ترین بننا چاہیے۔ یہ ابھی تک معزز مسکریں مدد میں۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے مخاطب ہوئے ہوئے کہا اور تو میرا کس کا اشارہ تھی کہ توں کو مل اٹھا بیٹے پلے کو پاگاہ ٹھنڈا پانی لینے کی زبردستی نہ کی گئی ہو۔ اس نے تیری سے ایک تہہ آگ

بھلا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈاکٹر کچھ سمجھا، تو میرا کا وہ ہاتھ جس میں اس نے رپو اور پکڑا ہوا تھا سبکی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور ڈاکٹر کے صحن سے پھینکنے والی کرناک چیخ سے مکھو گونج اٹھا۔

تو میرا نے رپو اور پوری قوت سے ڈاکٹر کے جڑے پر مارا تھا۔ اور ڈاکٹر صوب کھڑک چھینا ہوا پھینچے صحن پر جاگرا تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھل کر اٹھتا، تو میرا نے اس پر چھٹا ہنگ لگا دی۔ لیکن ڈاکٹر تیزی سے کروٹ بدل گیا۔ اور تو میرا اپنے ہی زور میں سینے کے بل صحن میں دھنسا چلا گیا۔

اٹھا اٹھا میں تمہیں تو میرا۔۔۔ تم دیکھ رہے ہو کہ صحن میں کونسی کدنی کا قلم استعمال کیا گیا ہے۔۔۔ عمران نے کہا اور تو میرا اس کا فہم نہیں کریں تو پتا چلے گا اس کے جہر پر کوڑا مار دیا گیا ہو۔

ڈاکٹر رائٹ کڑھٹ بدل کر اٹھا ہی رہا تھا کہ تو میرا سبکی کی سی تیزی سے اٹھا اور پھر اٹھتے ہوئے ڈاکٹر رائٹ کو اپنے ساتھ لیتا ہوا سینے کا ہلی پرگرا اور دوسرے ڈاکٹر رائٹ ایک باہر چھینا ہوا مخالف صحن پر جاگرا۔ تو میرا نے دونوں گھنٹوں کی مدد سے اسے اٹھا لیا تھا۔

واہ ا۔ کیا خوبصورت واڈ استعمال کیا ہے۔۔۔ تمہیں قلاب و لٹچینین پتا چاہیے۔۔۔ عمران نے طنز پر لہجے میں کہا اور تو میرا اس کا طنز سمجھ کر صحن کی کثرت سے چھینا ہوا ڈاکٹر رائٹ پر چھینا اور اس نے ڈاکٹر رائٹ کی دونوں ٹانگیں اپنے اچھوں میں پکڑ کر الٹی تھاپا دی کھاتی اور ڈاکٹر کے صحن سے ایک خوفناک چیخ نکلی اور پھر چرخوں کا ایک تاننا سا بندھ گیا حالانکہ اب تو میرا اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ لیکن ڈاکٹر رائٹ فرش پر پڑا اس طرح کہ

رہا تھا جیسے اس کے جسم سے دوح تیزی سے نکلتی جا رہی ہو اس کا چہرہ بڑی طرح جھج گیا تھا۔ اور زبان باہر نکل آئی تھی۔

خدا کے لئے۔۔۔ اسے میں مریاؤں گا۔۔۔ چینیوں کے ساتھ ڈاکٹر رائٹ کے حلق سے یہ الفاظ بھی نکلتے گئے۔

جلدی تازہ فکروں کو فی الحال کسی سی بارش کی کہاں ہے۔ غریب اس کے پیٹ پر اپنا ایک پر رکھ کر اسے مخصوص انداز میں دہلنے ہوئے کہا۔ اس کے اس طرح دہلنے سے ڈاکٹر کا چہرہ یکجہت غلط نظر آنے لگا۔ لیکن عمران نے فوراً ہی پیر شالیا اور ڈاکٹر دوبارہ اسی طرح پھرتے گئے۔

تو ذرا صل ڈاکٹر رائٹ کے اعصابی نظام میں جھٹکا دے کر گڑبڑ پیدا دی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ڈاکٹر کا پورا جسم اس کے کتھول سے باہر ہو گیا تھا بلکہ اس کی رگیں بھی مسلسل کھینچی چلی جا رہی تھیں۔ اس وجہ سے ڈاکٹر رائٹ موت سے بھی بتر حالت میں تھا۔ لیکن تو خیر خود بھی معلوم نہ تھا کہ جب کسی شخص پر ایسا داؤ استعمال کر دیا جائے تو پھر اسے جیک کیے کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے آج تک جتنے افراد پر بھی یہ داؤ استعمال کیا تھا وہ آخر کار مسلسل تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گئے تھے۔ لیکن یہ صحیح حالت میں پھر نہ آسکے تھے۔

لیکن اب تو خیر نے خود دیکھا تھا کہ عمران نے ڈاکٹر رائٹ کے پیٹ پر اپنا پر رکھ کر اسے جیسے ہی دبا یا، ڈاکٹر کی حالت تیزی سے سنبھلنے لگی تھی۔ تو بڑی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا اس نے تو اپنی طرف سے عمران کے فقرے پر غصہ کیا کہ ایسا داؤ لگا دیا تھا۔ جس کا اس کا

دانت میں عمران جیسے لڑکے کو بھی علم نہ ہو گا کیونکہ اس نے یہ داؤ کبھی نہ پہنایا تھا۔ ایک مشہور فاسٹر سے سکھایا تھا اور فاسٹر کے کہنے کے مطابق پوری دنیا میں اس داؤ سے اس کے علاوہ اور کوئی واقف نہیں ہے اور اب دوسرا آدمی تو بڑے سہے جو اس داؤ کو جانتا ہو گا اور یہ بھی اسی جاپانی فاسٹر نے ہی بتایا تھا کہ اس داؤ کا ٹوڑ آج تک ایجاد نہیں کیا جا سکا۔ لیکن اب تو خیر دیکھ رہا تھا کہ اس داؤ پر عمران نے کوئی حیرت کا اظہار نہ کیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے اس کے ٹوڑ کا غلطی مظاہرہ بھی دکھا دیا تھا۔

میں بتا رہوں۔ ذرا لمبز پر دوبارہ رکھو۔ میری جان ٹھکی جا رہی ہے۔۔۔ ڈاکٹر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے اپنا پیر دوبارہ اس کے پیٹ پر رکھ کر اسے مخصوص انداز میں دبا دیا۔

اوہ۔ کیا خود تک یکجہت ہے۔ خدا کی پناہ۔ یوں لگ رہا ہے جیسے دگ دگ ٹوٹ رہی ہو۔ ڈاکٹر رائٹ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

تک بات تباہوں ڈاکٹر!۔ جہاں میرے پیر دہلنے سے عمل کی رفتار تک کٹتی ہے۔ وہاں اسے تیز بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے بہتر بھی ہے کہ گرم جلدی سے لیبارٹری کے متعلق تبادلو۔ عمران نے سخت اور روکنے لہجے میں کہا۔

لیبارٹری عالم پورہ میں ہے۔ نفاہر مینٹ بنانے کا کارخانہ ہے۔ نفاہر مینٹ درکشاپ۔ لیکن اس کے نیچے تہہ خانے میں فی الحال

تیز کی جاتی ہے اور انہی چیزیں کے ڈلوں میں سپلائی کی جاتی ہے۔ ہر اس
ڈبے میں مٹی، لائف برقی ہے جس پر کسی نہ کسی طرح بارہ کا بندہ موجود
ہوتا ہے۔ یہ تمام ڈبلے ارشد چھوڑ دی گئے اور پکا مار کے پیچھے بنے ہوئے
تہذیبوں میں بیچ جانے لگے جہاں انہیں عام چیزیں کے ڈلوں سے غلغلہ
کرتے آگئے سپلائی کر دیا جاتا تھا۔ آج کل تمام کام روک دیاتے ہیں وہ اسی
لئے لیبارٹری بند ہے اور تمام آدمی بھیڑی پر ہیں۔ اسی لئے جن بھی اکیلا
رہتا ہوں وہ۔۔۔ "نیکٹر رائٹ نے آخری لفظ کہنے کے بعد
باندا شوخ کر دیا۔

”اس کا فارمولا“ — عمران نے پوچھا۔

فازدولا۔ فارمولا کوڈ ورلڈ میں اسی کو معنی کے آپریشن دُوم موجود ہے۔ بظاہر ایک سرکاری و شاید بڑے اس کو معنی کی غریب کے متعلق کیکن دراصل وہ فی ایف کا فارمولا ہے۔ ڈاکٹر رائٹ نے اپنی تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے مسکرا کر اپنا پیسہ ایک طرف ہٹا لیا تو ڈاکٹر رائٹ دوبارہ تکلیف کی شدت سے میسر کرنے لگا۔

عمران نے جھک کر جھوٹی سے ڈاکو کو منہ کے بل الٹا کیا اور پھر اس نے ایک پراس کی گولن کی پشت پر رکھا اور دوسرا پراس کی کمر کے نیچے رکھ کر وہ مخصوص انداز میں گھوم گیا اور گھومنے کے ساتھ ہی وہ اچھل کر قلعین پر کھڑا ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر راتھ بولا اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اُسے نہ زندگی میں کبھی کوئی تکلیف نہ ہوتی ہو۔ اسی لمحے دروازے پر صفد اور کیپٹن ٹینجیل نظر آئے۔ عمران کے ہاتھ میں دوبارہ رول اور نظر اُٹے لگ گیا تھا۔

”ڈاکٹر کے ہاتھ پشت پر باندھ دو۔۔۔ منو ڈاکٹر!۔۔۔ اب اگر غلط حرکت کی تو ریشہ ریشہ علیحدہ کر دیا جائے گا۔“ عمران نے غرائز سے ہونے کہا۔ اور ڈاکٹر نے سر جھٹک لیا۔
تئیر نے بڑی جھرتی سے ڈاکٹر کے دونوں ہاتھ پشت پر کوکے سب مچھڑی لگا دی۔

اب پلو ڈاکٹر۔ اور بتاؤ کہ وہ فارمولا کہاں ہے۔ **عمران**
نے ڈاکٹر سے کہا اور ڈاکٹر خاموشی سے آگے چلی پڑا۔ اس کا تعلق چونکہ
صرف سائنس میں بدلتی ہے ہی رہا تھا اس لئے وہ عام انسانوں میں
نہیں رواشت ہی رکھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ایک ہی زور دار جھٹکے لے
اس کی تمام قوت رواشت کا خاتمہ کر کے رکھ دیا تھا اور اب وہ اس
فوج ان کے احکامات کی تعمیل کر رہا تھا جیسے وہ ان کا زریعہ غلام ہو۔
چند ہی لمحوں بعد ڈاکٹر نے میز کی ایک تختیہ دوات سے وہ دستاویز
بہرہ کرادی جس پر اس کے تول کے مطابق ٹی۔ ایف کا فارمولا درج تھا۔
تاکہ کو باخبر وہ کو مٹی کی خریدی کی سرکاری دستاویز نظر آتی تھی۔ عمران چند
لئے فور سے اس دستاویز کو دیکھتا رہا اور پھر اس نے سر اٹھا کر ڈاکٹر کی
طرف دیکھا۔

مجھے معلوم ہے کہ تم نے اس دستاویز کی وجہ سے مجھے زندہ رکھا ہے۔۔۔ ورنہ تم مجھے لوگ کسی کو زندہ نہیں رکھتے۔ لیکن اب میں لہجہ اس دستاویز کا کوڑھ نہیں بتاؤں گا جب تک تم میری شرائط قبول نہیں کر لیتے۔ اور ان میں پہلی شرط یہ ہے کہ مجھے ایجوکیشنل کے ادارہ حکومت آزادک پٹیایا جائے۔۔۔ کسی گھرانہ نے زور دیتے ہوئے کہا۔

ضرور پہنچا پتہ گئے ڈاکٹر۔ تاکہ تم ڈاکٹر سے ہٹ کر باقی کی بیماریاں
میں پہنچ جاؤ۔ اور پھر وہاں بیٹھ کر تم رُخِ خاتر تو کیا ڈوبتے ڈاکٹر کی تیار
جی شروع کر دو۔ ڈاکٹر رائٹ! تمہاری صلاحیتیں آخر دنیا کو نشات
کا عادی بنائے ہیں کیوں صرف جوہری ہیں۔ تم اپنی ان صلاحیتوں
کو ملک و قوم کی ترقی میں آخر کیوں نہیں استعمال کر سکتے؟ عمران
نے باقاعدہ وعظ شروع کر دیا۔
میں تمہارے کس چکر میں نہیں آؤں گا۔ اور جب تک میں کوڈ
نہیں تباؤں گا تمہارے لئے یہ سب کچھ بے کار ہے۔ تمہیں میری
شرائط پوری کرنا ہوں گی۔ ڈاکٹر صاحب کی شرائط مان لیتے میں آخر
حرج ہی کیا ہے؟ صفدر نے صورتِ حال کو سمجھتے ہوئے عمران کو
راز دارانہ انداز میں آنکھ مارتے ہوئے کہا۔
یار مان لیں گے۔ اتنی جلدی بھی کیا ہے۔ اور ڈاکٹر رائٹ!
اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ تم اس کوڈ کی وجہ سے مجھے طبلِ میل کر سکو گے۔
یا اس وراثت کو مجھ سے لے میں نے تمہیں زہر دے رکھا ہے تو تمہاری
خوش فہمی ہے؟ عمران نے تجویز لیجے میں کہا۔
تم زندگی بھر عکسِ بار تہ رہو تو یہ کوڈ نہیں سمجھ سکتے۔ یہ ایک
ایسا سپیشل کوڈ ہے جسے کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا۔ ڈاکٹر رائٹ نے
بڑے فخر سے لیجے میں کہا۔
عمران نے مسکاکر ڈاکٹر رائٹ کی طرف دیکھا۔
لبعض لوگوں کو کہیں خوش فہمی ہو جاتی ہے۔ بچکا نہ خوش فہمی۔

ڈاکٹر! یہی غلط اعتماد انسان کو لے ڈوبتا ہے۔ اب تمہیں مشکل
اعتماد کے کہہ رہے علاوہ اور کوئی اسے ڈی۔ کوڈ نہیں کر سکتا۔
اس لئے تم محفوظ رہو۔ عمران نے کہا۔
اے! ایسے ہی سمجھ لو۔ ڈاکٹر نے کہا۔
تو سنو ڈاکٹر رائٹ! اس کوڈ کو سب سے پہلے پہلی جنگِ عظیم
کے دوران کرنل بلیک نے استعمال کیا تھا۔ اور اس کوڈ کی وجہ سے
اس نے نازیوں کے ایک بہت بڑے مورچے پر قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ
اسے اسی لئے بلیک کوڈ کہتے ہیں۔ اور یہ تمہاری غلط فہمی ہے کہ اسے
ڈی۔ کوڈ کرنا تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ یہ اسے کس اس
زیر و پسِ فانی جگہ کے لئے ڈی۔ کوڈ ہوتا ہے؟ عمران نے
کہا اور ڈاکٹر رائٹ کی آنکھیں تیزی سے چلی چلی گئیں۔ وہ عمران کو
یوں دیکھ رہا تھا جیسے اس نے کوئی جھوٹ دیکھ لیا ہو۔
کیا میں درست کہہ رہا ہوں ڈاکٹر رائٹ؟ عمران نے
سکراتے ہوئے کہا۔
اے! تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ نہ جانے تم کون ہو۔ تم انسان
پر حال نہیں ہو سکتے۔ ڈاکٹر نے اپنے پھیلے ہوئے کندھوں کو
سیکھرتے ہوئے ڈھیلے لیجے میں کہا۔
صفدر! ڈاکٹر کو اپنے ہیڈ کو اڈر پہنچاؤ۔ عمران نے
صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے کیپٹن شکیل کو کارڈیں کو ہوا
کے اندر لے کر آئے گئے لئے کہا۔
تمہارا تعلق کس گروپ سے ہے؟ اے! ایک ڈاکٹر رائٹ

نے کہا۔

”سنٹی ایشلی جنس سے“ عمران نے سکراتے ہوئے جواب دیا اور ڈاکٹر رائٹ کا چہرہ یہ سنتے ہی سبکنت بگھ گیا۔ اب اسے صاف موت نظر آ رہی تھی۔

اس گم شادہ ڈاکٹر بھی سمجھا تھا کہ یہی خبیثیات کے کسی گروپ سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ اس نے اس گروپ میں بھی اس کی جگہ بن چکے گی۔ لیکن سنٹی ایشلی جنس کا سس کر اس کا عرصہ جواب دے گیا تھا۔

”موتور می ویر بعد کیپٹن شکیل کار سمیت اندر آیا اور صفدر نے ڈاکٹر کو رکی پھیلی سیٹ پر بٹھا دیا۔

”تم بھی جاؤ تنویر۔ میں اب ہاؤس گا۔“ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں!۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔“ تنویر نے لاڈلے سے لہجے میں کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں تنویر کی بات سسن کر یوں حیرت سے اچھلے جیسے زندگی میں پہلی بار انہوں نے کوئی ایسی چیز دیکھ لی ہو۔ تنویر اور عمران کے متعلق اس کا ایسا لہجہ ظاہر ہے حیران کن بات تھی۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں نہ کہا جا رہے ہو۔ تم نے یہ واؤ ماسٹر بیک سے سیکھا ہوگا۔ کتنی رقم دی تھی اُسے؟“ عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

”بچا اس فراڈ۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ!۔ بہت بڑا دس میں نکلا۔ مجھ سے تو مفت سیکھ کر گیا تھا۔“ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا جیسے اُسے اتنے

بارے پیسے نہ لکھنے کا دکھ ہو۔

”تم سے سیکھ کر گیا تھا۔“ تنویر نے اور بھی زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اب تنویر!۔ یہ خصوصاً واؤ ہے۔ اسے مصر کے سامی الذل کے لوگ آج سے ہزاروں سال قبل مسیح اپنے وطنوں کو بے بس کرنے کے لئے استعمال کیا کرتے تھے۔ اسی لئے اسے سامی گروپ کہتے ہیں۔ بہر حال اب تم جاؤ۔ ایسے بنانے کہتے واؤ میری کھوپڑی میں موجود ہیں۔ بس فوراً پار سے ٹھٹھکی بات ہے۔“ عمران نے لٹکاتے ہوئے کہا۔

”اوہ عمران!۔ تم نے تو بایا ہی نہیں۔ اب تو میں روز تمہارے لیٹ پرائز لگاؤں گا۔“ تنویر نے آگے بڑھ کر بڑے موؤ بانڈ انداز میں عمران سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کا رویہ عمران کے ساتھ ایسے بدل گیا تھا جیسے وہ تنویر ہی نہ ہو جو مرلے عمران سے الگ رہتا ہے۔ ارے۔ لیکن اطلاع دے کر آنا۔ تاکہ میں جو یا کو سمجھ سکوں۔

”میں سمجھا دیا کروں۔“ عمران نے کہا اور تنویر کے جینے جھٹکا کھا یا اسے ایک بار پھر غصہ آنے لگا تھا۔ لیکن وہ تیزی سے ٹوکر صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ گیا جو کار میں بیٹھے اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”تم کس چکر میں آ گئے تنویر۔“ کیپٹن شکیل نے تنویر سے کہا۔ تنویر اس کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”یہ پکر نہیں ہے کیپٹن!۔ مارشل آرٹ کے عظیم ترین واؤ کا مسئلہ ہے۔ میں نے سامی گروپ کو پچاس ہزار روپے دے کر سیکھا اور مجھے

فخر تھا کہ اس واؤ کو جاننے والا اس ملک میں میں آگیا ہوں۔ اور علم کے حصہ ملا نے پر میں نے پیچھے بیٹھے ہوئے ڈاکٹر رائٹ پر یہ واؤ استعمال کر دیا۔ مجھے یقین تھا کہ اب ڈاکٹر تروپ تروپ کر مہر جائے گا لیکن عمران نے اسے اس طرح ٹھیک کر دیا جیسے اس پر کبھی واؤ لگی نہ ہو۔ اور پھر اس آدمی کا نام بھی بتایا جس نے مجھے یہ واؤ سکھایا تھا کمال ہے میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ عمران اتنا بخیر رہے گا۔

تمہارا شوق چونکہ بالکل آرٹ ہے اس لئے تم اس پیکر میں عمران سے مرعوب ہوئے ہو۔ ورنہ عمران ہر فن کو لے لے۔ تکیہ کشی شیکل لے لے گا اور تیزی سے کار کو چھانک کی طرف موڑ دیا۔ عمران، ان کے جانے کے بعد آگے بڑھا اور چھانک بند کر کے دوبارہ واؤ کر کے آپریشن روم کی طرف بڑھے۔ اس نے آپریشن روم میں ایک ایسا مشین دیکھی تھی جس نے اسے چونکا دیا تھا اور وہ آگیا اس مشین کو اچھی طرح چمک کر ناچا بٹا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے ان کو بھیج دیا تھا اور خود وہاں ٹنگ گیا تھا۔

تیز تر قدم اٹھاتا وہ جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا اچانک آپریشن روم میں موجود ٹیلیفون کی گھنٹی بج گئی اور عمران ٹیلیفون کی گھنٹی کی آواز سن کر بڑی طرح چونک پڑا۔ وہ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا پھر اس نے رسیوں پر اٹھایا۔

نہیں۔ ڈاکٹر رائٹ پہنچا۔ عمران نے ڈاکٹر رائٹ کے مقصودوں کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر رائٹ۔ میں ٹوٹی بول رہا ہوں۔ تم کو مٹی میں عادت کے مطابق کہنے تو نہیں رہ رہے۔ ٹوٹی کی آواز سننا تو ہی عمران اس کی آواز فوراً ہی پہچان گیا تھا کہ یہ اور بنگالہ کا منیجر ہے۔ وہ رہا ہوں۔ کیوں؟ عمران نے عجیب بھرے لہجے میں کہا۔

حالات نے حد خراب ہو گئے ہیں۔ انجینئر گروپ مارا جا چکا ہے۔ ریڈ کالر غائب ہے۔ اس کا کوئی پتہ نہیں مل رہا۔ میں نے باس سے خصوصی ٹرانزیشن رپورٹ کرنے کی کوشش کی تو باس کی طرف سے کوئی جواب نہیں مل رہا۔ میرا خیال ہے کہ عمران باقاعدہ حرکت میں آچکا ہے۔ اس لئے حالات تیزی سے بگڑتے جا رہے ہیں۔ میں نے تمہیں اس مسئلے فون کیا ہے کہ تمہاری بی بیادی یقینیت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم پر چڑھ دوں۔ میری تجویز ہے کہ تم فوری طور پر کسی غیر ملکی نکل جاؤ۔ جب یہاں حالات ٹھیک ہو جائیں گے تو تم واپس آ جاؤ۔ دوسری طرف سے ٹوٹی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

تمہاری ہمدردی کا شکریہ ادا۔ لیکن میرے خیال میں باس سے اجازت لئے بغیر مجھے باہر نہیں جانا چاہیے۔ بلکہ ہم سب کو اپنے طور پر مل کر کوئی ایسا عمل طے کرنا چاہیے۔ عمران نے ڈاکٹر رائٹ کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

تمہاری بات درست ہے ڈاکٹر رائٹ۔ لیکن نہانے باس سے کیوں لاپرواہی نہیں ہو رہا۔ اور میری چھٹی میں کب رہی ہے کہ حالات خراب

نہ چکے ہیں۔ میری شرف الدین سے بات ہوئی ہے۔ وہ بھی
 باس سے رابطہ قائم نہیں کر سکا۔ وہ خود بے حد خوفزدہ ہے۔ اور
 نام ہال کے لئے جن پارٹیوں سے شرف الدین نے سووے کر رکھے تھے
 وہ شرف الدین کو دھکیلیں دے رہے ہیں۔ ہمیں فوری طور پر کوئی
 حل سوچنا چاہیے۔ ارشد جو بدی موتا تو باس کے بعد وہ حالات
 سنبھال لیتا۔ لیکن اب باس کی عدم موجودگی میں ریڈ کارل یعنی گومر کیڈ
 تھا۔ لیکن وہ بھی غائب ہے۔ اس کے بعد تم ہی کیلئے ہو گا۔
 لڑائی نے کہا۔

تم الیا کو کر شرف الدین کو ہمارے کر میرے پاس آ جاؤ۔ ہم
 تینوں بیکھر کر کوئی صورت سوچ لیتے ہیں۔ عمران نے کہا۔
 ٹھیک ہے۔ میں شرف الدین کو لے کر پہنچ جاؤں۔ دوسری
 طرف سے لڑائی نے رضامند ہوئے ہوئے کہا اور عمران کی آنکھوں میں
 چمک اُبھر آئی۔ اس کا کام آسان ہو تا جا رہا تھا۔

کتنی دیر میں پہنچ جاؤ گے؟ عمران نے پوچھا۔
 آدھے گھنٹے میں۔ دوسری طرف سے لڑائی نے جواب دیا۔
 اور عمران نے اس کے کہہ کر کر ٹیل دیا۔ جب رابطہ ختم ہو گیا تو اس نے
 دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
 ایک ٹو۔ رابطہ قائم ہوئے ہی بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔
 عمران بول رہا ہوں۔ صفر وغیرہ نے آدمی پہنچا دیا ہے؟
 عمران نے پوچھا۔
 ہاں! ابھی چند لمبے پہلے پہنچا ہے۔ لیکن یہ پکڑ لیا ہے۔

دانش منزل میں تو آدمی ہی جبرے جا رہے ہیں۔ جو لیا بھی ایک آدمی
 کر لے آئی ہے گومر شید کو۔ بلیک زیرو نے کہا۔
 اب کس آدمیوں کی کمی رہی ہے اس عمارت میں۔ وہ نقلی نیاز
 کی چھان بین کیا؟ عمران نے پوچھا۔
 ہاں عمران صاحب! وہ ٹرانسٹ جان تھا۔ بڑی مشکل سے
 نکالوا گیا ہے۔ وہ راکوشس کا مقامی سربراہ ڈربی ہے۔ راکوش
 بین الاقوامی تنظیم ہے۔ بلیک میٹنگ اسٹاف حاصل کرنے کا کام کرتی ہے
 وہ نیاز کے ایک آپ میں آپ کو قتل کر کے گیا تھا۔ بلیک زیرو
 نے کہا۔

جو لیا کے روپ میں آ جاؤ تو شاید کامیاب ہو جاؤ۔ نیاز جبارہ
 تو آج تک مجھ سے فلت کا کام نہیں لے سکا۔ جان کیسے لیتا۔
 بہر حال اس گوش کے ہیڈ کوارٹر وغیرہ اور دیگر تفصیلات معلوم کی
 ہیں۔ عمران نے کہا۔

جی ہاں! اس کے کہنے کے مطابق اس کی رہائش گاہ ہی اس
 کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ بلیک زیرو نے کہا۔
 اور کے! ان سب کا خیال رکھنا۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے مجرموں
 کی نمائش کے لئے ان کی ضرورت پڑے۔ عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

مجرموں کی نمائش؟ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
 ارے جب پرانے سکوں۔ پرانی جھوٹیں۔ چمڑے کا سامان۔
 صنعتی اور زرعی نمائشیں اس ملک میں منعقد ہو سکتی ہیں۔ تو مجرموں

کی نمائش کیوں نہیں لگ سکتی۔ مجھے یقین ہے لمبی آمدنی ہوگی اس نمائش سے۔ اور کسے۔ عمران کے جواب دیا اور پھر اٹھ بھا کر کرٹیل دبا دیا۔

عمران چند لمحے کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر اس کے چہرے پر شرارتی سی مسکراہٹ ابھرتی۔ اس نے بنگر گھانٹے شروع کر دیئے۔
 "ہیں۔ کون صاحب ہیں؟" وہ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جی ہاں! میں عمران بول رہا ہوں۔ وہ کہاں ہیں ہمارے مسویر فیاض الزماں صاحب؟" عمران نے کہا۔

"اوہ عمران تم مجھے تم سے بہت شکایت ہے۔ تم نے فیاض کو بڑا پریشان کیا ہے۔ سر عمران کے کہنے میں اس سے معلومات حاصل کر لیں۔ پھر تمہارے باورچی نے نقلی فیاض کو تو پرکھ دیا لیکن فیاض جب خود تمہارا پتہ پوچھنے والی گئی تو وہ انکار کیا۔ اس نے تو دروازہ کھولنے سے ہی انکار کر دیا۔ کیا اب فیاض تمہاری نظروں میں اتنا سی گر چکا ہے کہ باورچی اس کے آنے پر دروازہ کھولنے سے ہی انکار کر دے؟" دوسری طرف سے فیاض کی بیوی سلمیٰ نے ڈانٹنے والے بلے میں کہا اور عمران یوں سر پر ہاتھ جمیرنے لگا جیسے اس پر کوئی قیامت ٹوٹنے پڑی ہو۔ وہ سوچ رہا تھا کہ فیاض کو ان سب باتوں کا کیسے پتہ چل گیا۔ وہ بہتال اسے اتنا عقل مند تو نہیں سمجھتا تھا کہ وہ اتنی جلدی ساری باتیں معلوم کر لے گا۔

"اوہ جی ہاں! بزرگ کہتے ہیں دھوکہ کا جلا چھا چھ کو جی چوٹک

پڑک کر پٹا ہے۔ پھر سلیمان تو پیشہ ور باورچی ہے۔ وہ تو غلط ہے۔
 "جھ سے جھنے کے بعد چھا چھ کو دیکھنے کا بھی روادار نہ ہوگا۔ اس نے اس کے چھا چھ۔ اوہ سوہی۔ فیاض کی آمد پر دروازہ ہی نہ کھولا۔ بہتال کہاں ہیں مندر سے صاحب! میں چاہتا ہوں کہ ان کے کاغذوں پر لگے ہوئے اشارہ میں ایک اور کا اضافہ کر دوں اور جی فخر سے کہ سکے کہ وہ پرنٹڈ ٹکٹ کی نہیں بلکہ اسٹینڈرڈ پوزیشن آفیشل ٹکٹس کی بیچ میں ہیں۔ عمران نے پچکار کر مومنے کہا۔
 "ہیں رہتے دو۔ کب تو دیتے ہو۔ لیکن۔" فیاض کی بیوی نے ہنسنے ہوئے کہا۔

"یہ جی جی۔ اس بار میں نے اس کے لئے ایسا مصالحتہ تیار کر دیا ہے کہ ایک چھوڑ کچی اسٹارز لگ سکتے ہیں۔ بس میری سندیش کر دینا کہ مجھے غلط کام کیا نہ مانگے۔ آج بھی کوئی کام دور ہے۔" عمران نے کہا اور فیاض کی بیوی کے لیے احتیاطاً ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"اچھا میں باقی ہوں۔ وہ تو جب سے واپس آئے ہیں، غصہ نہ لگا کر ان کے لئے کتنی جگہ گھومنے کے پل چکے ہیں؟" فیاض کی بیوی نے کہا اور عمران مسکرایا۔

"ہیلو۔ فیاض پیکیجنگ۔" خود طرعی دیر بعد فیاض کی کاٹ لگانے والی آواز سنائی دی۔

"یار! یہ تم نے کب سے اپنی بیوی کو بھی جاسوسی کھانی شروع کر دی ہے۔ وہ تو بڑے بڑے اسٹارٹ کر رہی تھی۔" عمران

نے کیا۔

پہلے یہ بتا دو کہ تم نے سرسرحان کی آوازیں مجھ سے بات کیوں کی تھی۔ تم مجھے اپنی حق بات کہہ رہے تھے۔ جہاں بھی رہے۔ کاش! اس وقت مجھے پتہ چل جاتا تو اتنی سنا کر۔ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اس سے یہ مسئلہ کہ رہا تھا تاکہ تمہیں جبار پلا تا کہ سیکھ جاؤں۔ — عملان نے ہنستے ہوئے کہا۔

منہ دھو رکھو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ وہ کون آدمی تھا جو میرے ایک آپ
میں تمہارے فلیٹ میں پہنچا تھا۔۔۔۔۔؟ فاضل نے کہا:

وہ ہمہ ادا انتہائی شریف آدمی۔ کاروباری آدمی دُر دُر تھا۔ مجھے قتل کرنے آیا تھا۔ مری دُر دُر جس نے تمہیں ڈاکو گردوب اور

فی۔ ایف کے بارے میں معلومات مہیا کی جھیں تاکہ تم مجھ تک یہ معلوم پہنچاؤ۔ اور پھر طبعی سی میں اس گروہ پر اساتذہ فاضلوں وہ تمہارے

فرض کی آواز نہ نہد حضرت کے صد سے صد سے جھٹنے کے قہر سے نہ گئے مقرر

اسی لمحے پر ریشم روم میں کال ہیل کی آواز نہج اٹھی۔ اور غم ان

° فیاض سنو! — تم ابھی یہیں رہنا۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہیں فون کروں گا۔ — عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ریسورکر کھنچا۔

کابل میں کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔ عمران کی نظریں مینے کے کنارے
نہیں تھکیں ایک چھوٹے سے ٹیکسٹ پر گر گئیں۔ اس نے جلدی سے ٹیکسٹ
میں نیچے نگاہ دوڑائی تو کابل میں کی آواز ابھنی بند ہو گئی۔

سکون ہے۔۔۔۔۔؟ عمران نے ڈاکٹر رائٹ کے ہاتھ میں کہا۔
ڈاکٹر رائٹ۔۔۔۔۔ میں ٹونی اور شریف الدین آتے ہیں۔ یہاں تک کہ لوگو

علاء الدین نے کہا کہ میں نے اس شخص کو اپنے گھر سے نکال دیا۔

کامیاب کا بہن آف ہوتے ہی سامنے دروازہ پر لگی ہوتی ایک سکرین نمودار ہوئی۔

سیاہ رنگ کی ایک۔ مٹی سی کار چھٹک کے اندر داخل ہو رہی تھی۔
عمران نے جب میں ہاتھ ڈال کر دیو اللہ نکالا اور چہرہ پر شیش روم

نے نکل کر وہ دوڑتا ہوا راہداری میں آگے بڑھ کر اس چھوٹے سے کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا جہاں سے گزدر کر آنے والوں نے آپریشن روم

میں پہنچا تھا۔ عمران دروازے کی آؤٹ میں ریوڑ لاد بھال کر کھڑا ہوا تھا۔

دوسرا آدمی بھی اندر داخل ہوا اور اسی لمحے عمران کا ریلو اور والد اچھٹ بکلی

اور منہ سے جی راہداری سے فرس پر گر گیا۔ آگے جانے والا دھماکے اور جھجک کی آواز سن کر جیسے ہی مزار عمران نے ٹرخوڑ دیا اور ریلوے

چلنے کے دھمکے کے ساتھ ہی گولی اس کے قریب سے نکلتی ہوئی
 دیوار سے جا ٹکراتی۔

”اتھ اٹھا لو۔ ورنہ سینے میں گولی پڑے گی۔“ عمران نے
 زور سے کہہ کر اشارے کے ساتھ لاشعوری طور پر دونوں ہاتھ اٹھا
 لئے۔ یہ اور بیگانہ کا منہ نہ تھا۔ جب کہ دوسرا یقیناً شرف الدین ہوگا
 جو اب فرخ پرندہ کے بل سے جس وحشت بڑا تھا۔ عمران نے ریلوے کے
 دستہ اس کی گدی پر غصہ سے انہماک میں مارا تھا کہ اسے یہ روش جو سنے کے
 لئے زیادہ دیرا منتظر نہ کرنا پڑا۔

”تم عمران۔“ ٹوٹی کے حلق سے حیرت بھری آواز
 سنائی دی۔

”تم نے میرے پار فیاض کی بے عرقی کی تھی ناں۔ اور میں بھلا
 کیسے برداشت کر لیتا۔“ عمران نے قدم اگے بڑھتے ہوئے کہا۔
 لیکن ابھی اس نے دو تین قدم ہی اٹھائے ہوں گے کہ انکاب اس کی
 دونوں ٹانگوں کو زوردار جھٹکا لگا اور عمران اچھلی کر منہ کے بل فرخ
 پرگرا۔ ریلوے اور اس کے اٹھوں سے چھٹ کر دوڑ جاگرا۔
 عمران پیچھے گرتے ہی تیزی سے اچھلا۔ لیکن شرف الدین تو گسی
 جو تک کی طرح اس کی دونوں ٹانگوں سے چٹا ہوا تھا۔ عمران نے اس
 کے متعلق غلط اندازہ نہ کیا تھا۔ یا تو اس کی قوت برداشت عمران کی توقع
 سے کہیں زیادہ تھی یا پھر عمران کا وار صبح نشا نے پر نہ پڑا تھا۔ بہر حال اس
 نے عمران کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر کھینچ لی تھیں۔
 عمران نے جھٹکا دے کر اپنے آپ کو چھوڑنے کی کوشش کی لیکن

شرف الدین شاید یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ کسی صورت میں بھی عمران کی ٹانگیں
 بھڑکے گا۔

اسی لمحے عمران نے ٹوٹی کو جھاک کر فرخ پر زور دیا کہ گرنے والا
 رولر اٹھائے دیکھا تو عمران نے تیزی سے اپنے جسم کو بچھا اور پھر
 بہی کی سی تیزی سے اس نے بھائی کو شرف الدین کو بازوؤں میں پکڑ
 کر ایک جھٹکے سے الٹا کر کے اپنے جسم کے سامنے ڈالا اور اس کے
 ساتھ ہی ایک زوردار دھماکا مڑا اور اس قدر ہی شرف الدین کے حلق
 سے کمرنگ چیخ نکلی اور اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ گولی
 شرف الدین کی پشت میں گھس گئی تھی۔ کیونکہ عین اسی لمحے عمران
 نے اسے اٹھا کر اپنے سامنے کر دیا تھا۔ جس لمحے ٹوٹی نے رولر
 اٹھا کر عمران پر فائر کیا تھا۔

گولی گھٹنے ہی شرف الدین کی گرفت میں پھنست ڈھیلی ہوتی اور
 عمران نے اسے یوں ٹوٹی پر اچھال دیا جیسے فٹ بال کا کھڈا ڈی فٹبال
 کو لگ لگا کر خلافت گول میں پھینکا ہے۔ ٹوٹی جوشادہ دوسری بار ٹیگر
 داسے کی سوچ رہا تھا شرف الدین سے ٹکرا کر راہداری میں گرا۔ اس
 نے پیچھے گرتے ہی شرف الدین کو ایک طرف جھٹک کر اٹھنے کی کوشش
 کی۔ لیکن دوسرے لمحے ایک جھرجھری کے سے انداز میں جھٹکا کھاکر فرخ
 پرگرا اور جسے وحشت ہوگا۔ شرف الدین سمیت فرخ سے ٹکرائے
 کی دہرے اسے شاید کوئی دانتی چوٹ لگتی تھی ورنہ جسمانی لحاظ سے
 وہ آٹا کر دھجی نہ تھا کہ اس طرح آسانی سے لٹکھا جاتا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ ٹوٹی کی طرف بڑھ گیا اس

نے اس کی نبض پکڑی اور اس کی ہوشی کی نوعیت کو چیک کر سنے لگا۔

ٹوٹی کی نبض بتا رہی تھی کہ کم از کم دو گھنٹوں سے پہلے اس کا ہوش میں آنا ناممکن ہے۔ لیکن اس کے باوجود عمران کو ٹی ریسک نہ لینا چاہتا تھا۔ اس نے ٹوٹی کی بیڈٹ بکھری اور پھر ٹوٹی کو اوپر سے منہ اٹھا کر اس کے دونوں بازو پشت پر کر کے انہیں بیڈٹ کے ساتھ اچھی طرح باندھ دیا اور وہ اسے وہیں چھوڑ کر دوبارہ آپریشن روم کی طرف بڑھا۔ وہ جس مقصد کے لئے یہاں رکا تھا وہ آپریشن روم کے کونے میں رکھی ہوئی ایک عجیب نوعیت کی میٹین تھی۔ یہ میٹین ایسی تھی جیسے بڑے بڑے دوا خانوں میں جڑی بوٹیوں کو سفوف میں تبدیل کرنے کے لئے میٹینیں نصب ہوتی ہیں لیکن اس کی یہاں موجودگی عمران کو کھٹکتی تھی۔

عمران تیر تیر قدم اٹھاتا اس میٹین کی طرف بڑھا۔ اس نے پہلے تو غور سے اس میٹین کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک اسے چیک کرنے کے بعد اس نے اس کے نیچے بنا ہوا ایک خانہ کھولا تو وہ بڑی طرح چونک پڑا۔ اس خانے کے اندر غیر ملکی کرنسی یعنی ڈالر بھرے ہوئے تھے۔ لیکن عمران نے دیکھا کہ ان سب ڈالروں میں سے چھپائی کا ایک رنگ غائب تھا اور دوسرے لئے عمران بڑی طرح چونک پڑا۔ اس نے تیزی سے میٹین کے خلاف حصے کھولنے شروع کر دیئے۔ اور پھر جب اسے انتہائی جدید قسم کے کلر پڑ پڑ کر کرنسی پیر اور اس قسم کا دوسرا سامان نظر آیا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ جعلی نوٹ چھاپنے والی کوئی نئی قسم کی میٹین تھی۔ اور شاید یہ ڈاکٹر ریشٹ کا پراپیوٹیٹ

بظاہر احمق۔ لیکن دراصل بڑے خوفناک مجرم ہیں یہ۔ عمران نے ایک طویل سانس لے کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ٹیڈی بون کا ریسور اٹھایا اور تیزی سے منہ فائل کرنے شروع کر دیتے۔ اچھٹو۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بلیک نیرو کی آواز سنائی دی۔

عمران بول رہا ہوں ظاہر!۔ تمام مہانوں کو بیہوش کر کے شمس کو لائی کی کوہلی جبر بارہ میں پہنچا دو۔ میں نے مجرموں کی نمائش کے لئے یہی جگہ پسند کی ہے۔ کال پیل سجا کر پرس آف ڈھپ کا حوالہ دینا۔ عمران نے کہا۔

میں خود لے آؤں؟ بلیک نیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
 تمہیں بیہوش کر کے چھانکے سے باہر نکال دینا۔ خود ہی یہاں پہنچ جائیں گے۔ عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔
 ادھر!۔ میرا مطلب تھا کمزور کے ذریعے۔ بلیک نیرو نے وضاحت کرنے کی کوشش کی۔

میں جانتا ہوں کہ تم خود بھی یہ کرنٹ گاہ دیکھ لو۔ اگر اسی طرح مستقل آپریشن روم میں بیٹھ رہے تو کہیں تمہیں دیکھ ہی نہ لگ جائے؟ عمران نے کہا اور پھر دوسری طرف سے جواب سننے بغیر اس نے ریسور رکھ دیا۔

پندرہ میں منٹ بعد کال پیل کی آواز سنائی دی تو عمران نے مایک کا جن آن کر دیا۔

کون ہے۔؟۔؟۔؟ عماران نے مختلف پہلو میں کہا۔

پرنس آف ڈومپسٹ۔۔۔ دوسری طرف سے بیک نیرو کی آواز سنائی دی اور عماران نے مسکراتے ہوئے پرنس آف ڈومپسٹ کی طرف اشارہ کیا۔

پرنس آف ڈومپسٹ بھی مسکریں روشن ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی چمک چمک چلا گیا۔ اور عماران نے دیکھ کر اندازے نہ کیے۔ ڈراماٹک سیٹ پر بلیک نیرو موجود تھا۔ عماران سمجھ گیا کہ چار انسلو کو لےنے کی وجہ سے بلیک نیرو نے کار کی بجائے دیکھنے لے آنا مناسب سمجھی تھی۔

عماران تیزی سے اپریشن روم سے باہر نکلا اور پھر راہداری میں سے جوتا ہوا چھوٹے کمرے میں پہنچا اور پھر وہاں سے وہ برآمدے میں آگیا۔ دیکھیں اس وقت اپریشن میں گرگ کچی تھی اور بلیک نیرو باہر نکل کر حیرت جیسے انداز میں اوپر ادھر دیکھ رہا تھا۔

چاروں مہمان آگئے۔؟۔؟۔؟ عماران نے مسکرا کر پوچھا۔
ہاں۔۔۔ میں نے سوچا کہ یہ دیکھنے میں زیادہ محفوظ رہیں گے۔ اس لئے کار کی بجائے دیکھنے لے آیا ہوں۔۔۔ بلیک نیرو نے کہا اور عماران نے سر ہلادیا۔ اور پھر دیکھنے کا پچھلا دروازہ کھول دیا اور ڈورنی گوبہر رشید، ڈاکٹر رائٹ اور ریڈ کار چاروں بیہوشی کے عالم میں پڑے ہوئے تھے۔

دو کو تم اٹھاؤ۔ اور دو کو میں اٹھا لیتا ہوں۔۔۔ عماران نے ریڈ کار اور ڈورنی کو باہر کی طرف کھینچتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ان دونوں کو کاندھوں پر ڈال لیا۔ بلیک نیرو نے ڈاکٹر رائٹ اور گوبہر رشید

دھا لیا۔ اور پھر وہ عماران کی پیروی کرتا ہوا اپریشن روم میں پہنچ گیا۔
خاتون گنگا اکھٹے کر کے ہیں آپ نے۔۔۔ لیکن آخر یہ سلسلہ
کس تو میری سمجھ میں نہیں آیا۔۔۔ بلیک نیرو نے
دروازہ کھولا اور اپریشن روم کے فرش پر ڈالتے ہوئے کہا۔

یہ تمہاری سمجھ کا ہی کس نہیں ہے۔۔۔ تم سیکرٹ سروس سربراہ ہو۔ اور یہ بے چارے چھوٹے درجے کے مجرم۔ ان کی سمجھ تو شو پر فیاصل کو ہی آتے گی۔۔۔ عماران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

لیکن یہ بچکر کیا ہے۔۔۔ آپ نے آدمی تو بہت سارے اکھٹے کر لئے ہیں۔ لیکن کچھ مجھے بھی تو سمجھاتے۔۔۔ بلیک نیرو نے مذکرہ قسمے ہوئے کہا۔

اچھا۔۔۔ اب تم بچوں کی طرح ضد کر رہے ہو تو کون لوہ۔ اصل یہ منشیات کا بین الاقوامی سلسلہ ہے۔ ویسے ایک بات ہے۔ اب یہ منشیات کا سلسلہ اس قدر خوفناک انداز میں چھل چکا ہے کہ بین الاقوامی راجوں کو اس آئٹم کو بھی سیکرٹ سروس کے دائرہ کار میں شامل کرنا پڑا۔ اب یہ لوگ انٹیلیجنس کے نہیں بلکہ باہر ہوئے جارہے ہیں۔۔۔ عماران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

لیکن عماران صاحب!۔۔۔ سیکرٹ سروس تو معرفت الیے عبدالمکرم کوک تھام سمس کے نانی گنتی ہے جن سے ملک کی سالمیت کو خطرہ ہو۔۔۔ منشیات کی سنگدلانہ وغیرہ سے ملک کی سالمیت کو کیا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔۔۔ بلیک نیرو نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

یہ صوفی احساس کی بات ہے بلکہ نیرود۔ پہلے منشیات کے عہد میں جو لوگ جو معاشرے کے دھندلے ہوئے تھے۔ لیکن اب یہ کاروبار اس قدر منظم ہو گیا ہے کہ اس میں ایسی ایسی ایجادات ہوئے ہیں کہ اب عام لوگ بھی اس کے عادی ہوئے ہوئے ہیں۔ اور جب ملک کے اخروادی ندریں گے۔ تو پھر ملک کے رہنے کا کیا جواز رہ جائے گا۔ بڑے بڑے بیجے میں کہا۔

اگر یہ بات ہے۔ تو پھر آپ اس کلیں کو سو پر فیاض کے کہنا میں کیوں ڈال رہے ہیں۔ اسے سبکدوش سروس کا کارنامہ بنا دیتے۔

ابھی نہیں!۔ تم نے دیکھا نہیں کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو بڑے پائے کے نجوم سمجھ رہے ہیں۔ ہنوز ان تنظیموں کے مقابلے میں طفل کتب ہیں جن سے ہمارا ٹھکانہ بڑا ہے۔ ابھی یہ سو پر فیاض کے لیوول کے جی ہیں۔ بہر حال آئندہ مجھے ایسی تنظیموں پر بھی نظر رکھنی ہوگی۔ ایک تنظیم ہے مافیا۔ جو پوری دنیا میں منشیات کا دھندہ کرتی ہے اس کے مقابلے میں ایک منظم ڈاجر گروپ ابھی جس نے منشیات میں ایک نئی ایجاد کر ڈالی جسے یہ ٹریڈنگ فارم یا ٹی۔ ایف۔ کے کہتے ہیں۔ یہ ایجاد اتنی معمول ہوئی کہ مافیا کا اپنا کاروبار انہوں نے ڈول ہو گیا۔ ڈاجر گروپ کا ہیڈ کوارٹر اور ٹریڈنگ فارم کی لیڈرنگ پاکستان میں تھی۔ چنانچہ مافیا نے ٹریڈنگ فارم کا مولا حاصل کرنے کی کوشش کی اور اس نے ایک بیک میٹنگ کرنے والی تنظیم راکوش

ان دو معاملوں کی۔ اب ڈاجر گروپ کی بدقسمتی کہ اس نے سو پر فیاض کو جس سے ڈالی۔ کیونکہ ڈاجر گروپ کا اہم ترین رکن ارشد چوہدری تھا جو ڈیڑی کا گہرا دوست تھا۔ جب مجھے پتہ چلا تو میں نے شغل کے طور پر سو پر فیاض کو مانتا لیا اور ارشد چوہدری کے پاس پہنچ گیا اب یہ ان کی بدقسمتی کہ مجھے ٹائیس گہرے ایک بازنایا تھا کہ ارشد چوہدری منشیات کی سنگٹنگ میں غوث ہے اور سلائی نمبر بارہ ان کا کوڈ ورڈ ہے۔ لیکن چونکہ یہ میری لائن کا کام نہ تھا اس لیے میں نے توجہ نہ دی۔ بس سلائی نمبر بارہ کے الفاظ جب میرے منہ سے نکلے تو ڈاجر گروپ کو بھگایا۔ انہوں نے سمجھا کہ میں ان کے راز سے واقف ہوں۔ چنانچہ مجھے ختم کرنے کے لئے کام شروع ہو گیا۔ اور راکوش کے سربراہ ڈوربی نے اپنے فور پر ایک چال چلی۔ اسے شائد سلام ہو گیا تھا کہ میں سو پر فیاض کا دوست ہوں۔ چنانچہ اس نے ڈاجر گروپ اور ٹریڈنگ فارم کی سب بارڈری کے شعلی معلومات سو پر فیاض کو سلائی گئیں۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ سو پر فیاض مجھے تسلیم نہ کرے گا۔ اور اس سب بارڈری کو ڈھونڈ کر کہیں سو پر فیاض کے محلے کے دروں گا۔ اور پھر وہ فی سو پر فیاض سے فارمولا لے آئے گا اور اُسے مافیا کو سلائی کر دے گا۔ لیکن پھر شائد اُسے کیا ہو کہ وہ سو پر فیاض کے ایک آپ میں میرے ٹیٹل پر مجھے قتل کرنے پہنچ گیا۔ شائد اس کے ہیڈ کوارٹر نے اُسے صحابہ ملائی ہوگی۔ وہ لوگ شائد میرے شعلی جانتے ہوں گے۔ بہر حال ڈاجر گروپ کی کو بھلا شائد نے ان کا ایک اہم آدمی کو گورنر کو میرے سامنے چڑھایا اور اس کے ذریعے میں ڈاکٹر رائٹ کے

پاس پہنچ گیا اور اس طرح سارا معاملہ سناٹے آگیا۔ — عمران نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

اور یہ گو سرشید کس کھانے میں یہاں بنا ہے۔ یہ تو ناشی لڑکوں پرورد کا ڈائریکٹر جنرل ہے۔ — بیک نیروف نے فریض پر پڑے ہو گئے برشید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”یہ تو اصل آدمی ہے۔ یہ ڈاکٹر گرہپ کا سربراہ ہے یعنی جس طرح تم سسکیٹ سرورس سے پاس ہو۔ — مخلوق و حصول اثر اور منشیات کے اسناد کی حکومت سے۔ اور کام کرنا مت منشیات پھیلانے کا۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ — بیک نیروف نے تمام حقیقت سمجھنے کے بعد پوچھا۔

”بس اب نمائش تو لگ گئی ہے مجرموں کی۔ اب صرف نمائش کی نمائش ہی فروخت کا مسئلہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ شاید سوپر فیاض کو دے دوں۔ اب ہم کہاں تک فروخت کرتے پھیر گئے۔ — عمران نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ پھر مجھے اجازت ہے۔ — بیک نیروف نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں تم چلو۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی حصہ لگتے بیٹھو۔ — عمران نے کہا۔

اور پھر بیک نیروف سر جھٹا ہوا واپس مڑ گیا۔ عمران نے جب سکورین کو روشن ہونے اور بیک نیروف کی دھجک کو

دیکھتے دیکھتے تو اس نے مسکرائے لیفٹیننٹ کا سیور اٹھایا اور پھر فیاض کے ہاتھوں نے شروع کر دیئے۔

”لیکن فیاض بیکنگ۔ — فیاض کی آواز سناؤ دی۔ اس وقت فیاض دیکھا کہ سوپر۔ — عمران نے بڑے بخندہ ہنسنے کہا۔

”کیا مطلب۔ — میں سمجھا نہیں۔ — ہ دوسری طرف سے اس نے کہا۔

”بس جہاں فیاض دیکھا کہ کا وقت آیا۔ — تمہاری سمجھ غائب رہا تو ہے۔ — اچھا پہلے مال دیکھ لو۔ — پھر فیض کو لے لیا۔ — عمران نے کہا۔

”مال کیسا مال۔ — یہ کیا پیکر حلال کھائے تم نے۔ — سیدی ثابت کرو۔ — فیاض نے الجھے ہوئے الجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہاں میں نے مجرموں کی نمائش لگا رکھی ہے۔ اور تم اسے لکھ رہے ہو۔ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجرموں کی نمائش۔ — اوہ کیسے مجرم۔ — فیاض نے بڑی راج چوتھے ہوئے پوچھا۔

”اب میرے خیال میں تمہاری سمجھ واپس آنے لگ گئی ہے۔ — بہال منوا۔ — پوری فورس سمیت شمس کا کوئی کی کوئی نمبر بارہ پر سر پہنچ جاؤ اور اس نمائش کا افتتاح کرو۔ — عمران نے کہا اور پھر رخصت ہوا۔

تقریباً پون گھنٹے بعد کال میل کی آواز سنائی دی اور عمران نے
ہائیک کا بجٹ آن کر دیا۔

”کون ہے؟“ — عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا۔
”اوہ عمران! — میں فیاض ہوں۔“ دوسری طرف سے فیاض
کی پُر جوش آواز سنائی دی۔

”میں جھانگ کھول رہا ہوں۔ آجاکو“ — عمران نے مکرانے
ہوئے کہا اور پھر ہائیک کا بجٹ آف کر دیا۔

بجٹ آف ہوتے ہی سکریں روشن ہو گئی اور پھر عمران نے جھانگ
کھلتے اور آئینے جنس پولیس کی جیبوں کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔ سب
سے آگے سو فیاض کی جیب تھی۔ سو فیاض اپنی پوری یونیفارم میں
ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا نظر آ رہا تھا۔

عمران سکرا آہوا آپریشنس روم سے باہر کی طرف چل پڑا۔ ساکریاض
کو نمائش گاہ تک لے آئے۔

وسیع وسیع کرے کے درمیان موجود ایک بھڑکی سے میز
گرو آئے افراؤنہ پر نقاب پہنے بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے تھے
بل لگا تھا جیسے وہ انسان کی بجائے مجسمے ہوں۔ درمیان میں ایک اونچی
نشست کی کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ ان سب افراؤنہ جو لباس پہن
دیکھے تھے ان پر ہانک کے مخصوص بیجز لگے ہوئے تھے، جن کے نیچے
لڑکے رنگ کے ہندسے تھے، جو ایک سے آٹھ تک تھے۔ یہ بڈام زمانہ
نظم ہانک کے مشنل بورڈ کے ڈائریکٹران تھے جن کے تحت پوری دنیا
میں انسانی خودکاک تنظیم عمل پیرا رہتی تھی۔

مشنل بورڈ کے ڈائریکٹران کی میٹنگ انتہائی اہم ترین امور پر بلائی
جاتی تھی اور اس مقصد کے لئے ڈائریکٹران جو دنیا کے مختلف ممالک
سے تعلق رکھتے تھے، خصوصی طور پر بلائے جاتے تھے۔ ہانکا کا پیٹرمن بے
لینا والے کوڈ میں گاڈنادر کہتے تھے، صرف ان ڈائریکٹران کے ناموں اور

سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بیگ کے تالوں پر اپنی انگلیاں رکھ کر انہیں مخصوص انداز میں گھمایا تو بیگ سے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیگ نمبر دو کی طرف بڑھا دیا اور خود واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

نمبر دو نے بھی یہی کارروائی دہرائی اور بیگ نمبر تین کی طرف کھسکا دیا۔ اسی طرح باہری باری پر نمبر تین نے بیگ کے تالے پر اپنی انگلیاں پہلے سے مختلف انداز میں گھمائی اور جب بیگ سے سیٹی کی آواز نکلتی تو وہ بیگ آگے ٹھکا دیا۔ گاؤں دار خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ یہ نمبر کی چکنگ کو ایک خفیہ نظام تھا۔ بیگ کے تالوں میں ایک یا دو پکڑ چکنگ کے مسلم نصب تھا جس میں ہر بیگ کی انگلیوں کے نشان اور انہیں مختلف زاویوں سے گھلانے کے کوڈ فٹ کئے گئے تھے۔ سیٹی کی آواز نہ ہونے کا مطلب تھا کہ پکڑ نے او سکے کا لازم ہے۔ اس طرح نقلی آدمی نمبر دو غور پر غور کر رہا تھا۔ ظاہر ہے اس کی انگلیوں کے مخصوص نشانات کے ساتھ ساتھ انگلیوں کو مخصوص زاویے میں گھمانے کا کوڈ شامل نہ ہوتا۔ اور یہ پکڑ کہ پکڑ اور اسکے کا لازم نہ دیا۔ لیکن جب آٹھ کے آٹھ استاد اس کے ہونے کو بیگ واپس گاؤں دار کے پاس پہنچ گیا۔ اب گاؤں دار کی چکنگ کا موط تھا۔ اس خصوصی بیگ کو کھٹنے کا کوڈ صرف گاؤں دار کو ہی معلوم تھا۔ اگر وہ بیگ کو کھول لیا تو یقیناً وہ اصلی ہوا۔ نقلی۔ چنانچہ گاؤں دار نے اپنی انگلیاں بیگ کے تالے پر رکھیں اور پھر انہیں مختلف انداز میں دو تین بار گھمایا تو سیٹی کی آواز کے ساتھ ساتھ بیگ کا ڈھکن ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ ہال میں موجود ہر نمبر نے واضح طور پر

توں سے واقف تھا۔ ورنہ وہ صرف اپنے نمبروں سے پہچانے جاتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک جرائم کی دنیا میں اس قدر با اختیار تھا کہ ہر جرائم کی دنیا میں لنگز کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہ ہنگامی مینٹگ بھی گاؤں دار نے طلب کی تھی اور تمام لنگز ہینر چکے تھے۔ اب صرف گاؤں دار کا انتظار تھا۔ یہ مینٹگ ہافا کے پیش ہر ایک جو دنیا میں تھا، ملائی گئی تھی اور اسے خفیہ رکھنے کے لئے انہیں کی خصوصی انتظامات کئے گئے تھے۔

معدوی در بعد ال کا اکلوتا دروازہ کھلا اور پھر ایک طویل القامت اور خاصا جسم آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک برنس بیگ تھا۔ اس کے چہرے پر نمبر کے رنگ کا نقاب تھا۔ سینے پر ہافا کا بیچ موجود تھا لیکن اس بیچ پر کسی نمبر کی بجائے صرف ایک دائرہ بنا ہوا تھا جو گاؤں دار کا خصوصی نشان تھا۔ یہ ہافا کا موجودہ چیزیں تھا۔

گاؤں دار کے اندر آتے ہی مینر کے گرد بیٹھے ہوئے آٹھوں افراد ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ روایت کے مطابق گاؤں دار کا استقبال کر کے اسے اپنی مکمل حمایت کا یقین دلانے لگے۔

”بیٹھ جاتیے“ آئے والے نے ہماری پے میں کہا اور برنس بیگ کو نمبر پر رکھ کر وہ خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”آپ حضرات کا اس ہنگامی مینٹگ میں آنے کا شکریہ!۔ لیکن یہ مینٹگ کی روایتی کارروائی مکمل کر لی جاتے۔ چہرے ہر ایک کا ڈھکے ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے مینر پر دیکھے ہوئے برنس بیگ کو نمبر ایک کی طرف کھسکا دیا۔ نمبر ایک نے بیگ کو سنبھالا اور پھر ایک جھٹکے

جائیوں کے مطابق کہ منشیات میں عورت و دیگر تنظیموں کے براہ راست ہار نہ کیا جلتے۔ ایک ایسی تنظیم کی خدمات حاصل کی گئیں جو بیک میلنگ و سٹور بین الاقوامی سطح پر کرتی ہے اور خصوصی راز حاصل کرنے کے نام پر سمجھی جاتی ہے اس تنظیم کا نام راکوش ہے۔ راکوش نے امر داری قبول کر لی اور پاکیشیا میں ایسی مقامی تنظیم کے ذریعہ کام لگایا کہ مطمئن ہو سکے کہ فی ایف کا فارمولہ اب مافیائے اس پنجے جاتے ہیں۔ لیکن اب ہیڈ کوارٹر کو جو اطلاعات ملی ہیں وہ اتنی ہی حیران کن رہنمائی پریشان کر دینے والی ہیں۔ ان اطلاعات کے مطابق تینیا میں ٹو اوجر گروپ کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ اس کی سبب بڑی ساز و سامان پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ تنظیم کے سربراہ اور اہم ارکان راکوش گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یا قتل کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہند پاکیشیا میں راکوش کی مقامی تنظیم کا بھی خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اس نے سربراہ ڈورنی کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور پوری تنظیم کے ممبران اور ہڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا گیا ہے اور یہ سارا کام سنڈل ایٹلی جنس بورڈ کے بس ہندوستان فیاض نامی شخص نے سرانجام دیا ہے۔ وہاں کے مقامی اخبارات پر ہندوستان فیاض کے اس حیرت انگیز کارنامے کی تفصیلات جھجھکتے ہوئے ہیں اور چونکہ اس کارنامے کے تعلق بین الاقوامی تنظیموں اور گروپ اور راکوش سے تھا اس لئے اس کا ذمہ کو سرکاری طور پر بین الاقوامی اداروں کو سونپ دیا گیا اور انٹر نیشنل مارکوس لڑل اتھارٹی نے وہاں سے ملنے والی تفصیلات پر کام کرتے ہوئے ان دنوں میں پہلے ہوئے راکوش اور ٹو اوجر گروپ کے جدید جدید افراد کو

اطمینان کا طویل سانس لیا کیونکہ اگر کمپیوٹر اور اسکے کا لارم نہ دیتا، تو سائنس میں بھی برقی سونیاں تالوں پر موجود انگلیوں میں خود بھیجہ جاتیں اور نتیجہ فوری موت کی صورت میں نکلتا تھا۔ اس لئے جب تک اور اسکے کا مخصوص لارم نہ سنائی دیتا، ہر ممبر کی جان سولی پر لٹکتی رہتی۔ کیونکہ لارم نہ بجنے کا مطلب یقینی موت کے سوا اور کچھ نہ نکل سکتا تھا۔ خفاطی کارروائی مکمل ہو گئی۔ اب میں مختصر طور پر اس خصوصی ہنگامی مہم کے مقصد بتا دیتا ہوں۔ جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ مافیائے مقابلے میں ایک نئی تنظیم ابھری جسے ٹو اوجر گروپ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہ تنظیم وسائل کے لحاظ سے خاصی کمزور تھی۔ لیکن اپنی ایک ایجاد کی بنا پر دیکھتے ہی دیکھتے یہ پوری دنیا کی منشیات کی منڈی پر چھا گئی۔ منشیات کی دنیا میں اس ایجاد کو ٹریچر خاتمہ کا نام دیا گیا۔ جسے کوٹھ میں فی ایف کہا جاتا تھا۔ فی ایف کی روز افزوں مقبولیت نے مافیائے کاروبار کو شدید دھچکا پہنچایا۔ مافیائے فی ایف کا تجربہ اپنی لیبارٹریوں میں کر لیا۔ تاکہ اس نئی ایجاد کا فارمولہ حاصل کیا جاسکے۔ لیکن بے سود۔ فی ایف کی اصل صورت سامنے نہ آ سکی۔ چنانچہ فی ایف کا اصل فارمولہ حاصل کرنے کے لئے کوشش کی گئی تو اطلاعات ملی کہ ٹو اوجر گروپ نے اپنا ہیڈ کوارٹر ایشیا کے ایک ترقی پذیر ملک پاکیشیا میں قائم کیا ہوا ہے اور فی ایف کی لیبارٹری بھی وہیں قائم کی گئی ہے وہیں سے فی ایف کو پوری دنیا میں سپلائی کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ ملک ایک ایسے نامزد ملک ہے اس لئے مافیائے وہاں سے فی ایف کے فارمولے کا حصول خاصا آسان سمجھا اور خود درمیان میں اسے کی بجائے تاکہ

سبھی گرفتار کر لیا۔ اس طرح یہ دونوں مختلف بین الاقوامی سطح پر فخر و
ختم ہو چکی ہیں۔ یہاں تک تو حالات مافیا کے حق میں جاتے ہیں
کوئی ایف آئی کے کاروبار کو دھچکا پہنچانے والی تنظیم کا خاتمہ
ہو گیا۔ لیکن اصل مسئلہ بھی یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ اس
سارے کارنامے کی تفصیلات میں شریج فاکر کے فارمولے کا کہیں
ذکر تک نہیں۔ ڈاکٹر لیاکٹری میں تیار شدہ فی ایف خاصی مقدار
میں پکڑی گئی، سائروسامان اور شینڈلی پر بھی قبضہ کر لیا گیا ہے۔ لیکن
فارمولا کہاں گیا۔ اس کے متعلق کوئی اشارہ تک کہیں موجود نہیں
ہے۔ گاڈفادر نے پوری تفصیل بتانے کے بعد پھٹے ہوئے
بیگ میں سے مختلف زبانوں کے اخبارات کا ایک بٹاسا پلندہ نکالا
اور انہیں میروں کے سامنے میز پر پھینک دیا۔

یہ وہ اخبارات ہیں جن میں کسی نہ کسی طرح تفصیلات موجود ہیں۔
لیکن فی ایف فارمولا۔ اس کے متعلق ایک نقطہ بھی موجود نہیں۔
گاڈفادر نے کہا۔

گاڈفادر!۔ مافیا کا مسئلہ تو حل ہو گیا۔ اب فی ایف ڈاکٹر
میں نہیں آئے گی۔ پھر اس خصوصی اور ہنگامی میٹنگ کا کیا مقصد ہو گا
ایک ممبر نے گوجنڈا بچے میں کہا۔

ہاں!۔ بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن فی ایف ایک
ایسی ایجاد ہے جس کی مقبولیت کے بعد تمام منشیات کو قبول نہیں کیا
جائے گا۔ اس لئے مافیا کا کاروبار اسی طرح ڈاؤن ہے۔ یہ درست
ہے کہ جب فی ایف موجود نہ ہوگی تو آہستہ آہستہ کاروبار معمول پر آجائے

لیکن اگر مافیا فی ایف کا فارمولا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے
پھر مافیا بلا شینڈل اسے آرکیٹ میں ڈال کر اربوں کھربوں کا کاروبار
شروع کرے۔ میں نے خصوصی میٹنگ اس لئے طلب کی ہے
یہ فیصلہ کیا جائے کہ کیا ہم فی ایف فارمولے کے حصول کے لئے
وفاقی مافیا منصوبہ تیار کریں۔ یا اسے چھوڑ دیں۔ یہ بھی ہو سکتا
ہے کہ یہ فارمولا ہمارے مقابلے میں کسی نئی پارٹی کے پاس پہنچ جائے
اور ایک بار پھر مافیا پیچھے رہ جاتے۔ اور اگر ہم یہ فیصلہ کر لیں کہ
فی ایف فارمولا مافیا نے حاصل کر لیا ہے تو اس کی عملی شکل کیا ہوگی؟
گاڈفادر نے میٹنگ کا مقصد بتاتے ہوئے کہا۔

گاڈفادر!۔ آپ کا خیال بالکل درست ہے۔ مافیا کو یہ
فارمولا ضرور حاصل کرنا چاہیے۔ اس سے مافیا کا کاروبار کتنی گنتا
بڑھ جائے گا۔ گلگ نور کے کھڑے ہو کر کہا اور پھر باری باری تقریر
سب نے گلگ نور کی تائید کر دی۔

تو یہ فیصلہ ہو گیا کہ مافیا کو نامور مش بیٹھ جانے کی بجائے فی ایف
فارمولا حاصل کرنا ہے۔ گاڈفادر نے ایک غیر مل سانس لیتے
ہوئے کہا۔ اب یہ طے کیا جائے کہ اس کے لئے کیا کیا جائے؟۔
یہ بات تو طے ہے کہ فارمولا اس سپر ٹینڈنٹ فیاض نے لاؤ گا حاصل
کر لیا ہوگا۔ اب آگے دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ
اس نے اس فارمولے کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھا ہو تاکہ کسی خواہشمند
پارٹی سے خفیہ طور پر اس کا سودا بھاری قیمت میں کیا جاسکے۔ یا
دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس نے یہ فارمولا حکومت کے پاس

جمع کر لیا ہو۔ اور حکومت نے اس کی اجمیت کے پیش نظر اسے خیر رکھا ہو۔ گنگ تھری نے بات کو اتنے بڑھاتے ہوئے کہا۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ فارمولا ان کے ہاتھ ہی نہ آیا ہو۔ کسی خفیہ مقام پر اب بھی موجود ہو اور اس کا علم خواجہ گروپ کے گرد لگا افراد کو ہو۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں حکومت کی قید سے آزاد کر دیا جلتے اور اس کے بعد خواجہ گروپ کسی اور ملک میں ہائیڈروکارڈ اور لیبارٹری قائم کر کے بی۔ ایف کی تیاری اور سپلائی شروع کر دے۔ گنگ سیون نے کہا۔

”یہ سب امکانات میرے ذہن میں بھی تھے اور میں نے یہ میٹنگ بلائے تھے ان امکانات کے بارے میں جھان بین ضروری سمجھی چنانچہ ہنگامی طور پر جو اطلاعات رقم نے اکٹھی کیں۔ ان کے مطابق پرنٹڈ نیٹ فاضل ایک عام سا اختر ہے۔ اس سے آناٹا کارنامہ سرزد ہونا ناممکنات میں سے ہے۔ اور یہی علم ہوا ہے کہ راکوش کے مقامی سربراہ ڈربی کا وہ دوست تھا اور خواجہ گروپ اور بی۔ ایف کے بارے میں بنیادی معلومات ڈربی نے ہی پرنٹڈ نیٹ فاضل کو پہنچائیں۔ جس سے مقصد یہ تھا کہ پاکیش کے ایک آدمی علی عمران کو یہ معلومات پہنچ جائیں۔ علی عمران کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ بظاہر ایک اہم مقامی شخص ہے۔ لیکن درحقیقت انتہائی خفیہ ناک آدمی ہے۔ ڈربی کا مقصد تھا کہ جب فاضل بی۔ ایف کی سب بارٹری پر قبضہ کرے گا تو اسے بھاری رقم دے کر وہ فارمولا خفیہ طور پر خرید کر لیا جائے گا۔ لیکن جو

غیر نکلا وہ اس کی توقعات کے خلاف تھا۔ پرنٹڈ نیٹ فاضل نے ڈربی اور راکوش کی پوری تنظیم کو گرفتار کر لیا۔ بی۔ ایف لیبارٹری اور خواجہ گروپ بھی اسی سے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ یہ امکان بھی بتایا گیا ہے کہ یہ اصل کارنامہ عمران کا ہو سکتا ہے جو کہ پرنٹڈ نیٹ فاضل کا دوست ہے اور اکثر اس سے بھاری رقم لے کر اس کی خاطر ایسے کارنامے انجام دیتا رہتا ہے جو بعد میں سرکاری طور پر پرنٹڈ نیٹ فاضل کے کہنے میں خراب دیتے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہو سکتا ہے کہ عمران نے فارمولے پر قبضہ کر لیا ہو اور پرنٹڈ نیٹ فاضل کو اس کی براہی دینگنے دی ہو۔ ایک اور اخلاص بھی مٹی ہے کہ لیبارٹری کا درجہ رواں ایک شخص فاکٹر رائٹ ہے۔ لیڈیا فارمولا اس کے قبضے میں ہوگا۔ یا اس کے ذہن میں ہوگا۔ وہ شخص گرفتار ہو چکا ہے اور زندہ ہے۔ ان تمام اطلاعات کے بعد اب سوچنا چاہیے کہ فارمولا کس کے پاس ہوگا اور کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے۔؟

گاڈ فادر نے کہا۔

”خادر۔ اب تو صورت حال بالکل واضح ہو گئی ہے۔ فارمولا عین اشیانہ تک محدود ہو گیا۔ پرنٹڈ نیٹ فاضل۔ علی عمران اور خواجہ گروپ۔ ان میں سے کسی کے پاس یقیناً یہ فارمولا موجود ہوگا تو تینوں پر ٹرائی کی جائے۔ ان میں سے کسی سے بہر حال فارمولا مل سکتا ہے۔ گنگ ٹوٹے مطمئن رہیں گے۔

گنگ ٹو کی بات درست ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان تینوں کو اغوا کر لیا جائے اور پھر ان میں سے جس کے پاس یہی فارمولا ہو

یاد چڑھے تو وہ مافیا سے غداری کر جائے۔ ایک ممبر
کہا۔

ہم نازو نے کسی کو بات ہی آؤٹ نہیں کریں گے۔ میں توصیف
نہیں کروں گا۔ اگر آپ سے اور میں۔ باقی معلومات تو ہم خود
سے حاصل کر لیں گے۔ گاؤں دار نے کہا۔

یہ درست ہے۔ اس طرح نازو لاخیر رہے گا۔ میں اس
لئے میں پرائڈ کا نام تجویز کرتا ہوں۔ پرائڈ ایک منظم سی تنظیم ہے۔
میت ویس انڈیا پرنٹنگ۔ لیکن ان کی ماکر روگی ایسے کاموں میں پیشانی
ہے۔ وہ اپنے شکار پر عقابوں کی طرح چھپتے ہیں اور مہینوں کا
ام صرف گھنٹوں میں کر لیتے ہیں۔ کسی بھی آدمی کو وہ بائال سے
ال لائنے کا گڑ جانتے ہیں۔ گنگا ایٹ نے پہلی بار زبان کھولتے
کہے کہا اور پھر پرائڈ کا نام سننے ہی سب ممبروں نے اپنے اپنے طور
پرائڈ کی حمایت کر دی۔ کیونکہ ذاتی طور پر وہ سب اس تنظیم کے
معاہدے جانتے تھے۔

اوپر سے پرائڈ کا فیصلہ ہو گیا۔ پرائڈ سے رابطہ کون قائم کرے
گاؤں دار نے طویل مائنس لیتے ہوئے کہا۔

پرائڈ کے سربراہ کرنل اوتھم کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ اگر آپ
جرات دیں تو میں یہیں بیٹھے آپ کے سامنے اس سے بات کر سکتا
ہوں۔ گنگا ایٹ میں نے پرائڈ کا نام تجویز کیا تھا۔ فوراً کہا۔

ٹھیک ہے۔ اگر آپ ہو جائے تو نرا وہ اچھا ہے۔ آپ
ان بات کریں گے مافیا سے نہ۔ گاؤں دار نے کہا۔

اس سے حاصل کر کے ان تینوں کا خاتمہ کر دیا جائے۔ گنگا بیوں
نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا اور گنگا بیوں کی اس تجویز کی سب نے
بھرپور اعلاؤ میں تائید کر دی۔

ٹھیک ہے۔ یہ فیصلہ ہو گیا کہ ان تینوں کو اغوا کیا جائے۔
ڈاکٹر رائٹ کسی جیل میں ہو گا اُسے وہاں سے فرا کرنا ہو گا۔ باقی دونوں
افراد کو آسانی سے اغوا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ کام کون کرے گا؟
گاؤں دار نے کہا۔

مافیا کرے گی۔ اور کون کرے گا۔ گنگا متری نے حیرت
مچے میں کہا جیسے اُسے گاؤں دار کی الجھن سمجھ میں نہ آئی ہو۔
مجھے ذاتی طور پر اس سے اختلاف ہے۔ مافیا ہی یہ فیصلہ نہیں
ہے۔ اور لفظ ہم یہ کام آسان نظر آئے لیکن جہاں تک مجھے معلومات
ہیں یہ کام انتہائی مشکل ہے۔ میں مافیا کو ملنے لائے بغیر فراموش
حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے پاس فنڈز کی کوئی کمی نہیں ہے اور
ٹی۔ ایلف کے فارمولے کے لئے ہم بے دریغ روپیہ خرچ کر سکتے ہیں تو
پھر کریں کسی ایسی تنظیم کی خدمات حاصل کی جائیں جو ان کاموں میں
ماہر ہو۔ گاؤں دار نے کہا۔

گاؤں دار کی بات درست ہے۔ انڈیا اپنی روایت کی پابند
ہے۔ دو تین ممبروں نے گاؤں دار کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

لیکن نازو! اگر وہ تنظیم نامکام ہو گئی تو پھر ہم دوسری تنظیم کی
خدمات حاصل کریں گے۔ پھر اس کی ناکامی کے بعد تیسری۔ آخر
کب تک ہم یہ سلسلہ جاری رکھیں گے۔ پھر ہو سکتا ہے کہ یہ نازو لاخیر میں

ہزنل اسٹنگ ایٹ۔ گنگ ایٹ نے جہادی بیچے ہیں کہا۔
ادویر۔ فرماتے کیا نہ مت کروں۔ ہزنل کا لہجہ نرم

فون پر۔ وہ یہیں رہتا ہے۔ گنگ ایٹ نے کہا۔
گاؤ فار سے مرہلاتے ہوئے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک

بجھتے ہی کھٹک کی آواز سنائی دی اور میز کی سطح کا ایک
کسی دھکے کی طرح کھٹک گیا۔ دوسرے ٹٹے ایک دائرہ میں فون میٹ

نہیں آیا۔
نوٹ کر لو۔ اس فون سے جملہ نمبر یا ٹھکانہ ٹرولیس نہیں ہوگا
اس سے ہم محفوظ رہیں گے۔ گاؤ فار سے کہا اور گنگ ایٹ

فون اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور اس کا رسورسٹا سے پہلے
کے آخری ٹپے جسے میں موجود شروع کر دیا۔

بجھنے کے پریس ہو گئے۔ دائرہ میں فون کا سلسلہ مافیا کے خفیہ
کے خفیہ نمبر سے منسلک ہو گیا۔ اور اس میں ڈانگ ٹون آتی شروع کر دی۔
گنگ ایٹ نے رسورسٹا اور مختلف خبر پریس کرتے شروع کر دی۔

ہیلو ساکس امپورٹرز۔ رابطہ قائم ہوئے۔ دوسری طرف
سے ایک لنوائی آواز سنائی دی۔

ہزنل سے لائن بہتر تھی۔ ہر بات کو لائی جانے لگا۔ ایٹ آن
دی لائن۔ گنگ ایٹ نے بیچے کو جہادی اور ٹھکانہ بنا کر بولے۔
ادویر۔ ایس۔ مولا آن کیجئے۔ دوسری طرف سے گنگ

مولا نے بیچے میں جواب دیا گیا۔
ہزنل اور تمام لائن بہتر تھی۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک
جینتی بدنی آواز سنائی دی۔

میں پانڈ کو ایک کام دینا چاہتا ہوں۔ گنگ ایٹ نے کہا۔
گنگ ایٹ۔ پانڈ، گنگ ایٹ کا کام کر کے فخر محسوس کرے گا۔

ہزنل نے جواب دیا۔
پانڈ۔ میں اسے آواز کو انعام کے صحیح سالم حالت میں
تو کیسے یوٹیو پر چھپانا ہے۔ گنگ ایٹ نے کہا۔

میں افرو کو۔ برائے کرم تفصیل بتائیے۔ کیا ان تینوں کو اکٹھا
لے آئے۔ یا باری باری۔ ہزنل نے کہا۔

اکٹھا۔ ان میں سے ایک پانڈیا کی سنٹرل ایفیلی جنس کا پرنسپل
باض ہے۔ دوسرا اس کا دوست ایک عام شخص علی عمران ہے۔
تیسرا ایک ٹرانسپورٹ نامی شخص ہے۔ جسے فیاض نے گرفتار کر

لیے۔ جیل میں ڈالا ہوا ہے۔ گنگ ایٹ نے کہا۔
ان کے تفصیل کو آف مہیا ہو سکتے ہیں۔ ہزنل نے پوچھا۔

ابن اس سے زیادہ نہیں۔ ہر حال پرنسپل نے نیاتس سے ان
لاٹوں کے متعلق تفصیلات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ لیکن پرنسپل
نیاتس کو کوئی جسمانی یا فنی عارضہ لاحق نہیں ہونا چاہیے۔ اور پرنسپل
نیاتس سرکاری آدمی ہے اس کا پتہ آسانی سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

گنگ ایٹ نے کہا۔
ٹیک ہے۔ کام ہو جائے گا۔ ہزنل نے حامی بھرے ہوئے کہا۔

”کام کی مدت اور معاوضہ۔۔۔ یہ بات نوٹ کر لی جائے کہ میں کم از کم وقت میں کام مکمل چاہیے۔“ سنگ ایٹھ نے کہا۔

ایک ہفتہ دے دیں۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ کام اس سے پہلے ہو جائے گا۔ بہر حال ایک ہفتہ طے ہو سکتا ہے۔ اور معاوضہ اگر اجازت کے علاوہ تین لاکھ والہ ہو گا۔“ کرمل نے کہا۔

”منظور ہے۔“ سنگ ایٹھ نے فوراً ہی جواب دیا۔
”اور کسے!۔“ حیدر شاہ کو۔۔۔ دوسری طرف سے کرمل نے خوشگوار لہجے میں کہا اور سنگ ایٹھ نے بھی او۔ کسے کہہ کر دبیور رکھ دیا۔

”یہ مرحلہ تو بخوبی طے ہو گیا۔“ صاحب اب سیر خیال میں آئندہ میٹنگ ایک ہفتے بعد طے کر لی جائے تاکہ ان تینوں سے فیصلہ کرنی پوچھ گچھ سب کے سامنے کی جائے۔“ گاڈنادر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ سنگ کا مقام بھی طے کر لیا جائے تاکہ چرھہ دلیات پہنچنے کا انتظار نہ رہے۔“ ایک ممبر نے کہا۔

”زیر پوائنٹ تمام ہو گا۔“ دہل سے ان کی سامنی چیک اپ کو ہم خود بھی خفیہ طور پر چیک کر سکتے ہیں۔“ گاڈنادر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھٹا کھڑا ہوا۔

اس کے اٹھتے ہی باقی اسناد وہی اٹھ کھڑے ہوئے اور چرچہ بڑی سے بڑی دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

فیاضی جب ال سے باہر نکلا تو خوشی کے مارے اس کی باجیسوں تک آدھی تھیں۔ اس کے پیر ہی زمین پر نہ ٹک رہے تھے۔ اعلیٰ لہجی میٹنگ میں اس کے اس کارنامے کی اس قدر تعریف کی گئی تھی کہ پانچ کڑوں عموں بورا بھٹا جیسے آج اس کی زندگی کا مقصد پورا ہو گیا ہو۔ جسو جی اجلاس سرکاری طور پر فاض کے کارنامے کو بھرپور انداز میں سراہنے کے لئے بلا گیا تھا۔ اس میں سر رحمان کے ساتھ ساتھ بیکری وزارت نامہ راجہ سر سلطان اور دیگر نمکوں کے سربراہ شامل تھے۔ سر رحمان کی خوشی بھی قابل دید تھی۔ آخر ان کے ایک ماتحت نے ایسا کارنامہ سر انجام دیا تھا جس نے ان کے ٹکے کی ساکھ میں بے پناہ اضافہ کیا تھا۔ اس لئے سر رحمان نے کئی بار سر سلطان کو طنز یہ اشارے بھی کئے تھے کہ سیکرٹ سروس تو بس گھاس کھودتی رہتی ہے۔ اصل کام تو اعلیٰ جس کرتی ہے اور سر سلطان بس مسکرا کر رہ گئے تھے۔ کیونکہ بیک زبرد پہلے ہی

انہیں تمام تفصیل بتا چکا تھا۔ لیکن ظاہر ہے وہ کیا کہہ سکتے تھے اب اس سرجمان کو کیا بتائے کہ وہ اپنے ماتحت کے اس کارندے پر اس قدر پھول رہے ہیں جس میں اس کا ایک فیصد بھی حصہ نہیں ہے بلکہ کارندہ تو ان کے اس مخلص غیثے کے سرانجام دیا ہے جسے وہ کام چور اور احمق کہتے ہوئے نہیں سمجھتے۔

فیاض پھر اور داد وصول کر کے جب میٹنگ ہال سے نکلا تو اس نے فروری طور پر آج رات کو کسی نوعبورت ماحول میں جشن کا باہمی میلے کا فیصلہ کر لیا۔ اور ظاہر ہے اس جیسے آدمی کے لئے گنگ بوٹل کے خفیہ قہر خانوں سے زیادہ خوبصورت ماحول اور کونسا ہو سکتا تھا جہاں دنیا کا حسین ارزائل مل جاتا تھا۔

چنانچہ وہ میٹنگ ہال سے نکل کر اپنی جیب میں بیٹھا اور پھر اسے علا ہوا مرکزی سیکرٹریٹ سے باہر نکل آیا یہ میٹنگ مرکزی سیکرٹریٹ ہال میں منعقد کی گئی تھی، ایک لمحے کے لئے اسے عمران کا خیال آیا کہ وہ عمران کو ہمارے لئے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے یہ خیال جھٹک دیا۔ کیونکہ وہ عمران کی عادت جانتا تھا کہ وہ ہمیشہ رنگ میں بونگ ڈال دیتا ہے اور فیاض آج صرف رنگ ہی رنگ دیکھنا چاہتا تھا۔ اپنا پسندیدہ اور دلچسپ رنگ۔

وہ جیب علا ہوا مرکزی سیکرٹریٹ سے سیدھا اپنے دفتر پہنچا۔ اس نے وہاں سادہ لباس کا ایک جوڑا رکھا ہوا تھا۔ ظاہر ہے یونیفارم میں تو گنگ بوٹل نہ جاسکتا تھا اور اگر جانے کے بعد باہر نکلتے تو سبیلانے مڑاٹھنے پڑتے۔ اس ناچن سے بچنے کے لئے اس نے یہ انتظام کر رکھا تھا۔

جیب کو دفتر کے سامنے رک کر فیاض نیچے اترا اور پھر لوں اکوٹا اپنے دفتر کی طرف چھا جیسے کوئی بادشاہ کسی قلعے کو فتح کرنے کے لئے فوج روانہ کرتے ہیں۔

صاحب! ایک میں صاحبہ کافی دیر سے آپ کی منتظر ہیں۔
بڑے پر موجد چہرہ اسی نے بڑا زور دار سیٹ کر کے ہونے فیاض کے کہا۔

میں صاحبہ کون ہے وہ؟ فیاض چونک پڑا۔
کوئی غیر ملکی میں صاحبہ ہیں۔ کبھی نہیں کہ انہیں صاحبہ سے کیا کام ہے۔ چہرہ اسی نے خوشامداز لہجے میں کہا۔

فاقی کام! اچھا میں دیکھتا ہوں۔ فیاض نے سر ہلاتے ہوئے اور ہنسنے کا پردہ چھا کر جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا اس کے دل میں شک ہو گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں بجلیاں لگ رہی ہوں۔

اوہ! آپ یقیناً سپرنٹنڈنٹ فیاض ہیں؟ کمرہ میں موجود ایک مگر انتہائی خوبصورت دوشیزہ نے فیاض کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ اس قدر خوبصورت اور جوان تھی کہ فیاض کو یوں محسوس ہوا جیسے پوری دنیا کا حسن اس کے جسم میں اکٹھا ہو گیا ہو اور اس کا انتہائی قد تک عمران اور چست لباس۔

آپ۔ اوہ! آپ آفس لپ رکھتے۔ یہ نام فیاض ہے۔
فیاض نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا اس کے باوجود اس کی فراوانی نے اس کی زبان کو تو کھڑا کر دیا تھا۔

”میرا روزی ہے۔ روزی پرائڈ“۔ اس شخص مجھ نے کہا۔ آپ نے ڈاؤن گر وپ اور اس کی جدید ایسا کوٹی، الیف کی سبڈ ٹری کا ہونے مصلحت کے لئے اچھا ڈھایا اور فیاض نے جب بے نقاب کیا ہے پوری دنیا میں آپ کے کارناموں کی دعوت ہے۔ روزی ہو کر اس کا اچھا تھا تو بس روزی کے گرم اور گلاز اچھے نے فیاض کے جسم میں ایک عجیب سی سنسنی پھیلا دی۔ اس کا جی زیادہ رہا تھا کہ اس حسن نسیم کا اچھا چھوڑ دے۔ لیکن اسی لمحے چڑچڑاسی انداز آکر کھٹکنا دار فیاض بڑی طرح چونک پڑا۔

”کیا بات ہے۔ کیوں آئے ہو؟“ فیاض نے چار لکھانے لے لیے میں کہا۔ بس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ روزی کے سامنے ہی اپنے آپ کو پیش کر دے کہ اس نے واقعی ایک لازوال کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

”سرس۔ سر۔ میں نے سوچا کہ شاید کوئی حکم ہو۔“ چڑچڑاسی لے لو کھاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”گٹ آؤٹ“۔ فیاض نے دھاڑتے ہوئے کہا اور چڑچڑاسی کان دبا کر مڑا اور غائب ہو گیا۔

”آپ بڑے سخت مزاج حاکم محسوس ہوتے ہیں۔“ حالانکہ لپٹا کر آپ اتنے سخت مزاج لگتے نہیں۔“ میں روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ! یہ بات نہیں میں روزی!۔۔۔ دراصل یہ احمق لوگ سیدھی بات سمجھتے ہی نہیں۔ ارے آپ تشریف رکھیے۔ آپ کھڑی کیوں ہیں؟“ فیاض نے فوراً ہی جسے کو نرم بناتے ہوئے اوہ موڈ کو خوش گوار کرتے ہوئے کہا اور خود گھوم کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن اس کی نظریں بس روزی کے جسم پر لگیں ہوئی تھیں جیسے اس کی آنکھوں میں انیسویں پلانٹ نصب کر دیا گیا ہو۔

”میرا تعلق انٹرنیشنل اینٹی ٹارگوٹ ایکٹس سے ہے۔“ جب آپ نے سر اٹھایا تو اس کی نظریں فوراً اس کی گمشدگی میں رہ گئیں۔ وہ

”اچھ میں روزی!۔۔۔ میں ہر ممکن خدمت کے لئے تیار ہوں۔“ آپ کہاں ٹھہری ہوئی ہیں؟“ فیاض، روزی کے اس بے باکانہ انداز پر اور بھی کھل اٹھا۔

”یہاں میرے ایک اہل رابطہ فاسن گلشن آباد میں رہتے ہیں۔“ وہ بڑھے اور آگے آگے آگے ہیں۔ میں نے وہیں وقتاً کی ہے۔ وہ

مردم بڑا رانا ب آدی ہیں۔ اپنے کمرے میں اکیلے پڑے بستے ہیں۔ وہاں کوئی ڈسٹریکشن نہیں ہوگی۔ کیا آپ مجھے گدی دیں گے۔ دراصل مجھے اکیلے رہنے سے بے حد خوف آتا ہے۔ روزی نے شہد بھرے انداز میں کہا۔

اوه۔ ضرور ضرور۔ یہ میری خوش قسمتی ہوگی میں روزی۔ کہ آپ یہی حسین اور دلکش شخصیت کے ساتھ وقت گزارے۔ آپ پہلے فریج کے کپ کیا پینا پسند فرمائیں گی۔ فیاض نے اپنے دل میں اٹھنے والے مسرت کے طوفان کو بڑی مشکل سے دہکتے ہوئے کہا۔ اوه۔ ٹھیک کر۔ یہاں دفتر ہی ماحول میں مجھے دشت سی ہوتی ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ میرے ساتھ چلیں۔ اور ہم اپنی کوٹھی کے آزاد ماحول میں بیٹھ کر کچھ نہیں پائیں۔ تمنا نے کیا بات ہے کہ آپ سے مجھ پر میرے کو جی نہیں چاہتا۔ روزی نے کہا اور فیاض یوں سرھلانے لگا جیسے اسے ہفت اقلیم کی دھلت مفت مدیر آگئی ہو۔ اور اس کے نقطہ نظر سے بات بھی درست تھی۔ وہ تو لگ بھگ ہونٹل کے تہہ خانوں میں رات گزارنے کا پروگرام بنا رہا تھا جب کہ ایک ایسی چیز ہے جو تھیں جلی کی طرح اس کی ٹیڈی میں خود آگری تھی جس کے لئے وہ پورے لگ بھگ ہونٹل کو لات مار سکتا تھا اور پھر حسین بھی ایسی کہ جو خود اسے دھوب ناز دے رہی ہو۔

اوه! یہ میری خوش قسمتی ہے۔ میں باس بدل لوں۔ فیاض نے اٹھتے ہوئے کہا۔
”رہنے دیجئے۔ آپ یونیفام میں بہت خوبصورت لگتے ہیں۔

انتہائی وجہ۔ میں نے آج تک کسی یونیفام اتنی سجتی ہوئی نہیں دیکھی۔ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض تو بس بے تاب ہوئے لگ گیا۔
آئیے۔ فیاض نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور روزی بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

فیاض اسے لے کر باہر کھڑی جیب میں آ بیٹھا اور چند لمحوں بعد اس کی جیب دفتر کی عمارت سے نکل کر مین روڈ پر آگئی، دفتر سے باہر آتے ہی روزی نے اس کا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام لیا اور اسے آہستہ آہستہ جانے لگی۔

ارے ارے خیال کیجئے۔ ایک سیٹ بٹ ہو جائے گا۔ روزی نے چند لمحوں بعد گہرا سانس لے لیا۔ اور فیاض نے جس کے ہاتھ چھوئے شروع ہو گئے تھے بڑی مشکل سے جیب کو کنٹرول کیا۔ اس کا چہرہ جذبات کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

آپ بہت خوبصورت ہیں میں روزی! آپ کی تعریف کے لئے تو میرے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں۔ سوچ فیاض نے جگ جگ کر کہا اور میں روزی مسکرا دی۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جیب گلشن آباد میں داخل ہو گئی تو روزی نے ایک جدید انداز میں تعمیر شدہ خوبصورت کوٹھی کی طرف اشارہ کیا اور فیاض نے جیب اس کوٹھی کے چناک کی طرف موڑ دی۔ گیٹ پر جیسے ہی جیب رکی۔ میں روزی اچھلی کر نیچے اتری اور اس کے چناک کی چھوٹی کھڑکی کی باہر سے لگی ہوئی کنڈرٹی کھول دی اور

پھر اندر داخل ہو گئی۔ چند لمحوں بعد اس نے پچانگ کو اندر سے کھول دیا اور فیاض کو جیب اندر لے آنے کے لئے کہا۔

فیاض جیب اندر لے آیا تو روزی نے پچانگ بند کیا اور پھر اچھل کر دوبارہ فرنٹ میٹ پر بیٹھ گئی اور فیاض جیب کو پورے دیکھ کر میں لینگا جہاں ایک لمبی سی سفید رنگ کی کار پہلے سے موجود تھی۔ کوئی بھی میں کوئی ذرا نظر نہ آ رہا تھا۔

”آئیے!۔۔۔ اگلے سے ملیں گے یا۔۔۔“ روزی نے بچے اترتے ہوئے کہا۔

”بوڑھے آدمی ہیں کہیں۔۔۔“ فیاض نے انہیں بند کر کے نیچے اترتے ہوئے اگلے بچے میں کہا۔

”اوہ!۔۔۔ میں سمجھ گئی۔“ واقعی نوجوانوں کے درمیان بوڑھوں کا کیا کام۔۔۔ آئیے۔۔۔ روزی نے آگے بڑھ کر باقاعدہ فیاض کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ فیاض کا بازو تقریباً جھٹکائی ہوئی عمارت کے اندر داخل ہو گئی۔ ایک چھوٹی سا حدادی میں سے ہو کر وہ ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے۔ یہ کمرہ خواب گاہ کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ جب کہ ساتھ ہی ایک میز اور اس کے گرد چند کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

”کیسا کمرہ ہے۔۔۔“ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے شکر کر کے کا دروازہ بند کر کے اُسے چٹختی لگا دی۔ فیاض کی آنکھوں میں مزید چمک ابھر آئی۔ حالات اس کی توقع سے زیادہ سازگار ہوئے جیسا کہ تھے۔

”اوہ۔۔۔ انتہائی شاندار۔۔۔ انتہائی حسین۔۔۔ اور پھر آپ کی موجودگی

نے تو اس سے حسن کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔“ فیاض نے ٹھیکہ عاتقہ انداز میں کہا۔

”بیٹھے۔۔۔ میں آپ کو ایسی پرانی شراب پلائی ہوں جو بابا ہے۔ اگلے نے خاص طور پر مجھے تحفہ دیا ہے۔“ روزی نے کہا اور پھر ایک الماری کی طرف بڑھ گئی۔

اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک پرانی وضع کی بڑی سی بوتل نکالی اور ساتھ ہی دو جام نکالے۔ الماری بند کر کے اس نے بوتل اور جام میز پر رکھے اور فیاض کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔ فیاض اُسے ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ اُسے سمجھا چکا جائے گا۔ روزی نے مسکراتے ہوئے بوتل کا کاک کھولا اور پھر دونوں جام شراب سے بھر دیئے۔

”آپ کی وجہ امت کے نام۔“ روزی نے اپنا جام اٹھا کر فیاض کے جام سے ٹکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کے بے پایاں حسن کے نام۔“ فیاض نے پینے سے پہلے ہی نشے میں ڈوبے ہوئے لبے میں کہا اور روزی مسکرا دی۔

”سوہن فیاض!۔۔۔ وہاں یہ افزائے نشت کر رہی تھی کہ آپ کے اس کا زلزلے کے پیچھے کسی علی عمران ہی شخص کا ہاتھ ہے۔“ روزی نے گھبرائے ہوئے کہا۔

اور عمران کا نام سنتے ہی فیاض نے یوں متنبہ لیا جیسے مصری چلیتے چلتے اپنا کمرے میں گولی پر حادثہ پڑ گیا ہو۔

”اوہ۔۔۔ بھلا اس ہے۔۔۔ اس احمق نے کیا کرنا ہے۔۔۔ بس اُسے تو

بائیں بنا آتی ہیں۔" فیاض نے کڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
 "اس کا مطلب ہے کہ عمران واقعی کوئی آدمی ہے۔ کون ہے وہ؟ کیا وہ آپ کا افسر ہے؟" روزی نے کہا۔
 "ارے نہیں۔ بس بے کار سا آدمی ہے۔ ہمارے چیف ڈائریکٹر جنرل سر عمران کا بیٹا ہے۔ اس نے میں اُسے لٹک کر ادیتا ہوں۔" فیاض نے یوں کہا جیسے اُسے عمران کے نام سے ہی کوفت ہو رہی ہو۔
 "اچھا تو وہ ڈائریکٹر جنرل کا بیٹا ہے۔ انہی کی کوٹھی میں رہتا ہوگا۔" روزی نے کہا۔
 "ارے نہیں۔ انہوں نے تو مدت سے اُسے گھر سے نکال دیا ہوا ہے۔ یہ تو میں نے اس پر رحم کیا کہ اپنا فلیٹ اُسے دیا، ورنہ جہاں وہ باورچی کے ساتھ رہتا ہے۔" فیاض نے جواب دیا۔
 "اکیلا رہتا ہے؟" روزی نے حیرت سے پوچھ لیا۔
 "ہاں!۔ اس نے شادی ہی نہیں کی۔ بس اس کا اچھا باورچی اور وہ خود رہتا ہے۔ لیکن میں روزی ا۔ پتھر اس کا ذکر چھوڑ دو مجھے کوفت ہو رہی ہے۔" فیاض نے آخر کمر ہٹا دیا۔
 "مجھے اس سے کیا لینا ہے۔ یہ تو میں مجھے خیال آ گیا تھا۔ میں نے کوئی اس سے ملنا تو روزی ہی ہے۔ رہتا ہوگا کسی گندے سے فلیٹ میں۔ اُد کسی گندی سی آبادی میں۔" روزی نے ناک جھول چڑھاتے ہوئے کہا۔

خیر فلیٹ تو گندا انہیں ہے۔ بڑا شاندار فلیٹ ہے۔ اور ہے بھی گنگ روڈ پر۔ میں نے غور کیا تھا بس دلی پہلا نے کسے لئے۔ پھر اس نے قہقہہ کر لیا۔" فیاض نے فوراً ہی تردید کرتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ اُسے اپنا فلیٹ کچھ چکا تھا اور اب وہ یہ کیسے رفاقت کرنا کہ اس کا فلیٹ گندا ہو سکتا ہے اور گندی بنگر پر ہو سکتا ہے۔
 "گنگ روڈ۔ کیا وہاں سارے فلیٹ ہی شاندار ہیں؟" نام سے تو یہی ظاہر ہے۔" روزی نے کہا۔
 "ہاں۔ اچھے خوبصورت فلیٹ ہیں۔ لیکن میرے والا فلیٹ ب سے شاندار ہے۔" فیاض نے جواب دیا۔
 "ظاہر ہے۔ آپ جیسے با ذوق آدمی سے یہی توقع ہو سکتی ہے لیکن میری ایک اور عادت ہے۔ میں علم الاعداد کی بہت قائل ہوں۔ جب تک راسخ گاہ کا نمبر کئی نہ ہو۔ میں اس میں جانا ہی گوارہ نہیں کرتی۔" روزی نے کہا۔
 "کتنی۔ آپ کا کئی نمبر کیا ہے؟" فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
 "ارے کئی نمبر تو سیون ہی ہے۔ براہ راست سیون ہو۔ یا مجموعہ سیون ہو۔ اب دیکھو اس کو بھی کا نمبر سیون ہے۔ اسی لئے میں یہاں رہ پڑی ہوں۔" روزی نے کہا۔
 "اوہ!۔ وہ آپ کسے لئے کئی نہیں ہو سکتا۔ اس کا نمبر ۲ ہے مجموعہ ۲ جی ہوا۔" فیاض نے فوراً نمبر بتایا تاکہ روزی مبرا کی وجہ سے اوجھڑا کر نہ رہے۔

”اوہ دیکھ کرو۔ ہم بھی کیسی باتوں میں الجھ گئے۔“ روزی نے منہ بنا کر کہا اور فیاض کیل اٹھا۔ ایک جام وہ طاق میں اٹھال چکا تھا۔ روزی نے دوسرا جام بھر دیا۔ اس کا اپنا جام ابھی آدھا ہی تھا۔

”ارے ہاں!۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ آپ نے کسی ٹاکسٹ رائٹ کو بھی پکڑا ہے۔ وہ تو بڑا بڑا نام آدمی ہے۔ اس کا خیال رکھیں فرار نہ ہو جائے۔“ روزی نے دو چار گھونٹ لینے کے بعد یوں کہا جیسے اسے اچانک خیال آگیا ہو۔

”تم فکر نہ کرو۔ وہ ضرور نہیں ہو سکتا۔ سنٹرل جیل کے خصوصی سیل میں قید ہے۔ اور مولے میرے اور کوئی اس سے ملاقات بھی نہیں کر سکتا۔“ فیاض نے اسے یقین دلانے شروع کیا۔

”یہ تو گڈ بڑے خطرناک جرم ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کے سیک میں کسی آدمی کو بھیج دیں۔ اور وہ آدمی اسے نکال لائے۔“ روزی نے کہا۔

”کمال کرتی ہیں آپ۔ ہم کوئی احمق تو نہیں ہیں۔ وہاں کوڈ بسلا چلتا ہے۔“ فیاض نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔

”کوڈ کیا کوڈ؟“ روزی نے یوں کہا جیسے اس نے مذاق میں پہلی بار کوڈ کا نام سنا ہو۔

”کوڈ کا مطلب ہے کہ جیل پیرٹنڈنٹ کے ساتھ مخصوص الفاظ ہیں۔ جب میں نے اس سے ملاقات کرنا ہوتی ہے تو میں مخصوص کوڈ دھرتا ہوں تو پیرٹنڈنٹ اس کے سیل کا دروازہ کھولتا ہے اگر میں اسے تفتیش کے لئے ساتھ لے جاؤں گا ہوں۔ تب بھی اسے

”ان کو دوسرے ایوان سے جیل سے باہر نہیں نکالا جاسکتا۔ چاہے میں خود ہی کیوں نہ اسے لینے جاؤں۔“ فیاض نے اسے یوں خیر خواہی سے کہا جیسے وہ ایک چھوٹی سی بچی ہو۔

”ارے واہ!۔ یہ تو بہت اچھا نظام ہے۔ واہ! بڑے عقل مند ہیں آپ۔ بڑے دلچسپ کوڈ ہوں گے۔“ روزی نے فیاض کے بازو پر بڑی لگاؤ سے ہاتھ پھرنے شروع کیا۔

”ہاں۔ میں تو دلچسپ۔“ فیاض نے جواب دیا۔

”اچھا بتائیں تو سہی۔ مجھے بلا شوق ہے ایسے مخصوص کوڈ سننے کا۔“ روزی نے فیاض کے کمال پر چلی جھرتے ہوئے کہا اور فیاض کا جسم بیکھرتن گیا اور پھر وہ چابی جھرنے کی طرح شروع ہو گیا۔

”میں جب جیل کے دروازے پر پہنچتا ہوں تو پیرٹنڈنٹ جیل کے دفتر میں جا کر کہتا ہوں۔ آج موسم بہت خوشگوار ہے۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ میں محض ملاقات کے لئے آیا ہوں۔ اس کے جواب میں وہ کہتا ہے۔ آج تو بارش کا امکان ہے۔ اس جواب کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ کوڈ سمجھ گیا ہے اور پھر وہ ٹاکسٹ کو سیل سے نکال کر ملاقات کر دیتا ہے۔ لیکن جب میں جا کر کہتا ہوں کہ آج ٹھیک رہا تو ملاقات نہ ہوتی۔ لیکن کوئی جی ہے کہ بدل بھی نہیں ہوں گے لیکن بارش بھی ہوگی۔ تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ میں آج قید کو اپنے جہاز لے جانے کے لئے آیا ہوں۔ اس کے جواب میں وہ ایک قہقہہ لگا کر کہتا ہے۔ یہ ٹھیک ایسی ہی پیش گوئیوں کرتا ہے۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ کوڈ سمجھ گیا ہے۔ اور پھر

”میں کرنل! بڑی آسانی سے۔۔۔ اس دوسرے اہق کو کیا کرنا ہے۔۔۔؟“ مائیکل نے کہا۔
 ”دوسرا اہق۔۔۔ کرنل نے جینوں اچکاتے ہوئے حیرت بکے بلچے میں کہا۔

”وہ علی عمران۔۔۔ جسے یہ اہق بھی اہق کہہ رہا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اس سے بھی گانگڈر ہوگا۔“ مائیکل نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”میرا خیال ہے کہ اُسے بھی میں ہی لے آؤں۔“ روزی نے کہا۔
 ”ہاں!۔۔۔ روزی کا حسن جو کام کر دکھاتا ہے۔ وہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔“ کرنل نے کہا اور مائیکل مسکوا کر عین نفروں سے روزی کو دیکھنے لگا۔

”روزی تو ہم جیسوں کو اٹوٹا دیتی ہے۔ اس کے سامنے جھکا۔ اس نے اس فارمولے کی فیاض کو ہوا بھی نہ گھنے وی مٹی، اس اہقوں کی کیا مجال ہے۔“ مائیکل نے کہا اور روزی ہنس پڑا۔
 ”توچھر میں جاؤں۔ پتہ تو میں نے پوچھ ہی لیا ہے۔“ روزی نے کہا۔
 ”ہاں جاؤ۔ اسے بھی نہیں لے آنا۔ اتنے میں مائیکل نے کہا۔
 ”جاکر فرار مٹے کو لے آئے گا۔ اور پھر ان تینوں کو ہم پیک کر دیں گے۔“ روزی نے کہا۔
 ”کرنل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور روزی سر ہلاتی ہوئی کمرے سے نکل کر فرار مٹے کی طرف بڑھ گئی۔

”ہاں جاؤ۔ اسے بھی نہیں لے آنا۔ اتنے میں مائیکل نے کہا۔
 ”جاکر فرار مٹے کو لے آئے گا۔ اور پھر ان تینوں کو ہم پیک کر دیں گے۔“ روزی نے کہا۔
 ”کرنل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور روزی سر ہلاتی ہوئی کمرے سے نکل کر فرار مٹے کی طرف بڑھ گئی۔
 ”وہ فرار مٹے کی طرف بڑھ گئی۔
 ”وہ فرار مٹے کی طرف بڑھ گئی۔

اس نے اُسے المادی سے نکال کر ڈی کو ڈکرنا شروع کر دیا۔ بڑا بنگ روم میں چھوڑ کر اُسے اطلاع دینے آ رہا تھا۔ اس کے سیدھا کئی دفعہ جھانک چکا تھا لیکن عمران کو اپنے کام میں مگن ہے چہرے پر جذبات کی سرخی نظر آ رہی تھی اور آنکھوں میں موجود دیکھ کر وہ اُسے بغیر طلبے واپس چلا گیا تھا۔ وہ عمران کا اس بنگ کے نام سے عمران کو حیران کر دیا۔

مزاج شناس تھا کہ اُسے ایک لمحے میں معلوم ہو جاتا تھا کہ عمران کا نام "خود" اُسے یہ کوئی جنت ہے اور جہلا جہاں تم جیسا کیسا ہے اور وہ اس کے مطابق کام کرتا تھا۔

ابھی عمران نے آواز نا مولا ہی ڈی کو ڈکرنا تھا کہ کال بیل بجے۔ جواب دیا اور پھر وہ لمبے لمبے جھگ بھٹا ڈرا بنگ روم میں کی آواز سنا دی۔ عمران بغیر سرائٹس اسی طرح کام میں مشغول تھا۔

کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ سیدھا خود ہی معلوم کر لے گا۔ چند لمحوں بعد ڈرا بنگ روم میں داخل ہوئے ہی وہ ایک لمحے کے لئے اس کے کالوں میں دروازہ کھلنے کی آواز سنا دی اور اس کے ساتھ بنگ گیا۔

ایک شیری اسٹوڈیو آواز بھی۔ "اے کمال ہے۔ واقعی سیدھا سچ کہہ رہا تھا۔ عمران

مجھے فون کرنا ہے۔" آواز انتہائی دلکش تھی لیکن عمران نے اس کے جواب میں کہا کہ "خود" روم میں کھڑی حیدر کو دیکھتے ہوئے عمران اس آواز اور ہلکے کشتے ہی چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے اپنے روم میں پہلی بار کسی نوجوان عورت کو دیکھا ہو۔

میز پر رکھے ہوئے کمانڈر کے غمزدگی سے بھرپور اور اپنے خاص کمرے میں ڈرا بنگ میں موجود فیسہ علی حیدر واقعی قیامت خیز حسن کی جاسے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس نے

شیریں اور حسین آواز کی مالک بھی یقیناً حیدر ہوگی۔ اور سیدھا کی یہ کمرہ

تھی کہ وہ حسن کے سامنے ہمیشہ چوکڑی جھول جایا کرتا تھا۔ اس کے

کمانڈر نے اس میں روم کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں عام ٹیلیفون سیٹ پر

ہوا تھا اور اب جہاں سے کسی کی موجودگی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

سس۔ صاحب خود۔ بالکل خود۔ "ایک سیدھا کی

بوکھلائی ہوئی آواز سنا دی اور عمران چونک پڑا۔ سیدھا شاید اُن کے

تو نہیں۔ سچ بچ بتانا۔ عمران نے انتہائی خوفزدہ ہلچلے ہوئے کہا
 میں کہا اور ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے دونوں
 کان بھی پکڑ لئے۔ اس کے چہرے پر واقعی خوف و ہراس کے گہرے
 سائے نظر آنے لگ گئے تھے۔
 لہا جیسے آئے اپنی منزل سامنے نظر آگئی ہو۔
 اخوا کا پرچہ کیا مطلب۔؟ آپ نے اپنا تعارف بھی نہیں کر لیا۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں کہہ رہی ہوں کہ مجھے ایک
 ضروری فون کرنا ہے۔ میں نے فلیڈیون کی تار آپ کے فیکس
 میں جلتے ہوئی دیکھی تھی اس لئے یہاں آگئی۔ آنے والی حینہ
 نے ناخوش گوار ہلچل میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 فون!۔ اچھا اچھا۔ فلیڈیون کہیں ناں۔ خواخوا مجھے تو
 آپ نے ڈرا ہی دیا۔ ضرور کیجئے۔ لیکن پلیر پولیس کو بلا لیجئے
 مجھے پولیس سے براؤڈ لگتا ہے۔ عمران نے یوں جواب دیا جیسے وہ پوری طرح
 ہوئے کہا۔

کیوں۔ پولیس سے آپ کو کیوں ڈر لگتا ہے۔ حینہ نے تعلیم یافتہ ہیں۔ حیرت ہے۔
 رزدی کے مشن پر رائے خطی ہو چکا ہو۔
 ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ ایس۔ سی۔ ڈاکنس۔ وہ آپ تو اعلیٰ
 سرکے ہوتے ہوئے لگاؤٹ جھڑے بلچے میں کہا۔ وہ اب اطمینان سے صوفے لٹائیں تھیں۔
 ار سے پس یافتہ ہی یافتہ ہوں۔ تعلیم تو اصل میں میرے باورچی
 پر بیٹھ گئی تھی۔

ہر شریف آدمی پولیس سے ڈرتا ہے۔ ویسے ایک بات بتاؤں گے حاصل کی ہوئی ہے۔ کم از کم جنٹلا تو پکا لیتا ہے۔ میری تعلیم
 یہ تو میں صرف آپ پر اپنی شرافت کا رعب ڈالنے کے لئے کہہ رہا۔ لکھا نامہ کہ مجھے تو پناہ چھیننے بھی جہین آتے۔ عمران نے انکساری
 ہوں۔ ورنہ اتنا شریف بھی نہیں ہوں کہ خود کو اپنے سامنے دیکھ کر
 ہی آنکھیں بند کر لوں۔ عمران نے کہا۔
 رزدی نے ہنسنے پر کہے ہوئے فلیڈیون کو اپنی طرف کھسکا اور دوسرے
 احشاکہ غمر علی آئی کہنے شروع کر دیئے۔ فزائی آئی کہ کسے وہ چند لمبے
 خاموش فیمنی رہی۔ پھر اس نے تھکے ناگوار می سے دوسرے واپس رکھ دیا۔

ادہ۔ آپ بہت دلچسپ آدمی ہیں۔ میرا نام رزدی ہے۔
 میں آپ کے ملک میں نووارد ہوں۔ حینہ نے اپنا تعارف کرانے

”ایکچ ٹران آ رہی ہے۔ بخود ہی دیر بعد پھر کرنا ہو گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں چند لمحے بیٹھ جاؤں۔“ روزی نے دل سے شکر کیا۔

”چند لمحے۔ ارے آپ قیامت تک بیٹھی رہیں۔ اور اگر چہ بیٹھی تنگ جائیں تو بے شک لیٹ بھی سکتی ہیں۔ میری طرف سے کوئی اجازت ہے۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔
”اوه! آپ شہرت کے موٹر میں ہیں۔ لیکن عمران! صاحب! کیا آپ میجر، ٹیڈینگ روم میں ہی لیٹ جاتے ہیں۔ یا کوئی خواب گاہ بھی بنائی ہوئی ہے۔“ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور غصے سے بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

”کیوں کیا ہوا۔؟“ عمران کے لبوں سر پر ہاتھ پھیرتے دیکھ کر روزی نے پوچھا۔

”ہو گیا ہے۔ آپ نے میری دکھتی رگ پر انگلی تو کیا۔ پورا پنڈرہ دبا ہے۔ دراصل مجھے خواب ہی نہیں آتے۔ اس لئے میں نے ان کی نگاہ کعبی بنائی ہی نہیں۔“ عمران نے لبوں سے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔؟ کیا آپ سوتے نہیں۔؟“ روزی نے حیران ہو کر پوچھا۔

”سوئی کیوں نہیں۔ لیکن آپ تو خواب کی بات کر رہی تھیں۔ یعنی خواب گاہ۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور روزی کیل کلاک ہنس پڑی۔

”جائے وغیرہ کا موڈ ہے صاحب۔“ اچانک سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔ اس نے بات کو عمران سے کی تھی لیکن نظریں روزی پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

”ہاں! اگر چاہئے میں جائے تو بہت اچھا ہے۔ بلنرا میں تنگ گئی ہوں۔“ روزی نے فوراً ہی ایک بھر پور انگڑوائی لیتے ہوئے کہا۔ اور سلیمان شاندار ہوش ہوتے ہوئے بھاگ کر عمران نے اسے واضح طور پر لوکھڑاتے ہوئے غصوں کیا تھا۔

”لیکن ابھی بخود ہی دیر پہلے تو تم کہہ رہے تھے کہ نہ چاہئے کی تھی ہے اور نہ دو دھ۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس وقت میرا موڈ نہ تھا صاحب۔ ابھی نے آجوں چاہئے۔“ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس چلا گیا۔

”یہ آپ کا ماورجی ہے۔؟“ روزی نے پوچھا۔
”آپ کے آنے سے پہلے تو میرا تھا۔ لیکن اب یقیناً یہ آپ کا ہو چکا ہے۔“ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور روزی ایک بار چہرہ پر ہنس پڑی۔

”آپ نے فون کرنا تھا۔“ عمران نے اسے دوبارہ یاد دلواتے ہوئے کہا۔

”اوه ہاں اب آپ کی دلچسپ باتوں میں جھول ہی گئی۔“ روزی نے چونکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسوید اٹھا لیا اور نمبر فون کی طرف رخ کر دیے۔ چند لمحوں بعد اس کے اعصاب یوں تن گئے جیسے دوسری طرف رابطہ قائم ہو گیا ہو۔

”میں روزی بول رہی ہوں۔ میری اپائنٹمنٹ کنسل ہو گئی ہے۔ اب دو روز بعد ہی ہو سکتی ہے۔ روزی نے بخیرہ راجے میں کہا اور پھر چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے بائیں ہستی رہی۔

”میں بہت پریشان ہوں۔ گاڑی غراب مٹی اٹکل۔ اور بڑھ بھی میں گھر چھوٹ گئی۔ یہاں کے لوگ میرے پیچھے یوں لگ جاتے ہیں جیسے انہوں نے زندگی میں کبھی کوئی عورت نہیں دیکھی۔ بڑی مشکل سے ایک شریف آدمی کی پناہ میں آئی ہوں اور وہاں سے فون کر رہی ہوں۔ روزی نے کہا۔

”اوسکے۔ میں اسی شریف آدمی کے ساتھ آ جاؤں گی۔ روزی نے کہا اور عمران نے بے اختیار سر ہلانا شروع کر دیا۔

”نہیں۔ ابھی کہا تو نہیں۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ وہ میری مدد ضرور کریں گے۔ اوسکے ساتھ ٹک ٹو۔ روزی نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔ اور رسیور پر ٹیبل پر رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

”آپ کس شریف آدمی کی اہانت کر رہی تھیں۔ عمران نے بڑے معصومانہ انداز میں پوچھا۔

”آپ کے متعلق کچھ دہی تھی۔ دراصل میں۔۔۔ روزی نے چونک کر کہنا شروع کیا۔

”میں نے سن لیا ہے کہ آپ اپنا بڑھ گھر چھوٹ آئی ہیں۔ اور یہاں کے لوگ آپ کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ بہر حال ٹکڑے کریں۔ میں اتنا شریف ضرور ہوں کہ آپ کو آپ کے اٹکل تک صحیح سالم پہنچا دوں۔ لیکن آپ کے اٹکل کہاں رہتے ہیں۔؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ گلشن آباد میں رہتے ہیں۔ میں صفائی بول سیکھنے خوشی اپائنٹمنٹ پر آئی تھی کہیں وہ دو روز کے لئے کنسل ہو گئی ہے۔ روزی نے جواب دیا۔

”اسی لئے سلیمان ٹرائی دیکھتا ہوا اندر آ گیا۔ چائے کے ساتھ ساتھ ٹکڑے اور لیکٹول کی کئی دوائیں بھی موجود تھیں۔

”دیکھا۔ میں نے نہ کہا تھا کہ اب یہ آپ کا ہو گیا ہے۔ اتنی دوائی کے بکٹ گروم کے کسی جنرل سٹور پر نہیں دیکھئے۔ عمران نے آنکھیں میا ہوا چارکر ٹرائی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”صاحب جی! کیا آپ واقعی میری خدمات میں صاحبہ کو سوئیپ کر رہے ہیں۔ مجھے بڑی خوشی ہوگی۔ لائف میں پیونج آنا چاہیے۔ سلیمان نے کہا۔

اور روزی نے احتیاطاً ہنس ڈی۔

”آپ دونوں ہی دلچسپ ہیں۔ روزی نے کہا۔

”چلیے۔ دونوں کو ہی رکھ لیجئے۔ عمران نے بڑے خلوص سے آؤکر دی اور سلیمان کے حوالے سے فرمایا جیسے سافر سے بڑی لگی ہو۔

”آپ کام کیا کرتے ہیں۔؟ روزی کے شدت موضوع بد لئے کے لئے پوچھا۔

”سلیمان تو خارجہ ہے، باورچی ہے۔ اور میں باورچی دار۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”باورچی دار۔ کیا معنی۔؟ روزی نے چائے کی پالی اٹھانے ہوئے چونک کر پوچھا۔

”یعنی باورچی رکھنے والا۔ یہ بھی بہت بڑا کام ہے کہ باورچی رکھ لیا جائے۔ بس کھانے جاؤ اور اسے دیتے جاؤ۔ ساتھ ساتھ طعنے بھی سنتے جاؤ کہ کس تلاش و غفلت کا باورچی بن گیا ہوں۔ اب جلد پچاس ہزار روپے مالہ میں باورچی خانہ پلٹا ہے۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”پچاس ہزار روپے مالہ صرف باورچی خانے کا خرچہ“۔ روزی نے جبری طرح چومکتے ہوئے کہا۔
پھر سے باورچی خانے کا نہیں۔ باورچی کا۔ اور خانے کا خرچہ تو علیحدہ ہے۔ عمران نے کہا۔

”رہنے دیجئے صاحب!۔ کیوں آپ میں صاحب کو ڈرا رہے ہیں۔ مس صاحب!۔ آپ کے لئے میری تعدادِ خدمت ہوں گی۔ میں آپ کو ایسے ایسے کھانے کھلاؤں گا کہ آپ کا حسن اور زیادہ جگمگا اٹھے گا۔“
سیٹھان نے فوراً ہی کہا۔

”کھانے کے ساتھ بجلی کے دس بلب بھی لگے ہوئے ہوں گے۔ تبھی جگمگائے گا۔“ سیٹھان ا۔ زیادہ فخری ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ اچھی تم نے چاہنے کا سہوہہ کر دیا۔ ورنہ میں روزی ٹیلیفون سے فارغ ہو چکی ہوں۔ اور میں اب تک انہیں ان کے انکلی تک پہنچا کر معدر سید واپس آچکا ہوں۔“ عمران نے کہا اس کا اندازہ ایسا تھا جیسے وہ روزی کے ساتھ سیٹھان کی زیادہ گفتگو ہی پسند نہ کر رہا ہو۔ روزی بے اختیار مسکرا دی جب کہ سیٹھان بڑے بڑے منہ بنا ہوا واپس چلا گیا۔

”آیتے بلینے۔ آپ کو تکلیف تو ہوگی۔ لیکن۔“ روزی نے چلتے لاپالی میز پر رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔
”تکلیف کیسی۔ میرے کندھے بڑے مضبوط ہیں۔“ عمران نے بے پرواہی سے بولتے ہوئے کہا۔
”کندھے کیا مطلب؟“۔ روزی نے جبری طرح چومکتے ہوئے پوچھا۔

”کندھے کا مطلب کنڈھا ہی ہوتا ہے۔ اب آپ میری نازک اندام کو میں پھیل چلا کر لے بدلے سے تو رہا۔“ عمران نے جواب دیا۔
”اوہ!۔ تو آپ کے پس کار نہیں ہے۔“ روزی نے حیرت جیسے بولتے ہوئے کہا۔

”کار۔ ارے ہاں!۔ آپ نے یلو دلا دیا۔ کار تو ہے۔ چلو آپ کے لئے فضول خرچی ہی مہی۔ ورنہ میں تو فیصلہ کر لیا تھا کہ ہڑول کا تعالٰی ہی نہیں کرنا۔ اب تو ایک لیٹر ہڑول کا استعمال بھی فضول خرچی میں شامل ہو چکا ہے۔ ہر حال اگر سیٹھان جاس کے کی جینک رو اور ایک آنکھ سے کافی ٹوٹ کر ان کو سارے شہر کی یہ کرا سکتا ہے تو میرا بھی حق ہے کہ آپ کے لئے ایک لیٹر ہڑول خرچ کر ہی دوں۔ آیتے۔“

”نران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ روزی خاموشی سے اس کے پیچھے چل دی۔ اس کے چہرے پر انھیں کے آثار نمایاں ہو گئے تھے وہ شاید عمران کی ناسیب سمجھنے سے تا صبر رہی تھی۔
تھوڑی دیر بعد عمران کی کار تیزی سے نکلتی آباد کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ روزی خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ البتہ اس کے چہرے پر اطمینان

کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

میس روزی نے کہا: اگر آپ بڑا نہ مائیں تو ایک بات پوچھوں۔

عمران نے بڑے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

پوچھیں۔ روزی نے چونک کر کہا۔

آپ کے حسن کا راز کس صابن میں ہے۔ تاکہ میں اپنی ہونے

والی سنگت کو وہی صابن لے کر دیا کروں۔ عمران نے بڑے ہی سنجیدہ

لہجے میں کہا۔

حسن کا راز صابن۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ روزی

کی حیرت حقیقی تھی۔

ہمارے دل بھی کیا جانتا ہے کہ حسن کا راز صابن میں ہے یا مادہ

حسین عورتیں اگر بتاتی ہیں کہ یہ صابن استعمال کرتی ہیں۔ اور پھر

استعمال کر کے دکھاتی ہیں کہ اس طرح استعمال کرتی ہیں۔ یعنی ایسا

استعمال کہ میک آپ بھی خراب نہ ہو۔ اور صابن بھی استعمال ہو جائے۔

عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور روزی نے اختیار کھل کھل

کر ہنس پڑی۔

بڑی دلچسپ بات بتاتی ہے آپ نے۔ ویسے میرے حسن کا راز

صابن میں نہیں ہے۔ میرا حسن قدرتی ہے۔ روزی نے

ہنستے ہوئے کہا۔

یعنی قدرتی صابن۔ پلو وہی لے کر دوں گا۔ یہ طعنا کہاں سے

ہے۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور روزی ہنس کر خاموش

ہو گئی۔

اگر آپ نہیں تائیں گی تو صورت حال بدل بھی سکتی ہے۔ عمران

نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور روزی اس کے بدلے ہوئے لہجے پر

چونک پڑی۔

کیا مطلب۔ کیسی صورت حال۔ روزی نے بڑی طرح

چونکتے ہوئے پوچھا۔

میں سنگت کی بدل دوں گا۔ سنگت کی انگوٹھی ہی تو بدلنی ہے۔

وہ آپ کی انگلی میں بھی پہنائی جا سکتی ہے۔ صابن کا خرچہ تو بچا ہے۔

عمران نے جواب دیا اور روزی کو ہنستے ہنستے اچھوں لگ گیا۔

بڑا خوبصورت انداز ہے آپ کے بات کرنے کا۔ بہ حال میں

آپ کی پیش کش پر غور کروں گی۔ روزی نے ہنستے ہوئے کہا۔

گھٹن آج بھی آگیا ہے۔ گھٹن کے کونے کونے میں جانا ہے۔

عمران نے کہا۔

ارے دل! کوٹھی غریب میں ہے۔ میرے نکل مارا شلاس

وہیں رہتے ہیں۔ وہ دیکھتے سناٹے۔ روزی نے کہا۔

تھوڑا کمال ہے۔ اب فلاں بھی گشتی میں پیدا ہونے لگا ہے

پہلے تو کھیتوں میں پیدا ہوتا تھا۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور

روزی کی آنکھیں محکم مکرانے لگیں۔

عمران نے کار کو روکنے کے چھانک کے ساتھ روک دی۔

میں چھانک کھولتی ہوں۔ آپ جانیے گا نہیں۔ میں آپ جیسے

دلچسپ آدمی سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونا چاہتی ہوں۔ اور دل

بہال ایک بہت خوبصورت خواب گاہ بھی ہے۔ روزی نے عمران

کے منہ کے قریب چہرہ کرتے ہوئے بڑے جذباتی انداز میں کہا اور چہرہ دروازہ کھول کر باہر آگئی۔

عمران نے ایک بار پھر بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا اور روزی کو اندر جاتے ہوئے دیکھنے لگا۔

چند لمحوں بعد چٹانگ کھل گیا۔ اور روزی نے کار اندر سے آنے کا اشارہ کیا۔ عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ روزی نے چٹانگ خود ہی بند کیا اور دوبارہ کار کی فرنیٹ پیٹ پر بیٹھ گئی۔

”میرے منسل بوڑھے آدمی ہیں۔ منوم بنیاد سے۔ اس لئے لو کہ نہیں رکھتے۔ اور یہ اچھا بھی ہے۔ غیر ضروری ڈسٹرشن سے بچاؤ رہتا ہے۔“ روزی نے کہا اور عمران نے یوں ہر ہلادیا جیسے وہ روزی کا اشارہ بخوبی سمجھ گیا ہو۔

پورے گھومیں کار روک کر روزی کے ساتھ عمران بھی نیچے اتر آیا۔ ”آؤ پلیز۔“ روزی نے آگے بڑھ کر عمران کا ہاتھ پکڑنا چاہا۔

”ابے ارے۔ یہ کیا کر رہی ہیں۔ پلن میں آپ کے لئے ناغرم ہوں۔ نکاح تو ہو جائے دیکھیے۔ غور انوائٹنگنا ہوگا کرنا چاہتی ہیں۔“

عمران یوں بیک کر پیچھے ہٹا جیسے روزی کا ہاتھ چپکے زندہ ہو، اور روزی کا چہرہ غصے اور جھجلاہٹ میں شروع ہو گیا۔ مسکین اس نے جلدی اپنے آپ پر قابو پا لیا۔

”اب اسٹے جی پکنا زہ بنیتے آئیے۔“ روزی نے قدرے نرم لہجے میں کہا اور آگے بڑھ گئی۔ اور عمران مسکراتا ہوا اس کے پیچھے چلنے لگا۔ روزی اسے ایک ہٹنے کرے میں لے آئی۔ یہ واقعی ایک خوبصورت

بگاہ تھی جس کی سائیل پر ایک میز کے گرد چار کرسیاں بھی کھڑی تھیں۔ ذی نے نوکر کو دروازہ بند کروایا اور چٹائی چڑھا دی۔

”اس تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔ میں روزی اب۔ آپ مجھے صرف بتا دیجئے کہ آپ مجھے یہاں کیوں لے آنا چاہتی تھیں؟“ عمران نے ہنسی سمجھ کر لہجے میں کہا۔ اور روزی چونک کر عمران کو دیکھنے لگی جس

بہرے سے حماقت اور معصومیت کا نقاب یوں غائب ہو گیا تھا جیسے جی رہا ہی نہ ہو۔ وہ اس وقت ایک بالکل بدلا ہوا انسان نظر آ رہا تھا۔

”میں آپ کو۔۔۔“ روزی نے گرد بڑھاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ دیکھیے! پلکیں کبھی ہلنے کی ضرورت نہیں۔ صاف صاف صاف

ت کیجئے۔ آپ جس مقصد کے لئے میرے فلیٹ پر آئی تھیں وہ مقصد پورا ہو گیا۔ اور میں آپ کے ساتھ یہاں آگیا۔“ عمران نے

بغور سمجھ کر لہجے میں کہا۔

”میں تو فون کرنے آئی تھی۔ وہ تو میں بڑھ۔“ روزی نے لہجے ہوئے لہجے میں کہا۔

فون والی بات تو رہنے دی۔ یہ ڈرامے میں لے بہت دیکھے ہیں۔ اور یہ بات آپ فوٹ کر لیجئے کہ ابھی مارے ملک میں آٹھ نمبروں

بلا آئیں چینی نہیں لگایا گیا۔ یہاں چھ فیبر ہی داخل ہوتے ہیں۔ جبکہ آٹھ نمبر داخل کر کے بات چینی کر رہی تھیں۔“ عمران نے کہا اور

عزری اس بڑی طرح چونکی جیسے آکسن کے پیروں کے نیچے ہم جھٹ پڑا ہو۔ اور اس نے بڑی چھٹی سے بلاؤز سے چٹا سا رول اور نکال لیا۔ مسکین عمران خاموش کھڑا رہے دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں ذرا

بھی گھبراہٹ کے آئندہ تھے۔

تم ضرورت سے زیادہ ذہین ہوئے۔ روزی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے شرعاً دبا دیا۔

عمران تیزی سے ایک طرف ہٹا۔ لیکن اس کی توقع کے خلاف ربوالور میں سے گولی کی بجائے سرنج رنگ کی گیس کی بوجھاڑی نکلی اور عمران ہٹ جانے کے باوجود اس گیس کی رینج میں تھا چنانچہ دوسرے ہی لمحے وہ یوں لڑکھڑا ہوا تالین پر ڈھیر ہو گیا جیسے اس کے جسم سے دُور اچانک ہر دوزخ کی طرف بڑھ گئی۔

فیاض کی آنکھ کھلی تو اس نے کسما کراٹھا پایا۔ لیکن دوسرے اس کے منہ سے حیرت بھری آواز نکلی۔ کیونکہ اس کا جسم ایک شرچہ نما پڑوس کی بیٹوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس کا صرف سر آزاد تھا۔ اس نے تیزی سے اوپر اُٹھ کر جائزہ لیا۔ تو اس کی آنکھوں میں حیرت ساتھ ساتھ خوف و ہراس کے آثار نمایاں ہو گئے۔ کیونکہ وہ روزی کی ماہ کی بھانپنے ایک کافی بڑے کمرے میں موجود تھا جس کی تین دیوار پر بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں۔ ایسی مشینیں جیسے خلائی جہازوں کو لانے والے مرکز میں نمودار دکھائی جاتی ہیں البتہ چوتھی طرف ان مشین کی ایک بڑی دیوار نظر آ رہی تھی جس کے پیچھے ایک بڑا دروازہ تھا جس میں نو بڑی بڑی کرسیاں بڑی صاف نظر آ رہی تھیں فیاض کا شرچہ ایک مشین کے ساتھ رکھا ہوا تھا۔ اسی لمحے اس کی ہاتھ پیریں موجود ایک مشین کے ساتھ رکھے ہوئے شرچہ پر پڑیں

نجانے یہ کون لوگ ہیں۔ کیا چاہتے ہیں۔ —؟ اور ان کے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔؟

ابھی وہ سوچ رہی تھا کہ ایک بنگلی دروازہ کھلا اور دو آدمی سفید
 دھمکے لیے کوشش کرنے لگے۔

اسی غمے شیشیہ کی دیوار کی پشت پر موجود کمرے میں بھی افراد داخل ہوتے دکھائی دیے گئے۔ وہ سب منہ پر نقاب پہنے ہوئے تھے اور ان کے لباسوں پر بڑے بڑے مخصوص بیچ لگے ہوئے تھے جن کے نیچے مرنج دنگ کے جندے تھے۔ اہ وہ کمریوں پر بیٹھ گئے۔ چار

آزاد ایک طرف اور چار اسرار دوسری طرف۔ جبکہ دینی کرسی
آئینہ سب ایک سے آٹھ کی ترتیب میں تھے۔ فیاض حیرت سے
انہیں دیکھ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ تعظیفات اور نقاب پوشوں کو دیکھ کر اس کے
جسم میں سر ہلے ہوئے لگے۔ حالات کی سنگینی کا اسے احساس
نہ تھا بلکہ تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کسی بہت بڑی تنظیم کے پنجے میں پھنس
گیا ہے۔

مشتبوں والے کمروں میں موجود دونوں سفید کونوں والوں نے ایک ہفتی ایسی مشین کے مختلف بینوں والے شروع کر دیئے اور اس مشین میں سے کئی کئی نونوں کی آواز نکلتے لگی۔ یہ کون لوگ ہیں؟ اچانک فیاض نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ یہ روزی کے بھائی۔ اور تمہارے سالے ہیں۔ عمران نے مطمئن ہنسی میں جواب دیا۔

اور وہ بڑی طرح چونکے پڑا کہوند اس سرسبز پرستے عمران بھی اس طرح چڑھنے کی بیلنگ میں بندھا ہوا صاف چڑھ کر اٹھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس پر چڑھ کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا اور اس کے منہ سے اس کی طرف دیکھ کر اٹھا۔

”اودھ عمران تم۔ یہ ہم کہاں میں؟“ — فیاض کے منہ سے

”مس روزی کی خواب گاہ میں۔۔۔ عمران کے سترے پر
جواب دیا۔“

اس نے جیسے ہی گردن موڑی وہ ایک بار چہرہ جو تک براہِ اعلان کی نظر سے مست میں اسی جیسی شین کے ساتھ مشرق پر رونا کر رہا تھا۔ وہ شائد اچھی طرح ہی بندھا ہوا تھا، البتہ اس کی آنکھیں بند تھیں، وہ شائد اچھی طرح سے پوش تھا۔

یہ لوگ شراٹ توجیل میں تھا۔ فیاض نے حیاتِ برہان

نئے جواب دیا اور فیاض نے بے اعتدال ہونٹ کاٹنے شروع کر دیے۔ اب فیاض کی سمجھ میں ساری بات آگئی تھی۔ روزی نے اسے برفروغ بنایا تھا اس سے عمران کے فلیٹ اور ڈاکٹر رائٹ سے متعلق کچھ کوڑ پوچھنے کا اصل مقصد یہی تھا اور وہ دل ہی دل میں اپنے آپ پر لعنت بھیجنے لگا کہ اس کی حماقت کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا۔

خبردار خاموش رہو۔ اچانک ایک سفید کوٹ والے نے تیزی سے مگر فیاض سے کہا، اس کا بچہ اس قدر گرفت تھا کہ فیاض بہم کر خاموش ہو گیا۔

اسی لمحے شیشے کی دیوار کے پیچھے بیٹھے ہوئے آٹھوں افراد ابو کو کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ کمرے میں ایک خول قائم اور خاصا جیم آدمی اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سنہرے رنگ کا نقاب تھا۔ اس کے سینے پر بھی زنج موجود تھا۔ لیکن اس زنج پر کسی نمبر کی بجائے ایک دائرہ بنا ہوا تھا۔ وہ اگر دیکھا تو کسی پریشان ہو گیا۔

”کیا اس بات کی تصدیق کر لی گئی ہے کہ پرائڈ نے واقعی ہل آدمی اغوا کئے ہیں۔“ سنہرے نقاب پوش نے گرفت سے ہلجے میں کہا۔

”ہیں گاؤں دار!۔ یہ تینوں افراد اصلی ہیں۔ ان میں سے جو دو میان والی مشین کے سامنے پڑا ہوا ہے۔ پاکشیک سنٹرل انٹیلیجنس بورڈ کا سپرنٹنڈنٹ فیاض ہے۔ جبکہ دوسری طرف والا علی عمران۔ اور بائیں طرف والا ڈاکٹر گروپ کا ڈاکٹر رانٹ ہے۔“ نمبر آٹھ نے بڑے متوجہانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا، ان کی آواز میں مشکینوں والے کمرے میں واقع اور حاضرت سنائی دے رہی تھیں۔

پرائڈ نے تفصیلی رپورٹ دی ہے کہ اس کے کس طرح اتنی جلد انہیں اغوا کر لیا اور یہاں تک لے آیا کہیں ایسا نہ ہو کہ ان لوگوں کا تعاقب کیا گیا ہو۔ کیا ہر لحاظ سے چلیگ کر لی گئی ہے؟ گاؤں دار نے کہا۔

”ہیں قادر!۔ پرائڈ نے انتہائی ذانت سے کام لیا ہے۔ ان

کی رپورٹ کے مطابق انہوں نے اپنی ایک ممبر روزی کو جو بے حد حسین اور دلکش عورت ہے، سب سے پہلے فیاض سے ملوایا۔ کیونکہ اس کے متعلق معلوم ہوا تھا کہ وہ عورتوں کا شائق ہے۔ چنانچہ فیاض دام میں چھن گیا اور روزی نے اس سے عمران اور ڈاکٹر رانٹ کے متعلق سب کچھ اگھوا لیا۔ پھر پرائڈ کا ایک ممبر فیاض کے میک آپ میں جمل سے ڈاکٹر رانٹ کو لے آیا۔ اور روزی فیاض کے بعد عمران کو اس کے ٹیٹ سے اپنے حُسن کا جال ڈال کر لے آئی۔ اس طرح یہ تینوں ان کی گرفت میں آ گئے۔ اس کے بعد تین ہالوت تیار کئے گئے اور انہیں ان باتوں میں غیر ملکی لاشوں کی صورت میں مختلف فلاٹوں پر رکھ کر اویا گیا اور اب یہ تینوں یہاں موجود ہیں۔“ نمبر آٹھ نے کھڑے ہو کر تفصیلی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تھیک ہے۔ گاؤں دار! شروع کی جاتے۔ تاکہ جلد پہلے فیاض کے ناموں کے کا پتہ مل سکے۔ پہلے اس فیاض کی چلیگ کی جاتے۔ گاؤں دار نے کہا اور نمبر آٹھ نے یوں اٹھ کر اہل جیسے وہ مشینوں والے کمرے میں موجود سفید کوٹ والوں کو اشارہ کر رہا ہو۔

میرے ساتھ بات کرو گاؤں دار صاحب!۔ فیاض چھوڑا ہے ایف نامیلا ناگر دے دوں۔“ اچانک عمران نے اونچی آواز میں کہا اور شیشے کے پیچھے کمرے میں بیٹھے ہوئے سب افراد عمران کی آواز سننے ہی پر ہی طرح چونک پڑے۔

”کیا کنگناک والیم کھول دیا گیا تھا؟“ گاؤں دار کی انتہائی گرفت آواز سنائی دی۔

گاؤ نادر کی آواز سنائی دی اور وہ یوں رنگ گیا جیسے کھلونے کی پانی ختم ہو جانے پر وہ رنگ جاتا ہے۔
تمہارا نام علی عمران ہے۔ اپنا کب گاؤ نادر کی گونجی ہوئی آواز سنائی دی۔

علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ڈاگن۔ عمران نے بڑے مہتمن لہجے میں جواب دیا۔

ٹی۔ ایف۔ گاندار مولہ تمہارے پاس ہے۔ دوسرا سوال کیا گیا۔
ہاں۔ نہ صرف ٹی۔ ایف۔ کا۔ بلکہ اے سے ٹیکر زید تک تمام غاروں کے میرے پاس ہیں۔ عمران نے جواب دیا۔

اوہ۔ تم میرا بھائی آزادانے کی کوشش کر رہے ہو۔ نمبر الیون۔ گاؤ نادر کی چھٹی ہوئی آواز سنائی دی۔

ایس نادر۔ کمرے میں نئے داخل ہونے والے نے بڑے مستعد لہجے میں کہا۔

اس اجتمے کے منبر پر گن کر دس تقیظ مارو۔ گاؤ نادر نے چہچتے ہوئے کہا اور نمبر الیون تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

تمہیں گنتی آتی ہے۔ کہیں قبول نہ جانا۔ عمران نے اُسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر کہا۔

لیکن نمبر الیون نے کوئی بات کہنے بغیر ہیر سے سٹرچ کے ایک پائے پر ضرب لگائی تو سٹرچ عمران کے سر کی طرف سے تیزی سے اوپر اٹھنا چلا گیا۔ نمبر الیون نے دوسری ضرب لگائی تو سٹرچ اوپر اڑا۔ اب وہ آٹا اوچھا ہو چکا تھا کہ عمران کا چہرہ اس کے ہاتھ کی ریختی میں پہنچ چکا تھا۔

”بس۔ ہاں۔ میں اُسے چپک کر چاہتا تھا۔“ اپنا کب ایک سفید کوٹ والے نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

اوہ۔ تو نادر کی گفتگو وہاں سنائی دے رہی تھی۔ گاؤ نادر نے غصے سے چہچتے ہوئے کہا اور سفید کوٹ والے دونوں افراد نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سر جھکا لئے۔

گاؤ نادر نے اپنا کب اپنی کرسی کے دستے پر زور سے ہاتھ مارا اور دوسرے ٹکے کر کے کی چمت سے سرخ رنگ کی دو شعاعیں نکلی کر ٹیکر سفید کوٹ والوں پر پڑیں اور وہ دونوں چہچتے ہوئے زمین پر ڈھیر ہو گئے ان دونوں کے جھوموں میں آگ بھڑک اٹھی تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ چند لمحوں میں زندہ جل کر راکھ ہو گئے۔

کنگ۔ ایٹ۔ دوسرا انتقام کرو۔ گاؤ نادر نے پھاڑ کھلنے والے لہجے میں کہا اور آٹھ نمبر آٹھ کر تیزی سے پیروفنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران کی نظریں چمت پر لگی ہوئی تھیں اور جھلس کے چہرے پر مسکراہٹ کے آثار ابھر آئے۔ اس نے چمت میں موجود وہ سوراخ ڈھونڈ لیا تھا جس سے سرخ رنگ کی شعاعیں نکلی تھیں۔ لیکن ابھی وہ سوراخ ہی رہا تھا کہ ان شعاعوں سے کیسے پکا جاسکتا ہے۔ کیونکہ کوششوں کا نتیجہ تو ایک ہی تھا۔ لیکن وہ مختلف زاویوں سے ان سفید کوٹ والوں پر پڑی تھیں۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک اور شخص سفید کوٹ پہنے اندر داخل ہوا۔ وہ سیدھا درمیان والی مشین کی طرف بڑھا۔

”رنگ جاؤ۔ جب میں حکم دوں۔ تب شیش ٹپرٹ کرنا۔“ اپنا کب

کر دوسری سائید میں آیا۔

مگر اسی لمحے عمران نے سبکی کی سی تیزی سے نمبر المیون کو پہلے سٹین گن بردار ہرا چھلا اور پھر مچری کی طرح گھوم کر اس نے دوسری سائید سے جوڑنے والے اپنے سر پر سٹین گن کا وار بچایا بلکہ دونوں ہاتھوں سے سٹین گن کا بٹ بھی پکڑ لیا۔ اور پھر ایک جگہ سے بھٹکے سے سٹین گن نہ صرف اس کے ہاتھ میں تھی بلکہ اس کا رُخ بھی ظاہر ہے اسی آدمی کی طرف تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ آدمی عمران سے اپنی سٹین گن لینے کے لئے چھٹا، عمران نے ٹرچر دبا دیا اور وہ آدمی چھٹا ہوا لٹو کی طرح گھوما اور فرش پر ڈھیر ہو گیا۔

عمران نے اسی طرح گھوم کر ناکہ کی رینج کا رُخ بدلا اور فرش سے اٹھنے والے نمبر المیون اور دوسرا سٹین گن بردار بھی گولیوں کی زد میں آگئے۔ سٹین گن کی نال سے کھنکھنے والی گولیوں کی پوچھاڑنے نہ صرف نمبر المیون اور دوسرے سٹین گن بردار کے جسموں میں بے شمار سوراخ بنا دیتے بلکہ ان کی زور سے ڈاکٹر اسٹ بھی نہ بچ سکا۔ وہ چونکہ نمبر المیون اور دوسرے سٹین گن بردار کے عین پیچھے سر پرٹا ہوا تھا اس لئے وہ بھی گولیوں کی زد میں لا مارا گیا۔ نتیجہ یہ کہ وہ سر پر پیچھے ہی زخمی ہو کر مر گیا۔

عمران نے ناکہ کر کے ہی تیزی سے اپنے جسم کو اوپر کی طرف مٹھا۔ اور پھر اس کے دونوں پاؤں بلیٹوں کی گرفت سے کھسک کر اوپر آئے اور عمران اپنے سے بن ناکہ بازی کیا گیا۔ دوسرے لمحے جب وہ اٹھا تو اس کا

اسی لمحے نمبر المیون نے بڑی تیزی سے ہاتھ گھمایا۔ وہ پہلا تھپٹا مارا جا رہا تھا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے پہنچ نکلی اور وہ بھگی کی سی تیزی سے پلٹ کر کھا کر عمران کے جسم کے ساتھ لیں چھٹ گیا جیسے لوہا مٹکا پس سے چھٹا ہے۔ عمران نے اچانک کسا اپنے بازو اور بکسے کتے تھے اور نمبر المیون کا وہ ہاتھ پکڑ کر اتنی تیزی سے کھینچا تھا کہ وہ عمران کے سینے سے اڑ گیا تھا اور عمران کے بازوؤں کے گرد موجود چٹھرے کی بلیٹیں اب ڈھیلی ہو کر نیچے ٹھک رہی تھیں۔

خبردار! اگر مجھ پر کرتی وار کیا تو تم جیتنے کے لئے ڈی. ایف کے نامو لے سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ عمران نے زور سے چیختے ہوئے کہا اور کمری کے جتنے کی طرف بڑھتا ہوا گاڈ فادر کا ہاتھ تیزی سے رک گیا۔ اس نے وہی ہاتھ تیزی سے سر سے ہٹ کر لیا۔ دوسرے لمحے میٹن روم کا دروازہ کھلا اور دوسٹین گن بردار بھگی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک نے عمران کے سینے سے لگے نمبر المیون کا بازو پکڑ کر اسے زور سے کھینچ کر عمران سے الگ کرنے کی کوشش کی۔

اس عمران کے سر پر سٹین گن کا بٹ مارو۔ گاڈ فادر نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے سٹین گن بردار نے بڑی پھرتی سے گن کا بٹ عمران کے سر پر پانا چا ہا۔ مگر عمران نے بڑی پھرتی سے پہلو بدلا اور اس کی بجائے نمبر المیون کا سر مٹکے ساٹھے آ گیا۔ اسی لمحے زوردار دھماکے کے ساتھ نمبر المیون کے حلق سے پہنچ نکلی اور اس کے سر سے خون فوارے کی طرح اُبلنے لگا۔ دوسرا سٹین گن بردار تیزی سے گھوم

جسم سرسبز کی جلیلوں سے مکمل طور پر آزاد تھا۔

عمران کی اچانک قلابازی نے اس کی زندگی بھالی کیونکہ عین اُنی لمحے چھت سے سُرخ رنگ کی شعاع نکل کر عین اس جگہ سرسبز پر پڑی جہاں ایک لمحے پہلے عمران موجود تھا۔ سرسبز دھڑ دھڑ جھپٹے لگا۔ عمران نے قلابازی کھلتے ہی سٹین گن کا ذبح چھت پر موجود اس جالی کی طرف کیا جہاں سے سُرخ رنگ کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ اور پھر شنائت کی آوازوں کے ساتھ ہی ایک زور دار دھماکہ ہوا اور سٹین گن سے نکلنے والی گولیوں کی بوجھاڑ سے جالی کے ٹرنڈے اڑا کر سٹین روم کے فرش پر بچھ گئے۔

عمران جالی پر نفاذ کرنے ہی لٹو کی طرح گھوما۔ کیونکہ اس کے محاسن کانوں میں اپنی لپٹ پر کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز پہنچ گئی تھی۔ چنانچہ گھومتے ہی سٹین گن کی فائرنگ سے دو جھین دروازے میں بلند ہوئیں اور اس کے ساتھ ہی دو مسلح افراد منہ کے بل دروازے کی چوکت میں ہی ڈھیر ہو گئے۔

عمران بھی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ان دونوں کو اندر کھینچ کر نہ صرف دروازہ بند کر دیا بلکہ اندر سے چھتی بھی چھینا لیا۔ وہ اب مطمئن انداز میں اس طرف مڑا جہر شیشے کی دیوار تھی۔ دیوار کے نیچے گاؤں دار اور آٹھ لاقاب پوش بمبوں کی صورت میں دم بخود بیٹھے تھے۔ بشائد عمران کی بے پناہ پھرتی اور بروقت ذہانت کے استعمال نے انہیں ذہنی طور پر مغلوب کر دیا تھا۔

علی عمران، عظیم گاہدار کی خدمت میں نذرانہ سلام پیش کر کے۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ تیزی سے ہٹ کر دیوستانی مشین کے پاس کھڑا ہو گیا۔ مشین اس کی وائس سائیکر پر تھی۔

گگڑا۔ ہمیں تمہاری بے پناہ پھرتی اور لڑنے کا انداز بے حد پسند آیا ہے۔ اچانک گاؤں دار کی آواز مشین روم میں بلند ہوئی۔ یہ سب کچھ اسی لمحے ہوا ہے کہ آپ نے علی عمران کو اس کی اصل حیثیت سے کم درجہ دیا ہے۔ اگر آپ کو فارمولہ چاہتے تو آپ علی عمران سے اس کی حیثیت کے مطابق مذاکرات کر سکتے تھے۔ علی عمران تو فری لانسر ہے۔ اگر وہ فری لانسر ہوتا تو ڈاؤن گروپ کے ساتھ ساتھ ناز و بالا بھی سرکاری تحویل میں پہنچ چکا ہوتا۔ عمران نے بُرے پُر اعتمادی میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اودہ۔ لیکن نہیں تو بتایا گیا تھا کہ تم سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہو۔ گاؤں دار نے جواب دیا۔

روپے کے لئے میں مافیاء کے لئے بھی کام کر سکتا ہوں۔ میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ میں فری لانسر ہوں۔ اور یہ بھی نوٹ کر لیجئے کہ میں اگر چاہتا تو اس پرامن کا خاتمہ وہیں پاکستان میں ہی کر دیتا۔ کیونکہ بینک گیس نے مجھے وقتی طور پر ضرور مغلوب اور بیوقوف کر دیا تھا لیکن ابوت ابھی ایئر پورٹ پر ہی تھا کہ مجھے جوش آگیا تھا اور اپنے ہاتھ پر موجود لائسنس و اسلحہ کے ذریعے جسے یہاں پہنچ کر مارا لیا ہے، میں چند لمحوں میں اٹلی جنس، فوج اور پولیس کے دستے ایئر پورٹ پر منگوا سکتا تھا۔ لیکن میں تو صرف اس لئے یہاں تک آگیا کہ شاید کوئی سودا ہو جائے۔ ورنہ مجھ میں اتنی صلاحیتیں اللہ تعالیٰ نے بھری ہیں کہ میں ہر

نے کہا۔

”خدا کی ہے۔ میں مذاکرات کے لئے تیار ہوں۔ لیکن ایک بات یاد رکھئے۔ آپ جیسی شخصیت کے کسی قسم کی غیاری اور دھوکہ بازی انتہائی منکھوت رہ ثابت ہو سکتی ہے۔“ عمران نے انتہائی خشوں لہجے میں کہا۔

”گاڈ فادر کی زبان سے نکلا ہوا لفظ پتھر پر گیس کی حیثیت رکھتا ہے مشر علی عمران؟“ گاڈ فادر نے بھی خشوں لہجے میں کہا اور عمران نے مرحلہ لے کر ہونے لگاؤ میں کپڑی ہونی سٹین گن ایک طرف پھینک دی اور پھر آگے بڑھ کر اس نے فیاض کی میٹیں کھولنی شروع کر دی۔ اور چند لمحوں بعد فیاض شرمسکر کر بندش سے آزاد ہو چکا تھا۔

”تم نے کمال کر دیا عمران۔“ میں سوچ رہا تھا کہ میں نہیں سکتا تھا کہ“ فیاض نے دم بھجوا لیا۔

”اچھا۔ اب تم بھی سوچنے لگ گئے ہو۔ پھر تو ہمیں بلوغت کا سرٹیفکیٹ مل جائے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض جھینپ کر خاموش ہو گیا۔

”اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا جس کے لباس پر نگے ہوئے دایا کے نیچے پر آٹھ کا چندرہ موجود تھا۔

”کٹر لفظ لایئے مشر علی عمران۔“ گنگ ایٹ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”چلیے بادشاہ سلامت۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اندر فیاض ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے اس کمرے سے

قسم کی پوچش کو اپنی سرخی سے تبدیل کر سکتا ہوں۔ آپ نے اس کا غلط مظاہرہ دیکھ لیا ہے۔ اور اگر آپ چاہیں تو مزید مظاہرہ بھی ہو سکتا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ شیٹے کی دیوار کے پیچھے موجود ہیں اور یہ دیوار زیر و دن اینٹوں پر تھوڑی جاسکتی ہے اور اس کے اندر سٹین گن کی گولیاں گنگ، اور گاڈ فادر میں تمیز نہیں کیا کر تیں۔“ عمران نے بڑے خشوں لہجے میں کہا۔

”ادھ! تم واقعی ذہین اور خطرناک شخصیت ہو۔ میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہا ہوں۔“ گاڈ فادر نے ایک جھٹکے سے کمری سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی لڑزش نمایاں تھی۔ شاہ عمران کی دھکی کام کر سکتی تھی۔

”گڈ! مجھے دایا جیسی بین الاقوامی تنظیم کے سربراہ سے ایسی ہی امید تھی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اس پرنٹڈ انٹ کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اب یہ خار سے لے بیکار ہے۔“ گاڈ فادر نے اپنے سامنے بیٹوں سے کہا جو خود بھی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

”منہیں۔ یہ میرا دوست ہے۔ اس کا خاتمہ مجھے ناخوش کر سکتا ہے۔ میں اس کی مکمل ذمہ داری لیتا ہوں کہ یہ کسی صورت میں بھی آپ کے مفاد کے آئے۔“ وہ آگے آئے۔“ عمران نے زوردار لہجے میں کہا۔

”اور کسے؟ ہم تمہیں دوست کہہ رہے ہیں۔ تو تمہارا دوست بنانا بھی دوست ہے۔ میں گنگ ایٹ کو بھیج رہا ہوں۔ وہ تم دونوں کو مذاکرات کے لئے ہمارے پاس لے آئے گا۔“ گاڈ فادر

باہر آگئے۔ گنگ ایٹ، آگے آگئے تھا۔

کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں پہنچے۔ اور پھر راہداری کے اختتام پر ایک چھوٹے سے کمرے میں آگئے۔ یہ کمرہ کسی نفٹ کی طرح اور چڑھتا چلا گیا۔ جب اس کی حرکت ٹوٹی تو وہ ایک بار پھر ایک راہداری میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک تظار کی صورت میں ستین گزوں سے مسلح افراد دونوں طرف کی دیواروں کے ساتھ پشت لگائے بیٹھے مستعد انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ راہداری کے اختتام پر ایک فلاٹا دروازہ تھا جس کے اوپر شرنر رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ دروازے کے دونوں اطراف میں دو مسلح افراد موجود تھے۔

”آپ کو تلاشی دینی ہوگی۔“ گنگ ایٹ نے دروازے کے قریب پہنچ کر عمران اور فیاض کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔
”تلاشی تو آپ یہاں آنے سے پہلے ہی لے چکے ہیں۔ بہر حال تسلی کر لیجئے۔“ عمران نے سر کراتے ہوئے کہا اور گنگ ایٹ کے اشارے پر دونوں مسلح افراد نے پھرتی سے سیٹیں لگیں کاغذوں سے لگے ہیں اور پھر عمران اور فیاض کی جامعہ تلاشی بیٹھے باہر انداز میں لینے لگے۔
”کوئی چیز نہیں ہے سر۔“ چند لمحوں بعد ہی دونوں نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور گنگ ایٹ نے سر ہلاتے ہوئے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

چند لمحوں بعد بلب بجھ گیا اور دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور گنگ ایٹ کے اشارے پر وہ دونوں اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہو گئے۔ یہاں ایک مستطیل میز کے پیچھے گاؤں دار اس سے، دونوں اطراف میں

دو ہی سات افراد موجود تھے جو پہلے سیٹیں کی دیوار کے پیچھے گاؤں دار کے اطراف میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آٹھویں کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ میز کی دوسری طرف دو کرسیاں موجود تھیں۔ عمران نے بیٹھے اطمینان سے ایک کرسی سنبھالی جب کہ دوسری کرسی پر فیاض بیٹھ گیا۔ گنگ ایٹ دوسری طرف کی خالی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

”یہ شانہ نایا کی تاریخ میں پہلا موقع ہے کہ دو اجنبی اس کی ٹاپ میٹنگ میں موجود ہیں۔ بہر حال زیادہ تفصیل میں جاننے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں شرنچ خانہ کا فارمولا چاہیے۔“ بولو تو مگر اس کے عوض کتنی رقم مانگتے ہوئے۔ گاؤں دار نے پاٹ بلیج میں لنگو کا آٹا کھاتے ہوئے کہا۔

”شرنچ خانہ کے فارمولے سے نایا اربوں ڈالر کمائے گی اس لئے اس فارمولے کی قیمت لگانا حاققت ہے۔“ عمران نے بھی اسی طرح پاٹ بلیج میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے ذرا بھی محسوس نہ ہو رہا تھا کہ نایا سے وہ مرعوب ہے جبکہ فیاض کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ منت مرعوبیت کے عالم میں بیٹھا ہوا ہے۔
”پھر تم کیا چاہتے ہو؟“ گاؤں دار نے غیر متوقع جواب پر پوچھتے ہوئے کہا۔

”میں وہ فارمولا آپ کو اپنی طرف سے تحفے کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔“ عمران نے جواب دیا اور گاؤں دار کے ماتھے ساتھ اس سے تمام اسٹیجیوں کی طرف جھپٹے جیسے انہیں اپنے کانوں پر تین ڈالر بائو فیاض بھی چونک کر حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔

تھنے کے طور پر کیا مطلب۔ کیا تم کوئی قیمت نہیں لینا چاہتے؟
 گاؤں خاد کے لیے میں پہلی بار لکڑی کا لٹاڑے کے آٹار نمایاں ہوئے تھے۔
 تحفہ تحفہ ہی ہوتا ہے۔ اس کی قیمت نہیں لی جاتی۔ یہ ایک
 عالمگیر اصول ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 ”اوہ! تم میری توقع سے کہیں زیادہ اعلیٰ ظرف واقع ہوئے
 ہو۔ اور شاید میری زندگی کے بہتے شخص ہو۔ جس نے مجھے عالمی
 حیرت عروہ کر دیا ہے۔ بہر حال مافیا میں اتنی کم ظرف نہیں بنے کہ تمہیں
 اس تحفے کے بدلے کچھ نہ دے۔ میں مافیا کی طرف سے اعلان
 کر رہا ہوں کہ تمہیں نازندگی مافیا کے تمام بزنس میں سے ایک فیصد سالانہ طور
 تحفہ ادا کیا جائے گا۔ اور شریعی عمران! یہ رقم لٹھنا! اتنی بڑی ہوگی
 کہ تم اس سے زیادہ رقم کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔“ لکڑی کا ڈنڈا
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں اس تحفے کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن مجھے
 ذاتی طور پر اس رقم کی ضرورت نہیں ہے۔ میں وراثت منشی آدمی
 ہوں اور اپنی کمال کم سمت رہنا چاہتا ہوں اس لئے میری طرف سے
 یہ رقم پالیٹیکس کے کسی بھی ہسپتال کو ہسپتال عطیہ کے طور پر موجود آدمی جلتے
 عمران نے جواب دیا۔

لکڑی حیرت انگیز۔ تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو۔ اس
 صدی تو کیا کبھی صدیوں کے حیرت انگیز آدمی۔ بہر حال میں تمہاری آخر
 قبول ہے۔ گاؤں خاد نے جواب دیا۔
 شکریہ! مجھے آپ سے یہی امید تھی۔ عمران نے

جواب دیا۔

”تو لیتے۔ کہاں ہے وہ خاد مولا؟“ گاؤں خاد نے کہا۔
 ”خاد مولا تو گھر پر میرے پاس اس وقت نہیں ہے۔ وہ تو
 پکیٹیا میں ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔
 ”آپ کوئی نشانی یا پتہ دے دیں۔“ مافیا نے خاد مولا حاصل کر لے
 گاؤں خاد نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”سوری جناب!۔ اگر یہ خاد مولا اتنی آسانی سے میسر ہو سکتا تو
 میں اسے تحفے میں دینے کی بجائے اس کی قیمت وصول کرتا۔ اس
 لئے مجھے خود پالیٹیکس مانا ہوگا۔“ آپ کوئی آدمی میرے پاس بھیج
 دیں۔ خاد مولا اس کے حوالے کر دیا جائے گا۔ لیکن ایک بات بتا
 دوں کہ وہ خاد مولا کو نہیں ہے۔“ عمران نے کہا۔

مافیا کے اہل کار نے ہر کوئی عمل کرنے کی اہمیت رکھتے ہیں۔ کب تک
 مل سکتا ہے یہ خاد مولا۔ گاؤں خاد نے کچھ لمحے خاموش رہنے کے

بعد جواب دیا۔

”میرے پالیٹیکس پنہنے کے بعد چند گھنٹوں کے اندر۔ وہ ایسی جگہ
 پر جو ہے جس کے لئے چند گھنٹے ضروری ہیں۔“ عمران نے کہا۔

اد کے۔ مجھے تم جیسے اعلیٰ ظرف انسان پر کل اقتصاد ہے۔ ہم
 تمہاری واپسی کا بندوبست کر دیتے ہیں۔ اور جن دنوں تم پالیٹیکس کے
 ایئر کوپٹ پر اترو گے اس کے آٹھ گھنٹوں کے بعد تمہارا آدمی تمہارے
 پاس پہنچ جائے گا۔ اور اسی روز اس سال کا ایک فیصد بھی تمہارے
 ٹکس کے کسی بھی ہسپتال میں بطور عطیہ دے دیا جائے گا۔ گاؤں خاد

ظاہر ہے میں نے اس کا دودھ تو نہیں دیا۔ میرے

بچے کو وہ بے کار بڑا رہے گا۔ اور دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اگر میں نارولہ تمہیں دے دیتا تو میرا تم ایکلے یہاں پہنچتے۔ اور ہمارا انعام میں روزی کے بستر پر نہیں۔ بلکہ کسی اندھیری قبر میں جوتا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کاش! وہ س روزی مجھے ایک بار پھر بخراجاتے تو میں فیاض نے متنباتے ہوئے کہا۔

تو تم ایک بار پھر اس کے حسن کا شکار ہو جاؤ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض نے جبین پکڑ کر منہ پھیر لیا۔

نے جواب دیا۔

مجھے اس آدمی کا کوئی کوڑ دے دیا جائے۔ تاکہ نارولہ غلط آدمی کے ہاتھ نہ پہنچے جاسکے۔ عمران نے کہا۔

کوڑ کا ڈنڈا وہ ہی رہے گا۔ گاؤں دار نے کہا۔ اور کہے! عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی گاؤں دار اٹھ

کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھنے ہی اس کے تمام ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ سنگھ ایٹ! مرطقی عمران اور فیاض کو یہاں سے پاکشیا بھجوانا تمہاری ڈیوٹی ہے۔ گاؤں دار نے سنگھ ایٹ سے کہا اور سنگھ ایٹ بچے بڑھلا دیا۔

آئیے میرے ساتھ۔ سنگھ ایٹ نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر عمران اور فیاض اسی طرح چلتے ہوئے کمرے سے نکل کر باہر داری میں پہنچ گئے۔ اس بار انہیں ایک بڑے دفتر نما کمرے میں لے آگیا گیا۔

آپ دوڑیں یہاں تشریف رکھیں۔ میرے آدمی آپ کیلئے نشستوں کا انتظام کر کے آپ کو لیٹے آجائیں گے۔ آپ اطمینان سے ان کے ساتھ چلے جائیں۔ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ سنگھ ایٹ نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

سیکسی تم واقعی نارولہ ان کے حوالے کر دو گے۔ اور تم نے تو مجھے کسی نارولہ دے دینے کے متعلق نہیں بتایا تھا۔ سنگھ ایٹ کے ہاتھ ہی فیاض نے کہا۔

پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ میرا ارادہ واقعی نارولہ دینے کا

پکڑ کر پٹکی سے دبا یا تو آس کے سرے پر ایک چھوٹا بیٹن نمایاں ہو گیا
 "جیلو۔ جیلو۔ پرائس آف ڈیمپ کالگ۔ اور۔۔۔ عمر اٹھانے
 اس بیٹن کے قریب منہ لے جاتے ہوئے کہا۔ وہ بار بار یہی فقرہ دہرا
 رہا تھا۔

"جیلو۔ ایکسٹ۔ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو کی ہلکی سی
 آواز سنائی دی۔

"بلیک زیرو اے۔ میرے فیڈ میں پہنچ کر خاص کمپے کی الماری
 میں ایک فارمولہ موجود ہے۔ جو کہ بظاہر کسی جائیداد کی فرسٹنگ کی کا
 اسٹام ہے۔ اس کے ساتھ چند کاغذات ہیں جس پر میں نے اسے
 ڈی کو ڈک کیا ہے۔ اس فارمولے کو اٹھا کر دانش منزل لے جاؤ
 اور اس کے پہلے صفحے کی آٹھویں سطر میں ایک لفظ "ایزمنٹ" لکھا
 ہوا ہے۔ اس لفظ کو فیڈسٹ سے غائب کر کے اس کی جگہ لفظ
 "کازنٹ" اسی طرح ڈال کر وہ فارمولہ ڈرائنگ روم کے سیف میں رکھ
 دو۔ البتہ ڈی کوڈ میسر اپنی تحویل میں رکھ لینا۔ یہ کام زیادہ سے زیادہ
 دو گھنٹوں کے اندر مکمل ہو جانا چاہیے۔ اور۔۔۔ عمران نے اسے
 ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن آپ کہاں سے بول رہے ہیں
 اور۔۔۔؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"فی الحال تو اپنے منہ سے بول رہا ہوں۔ جب یہ بند ہو گیا تو پھر
 کرانے کا مت حاصل کرنے کا سوچوں گا۔ اور اینڈ آئی۔۔۔ عمران نے
 طنز پر لہجہ میں کہا اور لوٹ کے اندر دوبارہ انگلیاں ڈال کر اس نے

جیسے ہی جیٹ جہاز نے رن وے کو چھوڑ کر فضا میں پڑاؤ شروع
 کی عمران اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا۔
 "کیا ہوا۔؟" فیاض نے پوچھتے ہوئے پوچھا۔

"پ۔ پ۔ پ۔ پیشاب۔" عمران نے یوں منہ باتے ہوئے
 کہا جیسے اگر ایک لمحے کی بھی دیر ہو تو اس کا پیشاب پتوں میں ہی خفا
 ہو جائے گا اور پھر وہ تیز تیز قدیم اٹھا آبا تھہ روم کی طرف بڑھ گیا۔
 باقی تھہ روم کا دروازہ بند کر کے ہی اس نے بڑی چھپتی سے واش روم
 کا پانی مقصور کیا کھول دیا اور پھر جبکہ کراس نے اپنے بوٹ کا تسمہ کھولنا
 شروع کر دیا۔ تسمہ کھول کر اس نے بوٹ کو پاؤں سے اتار کر ہاتھ میں
 پکڑا اور اس کے اندر ہاتھ ڈالی کہ اس کی اندرونی ٹو میں انگیوں کی مدد
 سے مخصوص انداز میں ضرب لگاتی تو تھوڑے درمیان سے کھل گئی اور اس
 میں سے ایک باریک سی ایم بیل نکلا تاہم باہر آگئی۔ عمران نے تارکے سے سر کو

جان جو پہچن میں کہتی تھیں کہ لاپچہ ٹری بلا ہے۔ اس کا کیا نیا؟
 عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور فیاض نے اسامہ بن مکر خاموش ہو گیا۔ ظاہر
 ہے عمران کا تعلق اس کی سمجھ میں نہ آ سکا تھا۔
 میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ کہ آخر اتنی بڑی اور خوفناک تنظیم
 نے اتنی آسانی سے تم پر حملہ کر سکا۔ فیاض نے چند لمحے خاموش
 رہنے کے بعد کہا۔

”کہاں کر لیا ہے۔ ان کا ایک آدمی اب بھی پشت والی قطار میں
 موجود ہے۔ اور اس کے پاس ایسا ٹرانسمیٹر موجود ہے جس سے وہ
 ہماری باتیں سن رہا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فیاض
 نے چوک کر اوجھڑ دیکھا اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں چیلنے لگیں کیونکہ
 مقابل کی قطار میں وہ چوڑے چبھے والا موجود تھا اور جس لمحے فیاض
 نے اُسے دیکھا اس نے بھی مسکراتے ہوئے فیاض کی طرف دیکھا۔ جیسے
 کہہ رہا ہو کہ ہاں تمہاری نگرانی ہو رہی ہے۔

”اوہ! تو یہ بات ہے۔“ فیاض نے دانت چبھتے ہوئے کہا
 اور اس کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے اب وہ کوئی ایسی بات نہ
 کر چکا تھا جس سے اس تنظیم کے خلاف جاتی۔ ورنہ اُسے خطہ تھا کہ کہیں
 اس کا مقابلہ اس پر نہ پڑ جاتا۔ عمران نے اس سے ٹرانسمیٹر والی بات
 کر دی تھی تاکہ فیاض اس کی جان کھلے سے باز آجائے ورنہ اتنی بات
 تو وہ بھی جانتا تھا کہ ایسے جہازوں میں سیکورٹی چنگل اتھانی سختی سے
 کی جاتی ہے اور سولے حصے خصوصی طور پر چھپاتے گئے آلات کے کوئی بھی
 سامنی آکر وہ جہاز میں نہیں جالے دیتے۔

”خصوصی جگہ پر نصب لگائی تو ایریل فائٹر کے اندر غائب ہو گئی عمران
 نے جلد ہی سے لوٹ پہنچ کر گیس بانڈھا اور دھڑا دھڑکا اس نے واضح
 بین بند کیا اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ باہر آتے ہی اس کی نظریں
 اپنی پلیٹ کے مقابل قطار میں ایک چوڑے چبھے والے شخص پر پڑیں
 جو مکرانہ روم کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ عمران کے لبوں پر ہلکی سی
 مسکراہٹ ابھری۔ لیکن عمران اس کی طرف توجہ دیتے بغیر واپس اپنی
 سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

”اگر تم رقم مانگ لیتے تو کروڑوں روپے مل سکتے تھے۔“ فیاض
 نے چند لمحوں بعد عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ان کروڑوں روپے کا میں کیا کرتا۔“ عمران نے مشکابہ
 میں جواب دیا۔

”جائیداد خریدی جا سکتی تھی۔ عیش کے جا سکتے تھے۔“ فیاض
 نے مزہ بناتے ہوئے کہا۔

”چلو جائیداد خرید لیتا۔ عیش بھی کر لیتا۔ پھر۔“ عمران نے کہا
 ”پھر کیا۔ بس عیش ہو جاتا۔“ فیاض نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”وہ تو بڑھ چکا۔ اس کے بعد کیا ہوتا۔“ عمران نے خلا سناہ
 انداز میں پوچھا۔

”اس کے بعد کیا ہوتا تھا۔“ فیاض نے جملہ سے ہوتے انداز میں کہا۔
 ”تم نے اس تنظیم کو احمقوں کا ٹولہ سمجھ رکھا ہے۔ تمہارا کیا
 خیال تھا کہ وہ کروڑوں روپے تمہیں دے کر خاموش ہو جاتی۔ جو دنیا
 جانتے ہیں فیاض! وہاں سے واپس بھی لینا جانتے ہیں اور ہمرٹائی

”میں بیکاری نہیں ہوں سمجھو۔ مجھے گاؤں دار نے بھجوا دیا ہے۔
 فی الیف کے فارموسے کے لئے۔“ غیر ملکی نے غصیلے بچے میں کہا۔
 ”اچھا کمال ہے۔ اب فارموسے میں خیرات میں ملنے لگے گئے
 ہیں۔ واہ حیرت ہے۔ واقعی زمانہ مل گیا ہے۔“ لیکن گاؤں دار
 نے نہیں یہ نہیں بتایا کہ اس کے لئے چند گھنٹے لگ جائیں گے۔ عمران
 نے کہا۔
 ”میں انتظار کر لوں گا۔“ غیر ملکی نے کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ کرو انتظار۔“ عمران نے منبہتے ہوئے کہا
 اور دروازہ بند کرنے لگا۔
 ”کیا تم مجھے اندر نہ آنے دو گے؟“ غیر ملکی نے حیرت بھرے ہاتھ
 میں کہا۔

”اندہ اچھا آ جاؤ۔“ لیکن چائے نہیں مل سکے گی۔ میرا درہ چی
 چھٹی پر ہے۔ خالی انتظار کرنا ہو گا۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے
 کہا اور دروازہ کھول کر مڑ گیا۔
 غیر ملکی خاموشی سے اندر داخل ہوا اور پھر چند لمحوں بعد وہ ڈرائنگ
 روم میں موجود تھا۔

پیرس پرنٹ فیاض میں۔ سنٹرل انٹیلی جنس بورڈ کے پرنٹنگ
 اور پیر۔“ عمران نے ہاتھ اُٹھ کر اشارت کرتے ہوئے کہا۔

”مجھے ڈر ہے کہ میں۔“ غیر ملکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر
 عمران کے اشارے پر وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

”یار فیاض!۔“ نیند آ رہی ہے۔ سنا ہے کہ تم لوریاں بہت اچھی

تقریباً آٹھ گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد جہاز پکٹیا سٹے میں لاٹوری
 ایر لوپٹ پر لینڈ کر گیا۔ عمران اور فیاض جہاز سے باہر آئے اور چند لمحوں
 بعد کیسی انہیں نے کمر عمران کے فلیٹ کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔
 ”میرا خیال ہے کہ تمہیں پہلے گھر چھوڑ دوں۔“ عمران نے کہا۔
 ”نہیں۔ میں یہ فارموسا ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں۔“ میرے حلق
 سے اس بھی سیات، نہیں رتر رہی کرتی آسانی سے اس قدر رام فارموسا
 ان کے خواستہ کرو گے۔“ فیاض نے کہا۔

”یار!۔“ میرا کسی سے کیا جھگڑا۔ میں توبہ عاسا دا آدمی ہوں۔
 خواہ مخواہ ایک فارموسے کے لئے اپنی جان غدا میں کیوں لو لوں۔“
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد کیسی نے انہیں فلیٹ کے سامنے اندر دیا اور عمران
 فیاض کو ہمراہ لے کر فلیٹ کے اندر پہنچ گیا۔ اچھی وہ ڈرائنگ روم تک
 پہنچے تھے کہ کال بل کی آواز سنائی دی۔

”لوہہ تمہارا منگوان بھی آ گیا۔“ عمران نے مڑ کر کہا اور پھر خود ہی
 دروازے کی طرف مڑ گیا۔ کیونکہ سیلیان فلیٹ میں موجود نہ تھا۔ اس نے
 جب دروازہ کھولا تو دروازے پر دی چوڑے چہرے والا غیر ملکی موجود تھا۔
 ”گاؤں دار۔“ غیر ملکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اودہ سوئی!۔ اس وقت جیب میں۔“ ارے ہاں کچھ تو سن رہی
 آئے گا۔“ عمران نے بول کھلائے ہوئے انداز میں جیب ٹوٹنے
 ہوئے کہا اور پھر ایک چھوٹا سا کتنالہ کر غیر ملکی کی طرف بڑھا دیا۔ غیر ملکی
 کا چہرہ مسرور ہو گیا۔

گھمٹے ہو۔ کوئی لوری تو سناؤ۔ میں فرانیسند کر لوں؟۔ عمران
نے صوفے پر دھڑا جوسنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”کیا بھروسہ ہے۔ میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں لوریاں
سناؤ۔“ فیاض نے جھڑکتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو پھر کس لئے آئے ہو۔ کراہی تو میں تمہیں دے نہیں
سکتا۔ آجکل مالی حالات۔“ عمران نے منبنا تے ہوئے کہا۔

”سنو عمران۔ میں اس وقت تک نہ جاؤں گا۔ جب تک تم
فارمولا مانیا کے حوالے نہیں کرویتے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا

واقعی تم فارمولا دیتے ہو یا نہیں۔“ فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔
”فارمولا۔ ارے اے اے۔ وہ بھی تو دینا ہے۔ کیوں مڑ ٹوٹی۔“

عمران لینے لینے سیکھتے اٹھ کر بیٹھ گیا جیسے اسے اہم بات اور ایک یاد آگئی ہو۔
”میں اسی لئے تو آیا ہوں۔“ ٹوٹی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا کمال ہے۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ کمال ہے۔ بھلا
گھر کرتے ہوئے آدمی کو کوئی خالی بھیجتا ہے۔ ابھی تو فارمولا۔“ عمران

نے کہا۔
”لیکن تم نے تو دیا کہ تمہارا اس سے حصول کے لئے چند گھنٹے درکار
ہوں گے۔“ فیاض نے چونکتے ہوئے کہا۔

”بار سمجھا کرو۔ رعب بھی تو ڈالنا ہوتا ہے۔ میں نے تو
سوچا تھا کہ چند گھنٹے آرام سے سو لوں گا۔ پھر مڑ ٹوٹی پہنچیں گے لیکن

یہ تو ساتھ ہی آگئے۔“ عمران نے سر جھٹاتے ہوئے کہا۔
”مجھے بھی ہدایات دی گئی تھیں۔“ ٹوٹی نے منبنا تے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ مانیا اپنے سائے پر بھی اعتماد نہیں کرتی۔ انہوں
نے سوچا ہوگا کہ میں چند گھنٹوں میں کوہن فارمولا ہی تبدیل دوں۔ اس لئے

میں ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ وہ تمہارا ایک اور ساتھی میں تھا۔ وہ جس کی
ناک ٹوٹ کے کی چونچ کی طرح مڑی ہوئی تھی۔ اور جو تم سے تیرکی سیٹ

پر بیٹھا تھا۔ وہ کہاں ہے۔“ عمران نے کہا۔
”اوہ۔ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا۔“ ٹوٹی اس جڑی طرح چونچا

جیسے عمران نے کوئی انتہائی بات کر دی ہو۔
”مجھے الہام ہوتا ہے۔ میں نے کہا تو تھا کہ میں درویش آدمی

ہوں۔“ عمران نے کہا۔
”اوہ۔ واقعی تم بے حد خطرناک آدمی ہو۔ گنگ اسٹ نے غلط

نہیں کہا تھا۔ بہر حال وہ باہر موجود ہے۔ مانا خیال تھا کہ شاید تم فارمولا
لینے کے لئے کسی خاص مقام پر جاؤ گے تو اس نے تمہارا تعاقب کرنا

تھا۔“ ٹوٹی نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔
”یار فیاض! یہ تو بڑی زیادتی ہے کہ ہم یہاں بیٹھے آرام سے

باتیں کرتے رہیں۔ اور وہ شریف آدمی باہر دھوپ میں کھڑا سوکھتا
رہے۔ انہیں نادرش ہی نہ کر دیں۔“ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا اور پھر اس نے ڈسٹا ٹنگ روم کی دیوار پر لگی ہوئی ایک بڑی
سی سینری کے فریم کو دیوار سے علیحدہ کر کے صوفے پر رکھا اور دیوار پر

غصہ میں انڈاز میں تین بار دستک دی۔ دوسرے لمحے اس ٹنگ سے دیوار
یوں دونوں اطراف میں سمٹ گئی جیسے دروازہ کھل جاتا ہے۔ وہاں اب

ایک چمڑا سا سیف نظر آنے لگ گیا تھا۔ عمران نے اس پر لگے ہوئے

چکر کو مخصوص انداز میں فائیں باتیں کہتی بدگھملا اور پھر بینٹل دبا دیا۔ سیف کا دروازہ کھل گیا۔

عمران نے اندر رکھی ہوا فارمولا اٹھایا جو کہ ایک پرانے سے اسٹامپ پیر پر تھا۔ اس نے ایک نظر اس پر ڈالی اور جب اس کی نظروں نے اس لفظ کو چیک کر لیا جس کے تبدیل کرنے کی ہدایت اس نے بلیک زیرو کو کی تھی تو اس نے مسکرا کر وہ کاغذات ڈوئی کی طرف بڑھا دیئے۔
”لیجئے سر ڈوئی!“
”ہاں! اس کے لئے میری طرف سے تحفہ۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈوئی نے یوں فارمولا جھپٹ لیا جیسے کوئی ہفت، تعلیم کی دولت پر جھپٹتا ہے۔

”یہ ٹریج فارمولا کا فارمولا ہے۔“
ڈوئی نے تیز نظروں سے فارمولے کو دیکھتے ہوئے حیرت بھرے ہلچے میں کہا۔
”سنو!۔ گاؤں فارمولا کو کہہ دینا کہ یہ کوڈ میں ہے۔ زیرو۔ ون کوڈ میں۔ وہ خود ہی حل کر لیں گے۔“
عمران نے کہا اور ڈوئی نے سر ہلاتے ہوئے فارمولا کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالا اور پھر یوں سلام کر کے واپس مڑا جیسے ایک لمبے کی دیر اس پر قیامت توڑ ڈالے گی۔
”ارے ارے۔“
ہاتھ تو ملاتے جاؤ سر ڈوئی۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے؟
عمران نے چہیتے ہوئے کہا لیکن ڈوئی کوئی بات سننے بغیر تقریباً دوڑتا ہوا رہی دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

”تم سے بڑا احمق پھر کبھی پیدا نہیں ہوگا۔“
روئے رہو بیٹے اپنی مفلسی کا رونا۔ جب کلمے کا موقع آگیا تو سچے دینا شروع کر دیتے ہو۔ جو نہہ۔“
فیاض نے جھنجھلائے ہوئے ہلچے میں کہا اور اٹھ کر

دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

”ان کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں۔“
اول تو فارمولا اب ان سے پاس نہیں ہوگا۔ دوسرا یہ کہ ابھی تمہاری اتنی پسلی نہیں سے کہ تم ہاں سے نکلنا سکو۔“
عمران نے پیچھے سے ہلکے لگے تمہارے کہا۔ اور فیاض کوئی جواب دیتے بغیر پیر پختا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور اس نے اپنی پشت پر ایک دھماکے سے دروازہ بند کر دیا جیسے وہ کلمے کا اور موقع ضائع ہو جانے پر اپنی ہمارا فنگی کا مظاہرہ کر رہا ہو۔
عمران کے لبوں پر شونخ سی مسکراہٹ رہنے لگی۔

انیا کے پر و کر دیا ہے۔ اگر میں نے خود خاص کمرے میں بیٹھ کر
سحرین پر آپ کو خود اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہوتا۔ اور آپ کی باتیں
اپنے کانوں سے نہ سنی ہوتیں تو مجھے کم از کم سر کر بھی یقین نہ آتا کہ آپ
عمریوں کے خاتمے کی بجائے ان سے تعاون کر رہے ہیں۔ بلکہ نیر
کا لہجہ ساٹھ ہونے کے ساتھ ساتھ ملتی بھی لئے ہوئے تھا جیسے اسے

عمران کے اس فعل نے شدید رنج پہنچایا ہو۔
جن کا خدات پر میں نے اس فارمولے کو ڈی۔ کو ڈیا تھا وہ کہاں
ہیں؟ عمران نے پوچھا۔

وہ دانش مندی میں محفوظ ہیں۔ بلکہ نیر نے جواب دیا۔
تو پھر میں نے کیا تعاون کیا ہے۔؟ فارمولا تو ہمارے پاس
موجود ہے۔ عمران نے متکرتے ہوئے کہا۔

آپ نے فارمولا ڈی۔ کو ڈی کرنے کا عمل ہی انہیں بتا دیا ہے۔ ویسے
یہ لوگ میرے آدمیوں کی نظروں میں ہیں۔ میں نے حصد اور کیسٹلین
شکیل اور نغانی کو پہلے ہی نغانی پر لگا دیا تھا اور جب کوئی فارمولا
لے کر باہر گیا ہے تو میں نے انہیں ڈالٹیر پر نغانی کا حکم دے دیا ہے
فی الحال صرف نغانی کا۔۔۔ بلکہ نیر نے سخت لہجے میں کہا۔

اے یہ غضب نہ کرنا۔ ورنہ سارا کیا کر دیا دھڑا رہ جائے گا۔ فوراً
انہیں کال کر کے کہو کہ وہ نغانی ختم کر دیں۔ عمران نے سخت
لہجے میں کہا۔

بھگت منی معاف عمران صاحب!۔ یہ درست ہے کہ اصل کچھ؟
آپ ہیں۔ لیکن کم از کم میں مجرموں سے اس طرح کے تعاون کا سوچ بھی

جیسے ہی فیاض دروازہ اپنی پشت پر بند کر کے باہر نکلا، عمران
اپنے خاص کمرے کی طرف مڑا ہی تھا کہ خاص کمرے کا دروازہ کھٹکا اور
عمران اس میں سے برآمد ہونے والے بلکہ نیر کو دیکھ کر چونک پڑا۔
”تم اور یہاں؟“ عمران نے حیرت جھرے لہجے میں کہا۔

عمران صاحب!۔ آپ کی پیشین گوئی درست رکال نے مجھے بے حد
پریشان کر دیا تھا۔ کیونکہ سپیشل ٹرانسفر کا استعمال آپ شاذ و نادر
ہی کرتے ہیں اور کال ریسیور میٹر پر سر رہا تھا کہ کال انتہائی زیادہ فاصلے
سے کی جا رہی ہے۔ چنانچہ میں نے آپ کے حکم کے مطابق آکسن
دستایہ زین لفظ کو بدل دیا۔ لیکن میری بے چینی کم نہ ہوئی۔ اور پھر
میں آپ کے فلیٹ میں آکر بیٹھ گیا تاکہ صورت حال کا خود جائزہ لے سکوں
سیلیمان کو میں نے ہی زبرد ہاؤس جھوڑا دیا تھا۔ لیکن یہاں آپ لوگوں کی
گفتگو سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے کوئی اہم فارمولا بین الاقوامی مجرم تنظیم

نہیں سکتا۔ میرے خیال میں مجرموں کو اس فارمولے سمیت ہی ختم کر دینا چاہیئے۔ بلیک زیرو شاہد زندگی میں پہلی بار اپنی بات براؤگیا تھا۔ تمہارا جذبہ قابلِ تکرار ہے ظاہر! لیکن ایچسو کو جذباتی نہیں ہونا چاہیئے۔ سمجھے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ فارمولا اب بھی ان لوگوں کی جیب میں ہوگا۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ ہو کر کہا۔ تو اور کہاں جاسکتا ہے؟ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

جبو نے ایچسو صاحب! یہ ہافا کے ایجنٹ ہیں۔ تم اپنے ممبروں سے پوچھو۔ ڈوٹی میاں سے نکل کر یقیناً کسی کیسے میں گیا ہوگا اور پھر وہ اس کے ہاتھ درم میں بھی لانا جائے گا۔ اور اس کے بعد جب وہ واپس آئے گا تو فارمولا اس کے پاس نہیں ہوگا۔ عمران نے کہا۔

کیا مطلب۔ کیا وہ اتنا اہم فارمولا ہیں ہاتھ درم میں چھوڑ دیا ہوگا؟ بلیک زیرو کے حیرت بھرے ہونے میں کہا۔ فارمولا ٹرانسٹ کر دیا گیا ہوگا۔ میں نے ڈوٹی کے کار میں لگی ہوئی ٹرانسٹ مشین دیکھ لی تھی۔ اس جدید ترین مشین کے ذریعے کسی بھی کاغذ کو روشنی کے ذریعے نکتے میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس نکتے کو اس مشین کے ذریعے مطلوبہ مقام پر ٹرانسٹ کر دیا جاتا ہے۔ وہاں ریویگ سیٹ پر اس نکتے کو وصول کر کے دوبارہ پھیلایا جاتا ہے۔ چنانچہ ہاتھ درم سے نکلنے کے بعد اسی ڈوٹی میزنگ نہ پہنچا ہوگا کہ مطلوبہ مقام پر سٹوئرز کا معائنہ بھی کیا بار ہوا ہوگا۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

میں نے آپ کے خاص کمرے میں بیچ کر سکریٹ پر ڈوٹی کو بغور دیکھا ہے۔ مجھے تو ایسی کوئی مشین نظر نہیں آئی۔ بلیک زیرو نے مشکوک ہونے میں کہا۔

تم شاہد سمجھ رہے ہو کہ یہ مشین کم از کم ایک بڑے ریڈیو مینیو تو ہوگی۔ یہ بات نہیں۔ تم نے ڈوٹی کے ایک کالے سنہرے رنگ کی چھوٹی سی زنجیر لٹکتی دیکھی تھی جس کے نچلے سرے پر ایک چمکدار گولہ بنا ہوا تھا۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں دیکھی تھی۔ لیکن یہ تو شاہد فیشن کے طور پر کالر میں لگائی جاتی ہے۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

نہیں۔ یہ جدید ترین ٹرانسٹ مشین ہے۔ اس کا بانی حصہ کالر کے اندر موجود تھا۔ اس مشین کو ایجاد کرنے والے پانچ سال گذر چکے ہیں۔ اسے سائنسی زبان میں ایم۔ ڈی۔ ایم کہتے ہیں یعنی ہائیکرو ٹرانسٹ مشین۔ میں نے اسے گزشتہ سال تدارک کی بین الاقوامی سائنسی نمائش میں دیکھا تھا۔ اور تمہیں شاہد معلوم بھی نہ ہوگا کہ یہ مشین وہاں سے چوری کر لی گئی تھی جس پر بڑا شور مچا ہوا تھا۔ سائنسی رسالوں میں اس پر بڑی لمبے سے ہوتی تھی۔ لیکن مشین کا پتہ نہ مل سکا۔ عمران نے کہا۔

اوہ! تو کیا یہ وہی مشین تھی؟ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

ہاں! اور میں اُسے دیکھ کر ہی پہچان گیا تھا کیونکہ اس کی زنجیر مخصوص بناؤٹ کی تھی۔ اس کی ہر ٹوٹی لفظ الیس اور اچی کی صورت میں مولڈ کی گئی تھی۔ یعنی سائنٹیفک انکولیشن کے کوڈ کے طور پر۔ عمران

نے سرھلائے ہوئے کہا۔

چلو۔ میں مان لیتا ہوں۔ لیکن آپ نے یہ فارمولا انہیں کیوں دیا؟ جہاں تک میں نے سرسری طور پر آپ کے ڈی۔ کوڈ کئے ہوئے کاغذات دیکھے ہیں۔ یہ مفتیات کے مسئلے کی انتہائی خطرناک ایجاد کا فارمولا۔ اور یقیناً اب مافیا کے تحت یہ پوری دنیا میں پھیل جائے گی۔ اور ہزاروں لاکھوں خاندان بیاہ ہو جائیں گے۔ بلیک زیرکالوج بدستور ناخوشگوار تھا۔

اس کا نام ٹریج فاکٹر تھا۔ یہ نام شاندار کٹر رائٹ نے اُسے دیا تھا۔ لیکن اب جب یہ موجودہ فارمولے کے تحت تیار ہوگی تو پھر اسے کسی طور پر بھی ٹریج فاکٹر نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ ہماری زبان میں اسے محض فاکٹر ہی کہا جائے گا۔ اب یہ مفتیات کے مسئلے کی انتہائی بے ضرر دوا بن جائے گی۔ عام سے نشے کی حامل جو نقصان نہ دے گی۔ میں نے اس کا اہم جز بدل دیا ہے۔ عمران نے کہا۔

جز کیا۔ کیا وہ لفظ بدلنے سے اہم جز بدل گیا ہے۔ بلیک زیرک نے چونکے ہوئے پوچھا۔

ہاں۔ وہی ایسا جز تھا جو اس کی اصل مقبولیت کا باعث تھا۔ میں نے اسی وجہ کے ایک بے ضرر جز کو متبادل بنا دیا ہے۔ وہ اب کیرٹری فارمولے کے لحاظ سے یہ مکمل ٹریج فاکٹر ہوگی۔ لیکن باجائزات کے لحاظ سے محض فاکٹر۔ عمران نے سرھلائے ہوئے کہا۔

لیکن میرا سوال اب بھی وہی ہے۔ کہ آپ نے ان مجرموں سے تعاون کیوں کیا؟ بلیک زیرک اب بھی اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

اب تم بہت ہی بے چین ہو تو پھر تمہیں اس کا پس منظر بھی بتانا ہی پڑے گا۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ تم مجھے وائس منٹری میں ہی داخل نہ ہونے دو مافیا کا ایجنٹ سمجھ کر۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مں روزی کے ذریعے اپنے اعزاء ہونے سے لیکر مافیا کے کسی ماحول میں پہنچنے تک کا حال مختصر طور پر بتا دیا اور وہاں جو کچھ ہوا اس کی تفصیل بھی بتا دی۔ تو کیا آپ کو واقعی تابوت میں ہی ہوش اگیا تھا؟ بلیک زیرک نے حیران ہو کر پوچھا۔

ارے وہ تو میں نے ان پر رعب ڈالنے کے لئے کہا تھا۔ اصل میں مجھے یہ خیال ہی نہ تھا کہ روزی کے پاس ایلم گیس والا پستول ہوگا۔ میں تو اسے عام پستول سمجھ کر اس کے فائر سے بچنے کے لئے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ لیکن اس کے فزیکل دیتے ہی اس میں سے ایلم گیس کی بوجھل نکلی اور میں اس کی رینج میں تھا۔ چنانچہ میں اس کی زد سے بچ نہ سکا۔ تم جانتے ہو کہ وہ گیس کتنی تیزی سے اثر کرتی ہے۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ واقعی مجھے نہیں معلوم۔ جب میری آنکھ کھلی تو میں وہاں نہ دھا ہوا تھا۔ ہوش میں آتے ہی میں نے فنگر بیڈز کی مدد سے بیٹوں کو اس حد تک کاٹ دیا کہ وہ ایک معمولی سے جھکے سے علیحدہ ہو سکتی تھیں۔ پھر جب گاؤں وادہ اور اس کے ساتھی شیشے کی دیوار کے پیچھے نمودار ہوئے تو ان کے سینوں پر موجود بیج دیکھ کر مجھے پہلی بار علم ہوا کہ ہم مافیا کے بیٹے ہیں جتنے ہوئے ہیں اور معاملہ اس قدر اہم ہے کہ مافیا کا سربراہ گاؤں وادہ بھی وہاں موجود تھا۔ اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے مافیا

کے سر کردہ انچارج جنہیں مانیا والے گلز کے نام سے پکارتے ہیں سب
 وہاں اکٹھے تھے۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ معاملات انتہائی اہم
 اور خطرناک ہیں اور یہ بات بھی ظاہر تھی کہ جس جگہ یہ لوگ موجود ہیں۔ وہ
 جگہ ان کے نکتہ نظر سے ان کا خاص سنٹر ہوگا جس کے حفاظتی انتظامات
 یقیناً بے مثال ہوں گے۔ چنانچہ میں نے وہاں پوچش کو تو کنٹرول کر
 لیا۔ لیکن میں اس پوچش کو مسلسل اپنے کنٹرول میں نہ رکھ سکا تھا اور موت
 کسی بھی لمحے ہم پر چھوٹ سکتی تھی۔ اور پھر اگر میں کسی بھی صورت میں
 اس سنٹر سے نکل آئے میں کامیاب بھی ہو جاتا تو پھر تمام عمر کیلئے میری
 اور مانیا کی چٹن جاتی تھی جس کا میری نظریں کوئی مقصد ہی نہ تھا کیونکہ
 مانیا کا بزنس ہماری لاشی میں نہیں ہے۔ اور پھر مانیا صرف یورپ
 اور افریقہ کے ممالک تک محدود ہے۔ ایشیا میں وہ کام نہیں کرتی
 اس لئے خواہ مخواہ کی بناؤ آرائی عواتے وقت اور صلاحیتوں کے ضائع
 کرنے کے اور کوئی فائدہ نہ دیتی۔ اور میں اس جگہ میں الجھ کر رہ جانا
 اس کا فیصلہ دو ہی صورتوں میں ہو سکتا تھا۔ یا تو پوری دنیا میں پھیلی ہوئی
 مانیا تنظیم آخری آدمی تک ختم ہو جاتی۔ یا پھر میں ان کے ہاتھوں مارا جاتا۔
 اگر مانیا کا کاروبار ہمارے ملک کا سلامتی کے خلاف ہوتا تو پھر یقیناً میں
 مانیا سے پھر پورا انداز میں جھگڑا جاتا۔ اور اس وقت تک مجھے نہ ہٹنا جب
 تک مانیا نہ ختم ہو جاتی یا میں۔ لیکن ایسی کوئی صورت فی الحال نہ تھی۔
 اس لئے میں نے اس کا ایک اور حل سوچا کہ فارمولا مانیا کے حوالے کر دیا
 جائے تاکہ مانیا اپنی جگہ مطمئن ہو جائے۔ لیکن ظاہر ہے میں اصل
 فارمولا تو ان کے ہاتھ دینے سے رہا۔ اب اس کی دو صورتیں ہو سکتی تھیں

کہ میں اصل کی بجائے نقلی فارمولا ان کے حوالے کر دیتا۔ لیکن ظاہر ہے
 اس کا پتہ چل جاتا اور معاملہ پھر پہلی جگہ پر آ جاتا۔ وہ اصل فارمولا حاصل
 کرنے کے لئے دوبارہ میدان میں اتر آتے۔ جو ظاہر ہے مجھے منظور نہ
 تھا۔ اس لئے میں نے دوسرا چکر چلایا۔ فارمولا کے کو میں پہلے ہی ڈبی کوڑ
 کہہ کے اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔ چنانچہ میں نے اس کا ایک اہم عنصر کو
 بدل دیا۔ اب وہ فارمولا اصل ہونے کے ساتھ ساتھ نقل تھا۔
 ٹریچ فارمولا دینے ہی تیار ہوگا لیکن بے ضرر ٹریچ فارمولا۔ ڈاکٹر رائٹ
 اگر اتفاق سے گولیوں کی زد میں نہ آ جاتا تو پھر میں یقیناً یہ حربہ استعمال نہ
 کرتا۔ کیونکہ ظاہر ہے ڈاکٹر رائٹ اس تبدیلی کو سمجھ جاتا۔ اب جب کہ
 ڈاکٹر رائٹ ختم ہو چکا ہے اور اب اس کے اصل عنصر کو جاننے والا دنیا
 میں اور کوئی شخص باقی نہ رہا۔ چنانچہ میں نے سپیشل ٹرانسپورٹ کے ذریعے
 متہین جہاز سے ہی کال کیا اور وہ لفظ بدل دیا اور فارمولا ان کے حوالے
 کر دیا کہ چلو بناؤ ٹریچ فارمولا۔ مانیا ہی مطمئن اور میں بھی مطمئن۔ اب
 تم بناؤ۔ کیا میسج یہ فیصلہ غلط ہے۔ عمران نے کہا۔ اس کا
 الجھ بے حد سنجیدہ تھا۔

عمران صاحب! میں واقعی سخت شرمندہ ہوں۔ آپ
 کی بات درست ہے کہ میں جذباتی انداز میں سوچ رہا تھا۔ جبکہ آپ کی
 ذہانت بے مثال ہے۔ آپ نے صحیح معنوں میں وہ کام کیا ہے کہ شاید
 کبھی مر جاتے اور لاٹھی بھی نہ لڑے۔ بلیک زیرو نے مغذرت خواہ
 اور شرمندہ الجھ میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"بلیک زیرو! جس سیٹ پر ہم کام کر رہے ہیں یہ انتہائی نازک اور

دستداری کی سیٹ ہے۔ ہم نے ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا ہوتا ہے۔ ہم پیشہ ور قاتلوں اور فاضلوں کا دلہ نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ قتل و غارت کا بازار گرم کئے رکھیں۔ اور بے مقصد لڑائیاں لڑتے رہیں ہمارے ذہن میں پہلا مقصد اپنے ملک کی سلامتی اور بقا کا دفاع۔ اور پھر انسانیت کی بھلائی ہے۔ اور اگر ذلالت کے استعمال سے یہ مقاصد پورے ہو سکتے ہوں۔ دوسرے لفظوں میں اگر کوئی شکر کھائے ہے یہ کتاب تو اسے نہر دیا ضروری نہیں ہوتا۔ اب مجھے بتا دو کہیں دانش مندانہ میں داخل ہو سکتا ہوں یا نہیں؟

عمران نے آخری فقرہ مسکراتے ہوئے کہا۔
آپ مجھے مزید شرمندہ نہ کریں۔ ابھی میں نے جاکر ممبروں کو اس بے مقصد نگرانی سے مشاغب ہے۔ بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تو تم شرمندہ ہو سکتے ہو۔ لیکن سویر فاضل شرمندہ ہونے والوں میں سے نہیں۔ انہی نے اب تمام عمر مجھے یہی طعنہ دیتے رہنا ہے کہ میں کائنات کے نادر موقع سے فائدہ اٹھانا جانتا ہی نہیں۔ اسے شرمندہ کرنے کے لئے مجھے بیچ کر دینے کی بجائے پرائڈ کی اس روزی کو تلاش کرنا پڑے گا۔ وہ صرف صنف نازک کے احمقوں ہی شرمندہ ہوتا ہے۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”وہ بے چارہ اپنی جگہ سچا ہے۔ بھلا اس کے خیال کے مطابق اس سے بڑی حماقت کیا ہو سکتی ہے کہ اتنا اہم فائدہ مولا تحفے میں دے دیا جاتے۔“

دروازے کی طرف بڑھنے لگا تاکہ عقبی راستے سے باہر جا سکے کیونکہ وہ ہمیشہ اسی راستے کو استعمال کیا کرتا تھا۔

تحفے احمق ہی دیا کرتے ہیں۔ عقل مند تو تحفے وصول کرتے ہیں۔ اب دیکھو۔ جو ایسا تحفہ تم نے وصول کر رکھا ہے۔“

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنستا ہوا ڈرائیونگ روم سے باہر نکل گیا۔

جس روز جوزف اور جولیا جیسے عہداری بھر کم تحفے وصول کرنے پرے۔ تب پتہ چلے گا کہ تحفے کتنے کسے پڑتی۔“

عمران نے منہ بنا کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

ختم شد